SILENT SMILE
Novels Mania
www.urdunovelsmania.com
حورب
ستمگر
Urdu Novels Mania Team©

ستمگر

حورب

گرم ترین دن کے بعد شام کا آغاز ہو چکا تھا۔ عجمان کی ایک پرانی سی کالونی میں بھی جیسے ٹھنڈی ہوا نے رخ کیا تھا۔

اس کی ڈیوٹی رات کی ہی تھی اس لیے وہ آرام تیار ہو رہی تھی۔

سارہ سو رہی تھی۔ اس کا پسندیدہ کام ہی سونا تھا۔ اس لیے زارا آرام سے اپنا کام کر رہی تھی۔

سفید نرم گالوں پر اس نے بلش آن لگایا۔ گلابی لبوں پر لپ گلوس لگا کر وہ ویٹرس کے یونیفارم میں مکمل تیار تھی۔

وہ خوبصورت لڑکی تھی۔

نازک نین نقوش کے ساتھ سب کو اپنی جانب متوجہ کر لیتی تھی۔

اس کی ڈیوٹی رات دس سے صبح چار بجے تک ہوتی تھی۔

یہ نوکری اسے بہت مشکل سے ملی تھی وہ چاہ کر بھی گنواہ نہیں سکتی تھی۔

ماں میں جارہی ہوں۔ وہ کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آئی جہاں اس کی ماں آرام فرمارہی تھی۔ جو کسی کتاب میں گم تھیں۔

اچھا دھیان سے جانا اور دھیان سے واپس آنا۔

انہوں نے ہمیشہ والی ہدایت دی۔

وہ سر ہلاتی دروازہ بند کرکے چھوٹے سے لاؤنج سے گزر کر باہر دروازے پر آگئی۔

فلیٹ سے نکل کر وہ لفٹ کی طرف آئی۔ یہ ایک نچلے درجے کی فلیٹ کی بلڈنگ تھی اور یہ فلیٹ اس کے بابا کی ساری جائداد تھی۔

ایک ایکسڈنٹ میں ان کی موت ہوئی تو ساری ذمہ داری بیس سال کی زارا پر آگئی۔

اس کے بابا بھی اس ریسٹورنٹ میں ہی کام کرتے تھے جہاں اسے اب جاب ملی تھی۔

وہ لفٹ سے نکل کر مین روڈ پر آئی۔ اور بس سٹینڈ پر پہنچی

یہاں سے وہ بس میں جاتی تھی۔ کچھ دیر بعد بس آگئی تھی۔ وہ بس میں سوار ہوتی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔

کاشان بس کرو کب سے پی رہے ہو۔ کیا پاگل ہو گئے ہو مرنا چاہتے ہو۔

کامل نے آگے آکر گلاس زور سے دور پھینکا۔

وہ ابھی جاب سے لوٹا تھا۔

اپارٹمنٹ میں داخل ہو کر اس نے کاشان کو اپنے شغل میں مصروف دیکھا تو اس کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا۔

اب پینے دو پھر چاہے موقع ملے نہ ملے۔

کاشان !! خود کو سنبھالو۔ ایسے کیوں خود کو ضائع کر رہے ہو۔ مانتا ہوں وہ تمہیں چھوڑ کر چلی گئی۔

لیکن اس کے پیچھے خود کو روگ لگاؤ گے۔

تم بھول گئے ہو کہ تمہاری یہاں دہشت ہے۔ لیکن اگر کوئی تمہیں اس حالت میں دیکھ لے تو تمہاری حکومت پر قبضہ جمانے کی کوشش کرے گا۔

ایسا کوئی مائی کا لال پیدا نہیں ہوا جو کے بی دی ایول کنگ کی حکومت پر پاؤں رکھے۔

کے۔ بی کا دل ٹوٹا ہے لیکن وہ اب بھی شیطان ہی ہے۔

"اور شیطان اپنا شکار نہیں چھوڑتا۔

وہ اپنے بھوری سیاہ داڑھی کھجاتا مسکرایا تھا۔

آنکھیں زیادہ پینے سے لال ہو رہی تھی۔

جبکہ براؤن بال پیشانی پر بکھرے تھے۔ وہ ایک خوبرو شخص تھا جس کی براؤن گھری آنکھیں تھی۔ عنابی لب تھے۔ بڑھی داڑھی کے وہ ساتھ اونچا لمبا چوڑے کندھوں والا بہادر شخص تھا۔

کامل نے تاسف سے سر ہلایا۔ وہ دوسرے کی کمرے کی جانب گیا جہاں گرینڈما آرام کر رہی تھی۔

تبھی وہ مزے سے شراب پی رہا تھا۔

وہ اب صوفے کی بیک سے ٹیک لگا کر سر پیچھے گرائے بیٹھا تھا۔

اور اسی دشمن جان کے خوابوں میں کھو رہا تھا جو اسے دھتکار کر چلی گئ تھی۔

وہ ریستورنٹ میں تھی جب ایک نیا آرڈر آیا۔

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلانے لگی۔

اس ریسٹورنٹ میں کام کرنا شروع سے پسند نہیں تھا۔ شراب یہاں آرام سے ملتی تھی۔ اوپر والا پورشن کمروں کے لیے مختص تھا۔ جہاں کپل آکر رہائش پذیر اختیار کرتے تھے۔

اسے بلیو بیری جوس کے ساتھ چکن سٹیک کا آرڈر ٹیبل تک پہنچانا تھا۔

وہ نازک گلاس میں جوس سجائے اور ایک ہاتھ میں سٹک تھامے باہر نکل آئی۔

وسیع عریض خوبصورت سے ہال میں گھما گھمی تھی۔

وہ آرڈر والے ٹیبل کی جانب آئی تو اس کا ہاتھ لڑکھڑا کر رہ گیا۔

سامنے ٹیبل پر اس کا منگیتر کسی اور لڑکی کو لیے بیٹھا تھا جو دیکھنے سے ہی یہاں کی لگتی تھی۔

زارا کی سبز آنکھوں میں نفرت ابھر آئی۔

اس کے منگیتر نے بھی ایک دفعہ ٹھٹک کر اعتماد بحال کر لیا۔ وہ اب چیزیں ٹیبل پر سجا رہی تھی۔ جبکہ وہ لڑکی بانہوں کا ہار بنتی پاگل ہو رہی تھی۔

سنو ٹیبل صاف کرو۔ پھر سامان سجانا۔

ستائیس سالا غنی نے اسے ستانے کے لیے کہا۔

اس نے بنا کچھ کہے دوسرے ویٹر کو اشارہ دیا۔

وہ جانتی تھی وہ اسے ستانے کے لیے یہ سب کرتا ہے۔ لیکن اسے ان باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا جس کے ساتھ اس کے بابا نے زبردستی رشتہ طے کیا تھا۔

وہ تو مر گئے لیکن اس کے سر پر عذاب ڈال گئے تھے۔

زارا نے ٹیبل صاف کیا اور آرڈر اس پر سجایا۔

اس دوران غنی لڑکی کی بازو سہلاتا اسے بھی بے باک نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

آج کا شیڈول بتاؤ۔

کاشان نے کالر ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ جبکہ کامل پیچھے ہی کھڑا تھا۔

تمھاری شارجہ میں میٹنگ ہے۔ اور عجمان کے کنگ کے ساتھ ڈنر ہے۔

شارجہ کی میٹنگ کینسل کرو۔ اور عجمان کے لیے تیار ہو جاؤ اسے اپنے ہی ریسٹورنٹ میں انوائٹ کرو۔

وہاں جانا تمھارا خطرے سے خالی نہیں ہے۔

کامل سپاٹ سا بولا تھا۔

کاشان نے اوہ کہہ کر ہونٹ سکوڑے۔

تم گاڑی ریڈی کرواؤ فضول باتیں نہ کیا کرو۔

ایول کنگ کسی سے نہیں ڈرتا۔

کامل نے دانت پیسے۔

اس نے ابھی شرٹ کے بٹن بند نہیں کیے تھے۔ اس کا چوڑا سینہ اور پیکس نمایاں تھے۔

کامل جانتا تھا۔ وہ کبھی اس کی بات نہیں مانے گا لیکن وہ پھر بھی کاشان کی حفاظت کرنا چاہتا تھا۔

وہ اس کا اکلوتا بھائی پلس دوست تھا۔ بھلے وہ اس کے ماموں کا بیٹا تھا۔ لیکن وہ بھائیوں جیسا ہی پیار کرتا تھا۔

کاشان کو بھی اس سے محبت تھی لیکن اسے جتلانے کا شوق نہیں تھا۔

قد آدم آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے ایک تنقیدی نگاہ خود پر ڈالی۔

شرٹ کے بٹن بند کر کے اس نے چین والا چاقو اٹھا،۔

اس کی چین پر چھوٹے چھوٹے ڈھانچے نما لوہے کے سر بنے ہوئے تھے۔

چاقو کی ہتھی پر سنہری رنگ میں ایول کنگ کندہ تھا۔ یہ اس کا خاص چاقو تھا۔

کامل کو اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا جواب بھی سپاٹ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔

اپنا خیال رکھنا گن کو پیچھے اڑس کر اس نے دل جلانے والی مسکراہٹ اچھالی۔

وہ بارہ بجے تک سوتی رہی۔

نیند سے اٹھ کر وہ کھڑکی کی جانب آئی۔

یہاں سے اسے ساری بلڈنگ نظر آتی تھی اور یہ اس کی پسندیدہ جگہ تھی۔

وہ کافی دیر تک باہر کے نظارے میں مگن تھی۔

عجمان کے حبس والے موسم نے اس کو بھی بیزار کردیا تھا۔

سارہ نے ٹیبل پر چائے رکھی تو وہ مڑی۔

وہ جینز شرٹ اور منی کوٹ میں ملبوس کہیں جانے کو تیار تھی۔

تم کہاں جا رہی ہو۔

ایک عربی کے ساتھ ٹائم گزارنے، ۔ وہ آنکھ دبا کر بولی تو زارا نے ماتھے پر بل ڈالے۔

سارا خدا کا خوف کیا کرو۔ تم مسلمان لڑکی ہو اپنی حرکتیں درست کرلو ماں کو پتہ چل گیا تو وہ جیتے جی مر جائیں گی۔

مجھے ہدایات مت دیا کرو میں اپنا اچھا برا جانتی ہوں۔ تم وہ ویٹرس کی نوکری کر سکتی ہو لیکن میرے لیے یہ ممکن نہیں ہے۔

مجھے آزادی پسند ہے۔ اس کے لیے میں کسی حد تک جا سکتی ہوں۔

سارہ نخوت سے بولی تھی۔

زارا اس کے قریب آئی تھی۔

دیکھو سارا ایسا مت کرو۔ میں جانتی ہوں تمہیں یہ گھٹن والا ماحول پسند نہیں ہے۔ لیکن تم اپنی عزت کو سودا مت کرو۔

عزت!! سیریسلی عزت!! ہاہاہا زارا تم پاگل ہو۔

اس آزاد ملک میں عزت کو کوئی نہیں دیکھتا سب بس پیسہ چاہتے ہیں۔

تمہارے لیے چائے بنا دی تھی اسے احسان سمجھ لو۔ اور ہاں میں رات کو لیٹ آؤں گی۔ ماں کو بتا دینا۔

وہ بیگ کندھے پر لٹکاتی پونی ٹیل جھلائے کمرے سے نکلتی چلی گئی تھی۔

سیاہ مرسڈیز میں عجمان میں پہنچا تھا۔ راستے میں ہی اس نے پلان بدل کر انہیں بیچ پر بلا لیا تھا اور رات کے بجائے وہ شام کو پہنچا تھا۔

دو شیخ مخصوص لباس میں بیچ پر موجود تھے۔ وہ زیادہ تر میٹنگز اوپن ایریا میں پسند کرتا تھا۔ اپنے خاص آدمی "احکام "" کے ساتھ وہ یہاں موجود تھا۔ کامل کو وہ گرینڈما کے پاس چھوڑ کر آیا تھا۔

سفید شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ سیاہ گاگلز لگائے خاصا خوبرو لگ رہا تھا۔

اس نے ایک خاص نگاہ پورے بیچ پر ڈالی۔

وہ ان سے ہاتھ ملا کر سیگریٹ سلگانے لگا۔

اس کی درمیانی انگلی میں ڈیول کی رنگ موجود تھی۔

مضبوط ہاتھ جن سے وہ کئی قتل کر چکا تھا۔ اب سختی سے بند تھے۔

بولو کیا چاہیے؟ پیسہ یا پھر ہیرے؟

وہ عربی میں بولا۔

ہم پیسہ چاہتے ہیں کیونکہ ہیرے پولیس کی نظر میں آسانی سے آسکتے ہیں۔

ہیرے مشکل سے سمگل ہو کر آئے ہیں۔ اور پولیس کو خبر بھی ہو چکی ہے۔
چند عرصے میں وہ ہیروں کے راز پا لے گی۔ اسی لیے ہمیں پیسہ چاہیے ہیرے تم رکھو۔
ایک عربی شیخ بولا تھا۔

وہ بیچ کے قریب رکھی ایک چئیر پر بیٹھا اور مٹھی ہونٹوں پر رکھی۔

دوسرے عربی کے ماتھے پر پسینہ نمودار ہو رہا تھا۔
تو تمہیں پیسہ چاہیے۔ اور بدلے میں تم مجھے پھنسانا چاہتے ہو۔

وہ سپاٹ انداز میں بولا تو عربی بوکھلایا۔۔ اسے کاشان میں عجیب سی وحشت محسوس ہوئی تھی۔ اس کے لمبے بال گھری براؤن چمکدار آنکھوں میں سفاکیت بھری ہوئی تھی۔
کاشان نے ہاتھ آگے کیا تو عربی نے ہیرے کی تھیلی سامنے کی۔

اس نے ہیرے نکال کر چیک کیے۔۔
وہ چار ہیرے تھے جو کہ کروڑوں کی مالیت تھے۔

پیسہ تو میں تمہیں دے دیتا لیکن میں غداری کرنے والوں کو بہت بری سزا دیتا ہوں۔

اس نے سرخ رنگ کی تھیلی الٹ دی جس میں ایک چپ لگی تھی۔

دونوں عربی بوکھلا گئے۔ ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ شخص اتنا شاطر ہوگا۔

اس نے پاکٹ میں رکھا خاص چاقو نکالا۔

میں نے اس کی دھار آج ہی تیز کی تھی۔ اور مجھے پورا یقین تھا کہ شکار میں کر کے رہوں گا۔

دیکھو ہمیں غنی بھائی نے کہا تھا۔ ہم نہیں چاہتے تھے وہ عجمان میں اپنی دہشت جمانا چاہتا ہے۔

لیکن یہاں تمہاری حکومت ہے۔ اس شہر کے آدھے لوگوں نے تو تمہیں دیکھا بھی نہیں ہے پھر بھی وہ تمہارے نام سے ڈرتے ہیں۔ جبکہ غنی کو سب ہلکے میں لیتے ہیں۔

تو تم نے سوچا مجھے پولیس کے حوالے کر کے عجمان میں راج کرو گے۔ وہ تاسف سے گردن ہلا رہا تھا۔ اور یہ جو تمہارا غنی بھائی ہے کسی فلم سے امپریس لگتا ہے۔ تبھی نام بھی چرا لیا، اسے کہنا تھا اصلی پہچان کے ساتھ سامنے آئے۔

ایول کنگ نہ کسی کا نام چراتا ہے نہ کسی کی حکومت پر قبضہ جماتا ہے۔ وہ اپنی دھاک جماتا ہے۔

ان دونوں کی حالت خراب ہو چکی تھی۔

وہ تیزی سے آگے آیا اور ایک جھٹکے میں ایک کا گلا کاٹا۔

دوسرے کو بھی اس کے حال میں پہنچا کر اس نے ارد گرد دیکھا۔

سب اپنے آپ میں مگن تھے۔

"ایول کنگ ہوں میں۔ میری حکومت ختم کرنا آسان نہیں ہے۔

چپ کو اس نے وہی ان کے قریب پھینک کر ہیروں کو احکام کے حوالے کیا۔

رومال سے ہاتھ صاف کر کے وہ تیزی سے مرسڈیز کی جانب بڑھا تھا۔

احکام ڈنر تو ہم اپنے پارٹنرز سے کر نہیں پائے تو کیوں نہ کسی بار میں چلیں۔ ؟؟؟؟؟

جیسا آپ کا حکم سر!! احکام ادب سے بولا۔

اچھا سنو یہ غنی بھائی کا سراغ لگاؤ؟؟ کون ہے اور اس کی کمزوری کیا ہے،،،؟؟؟

وہ پچھلی سیٹ پر پھیل کر بیٹھا تھا۔ مٹھی ہمیشہ کی طرح لبوں پر جمی تھی۔

احکام نے اب بھی سر ہلایا تھا۔

چند منٹوں بعد وہ کلب میں تھا جہاں کا چکا چوند ماحول اسے اپنی جانب متوجہ کر رہا تھا۔

وہ تھرکتے بدن دیکھ کر ماحول کا حصہ بن رہا تھا۔ دو پیگ چڑھا کر وہ صوفے پر پھیل کر بیٹھا۔

ایک طرحدار سی لڑکی اس کی جانب متوجہ ہوئی تو وہ بھی اس میں کھونے لگا۔

جوہی!! کاش تم مجھے چھوڑ کر نہ جاتی۔ کاش مجھ سے دغا بازی نہیں کرتی۔

وہ لڑکی کی گردن میں منہ چھپائے بولا تھا۔

احکام ہاتھ باندھے ایک طرف کھڑا تھا۔ اسے اپنے سر کی حالت پر ترس آ رہا تھا۔

وہ اس ماحول کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن اپنے سر کے ساتھ غداری بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اس نے لڑکی کو گھورا تو وہ احکام کی تیز نگاہ سے سہم گئی۔

لیکن کاشان اس کی قربت میں مدہوش ہو رہا تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر لڑکی کی برہنہ بازو پر چٹکی کاٹی۔

وہ لڑکی جھٹکے سے دور ہوئی۔ اور کاشان کے پاس سے اٹھ کر سٹیج کی جانب بڑھ گئی۔

جبکہ کاشان بھی لڑکھڑایا۔

سر کامل سر کا فون تھا وہ کہہ رہے ہیں گرینڈما بیمار ہیں آپ کو یاد کر رہی ہیں جلدی گھر پہنچیں۔""""

احکام جھوٹ سچ کی آمیزش سے بولا تھا۔

ہاں۔ چلو یار چلتے ہیں اپنی قسمت میں سچا پیار کہاں ہو سکتا ہے۔

وہ جھومتا ہوا احکام کے ساتھ باہر کی جانب بڑھا تھا۔

کاشان کو گاڑی میں بٹھا کر اس نے اپنا موبائل نکالا۔ لیکن موبائل پاکٹ میں نہیں تھا اسے حیرانگی ہوئی حالانکہ اس نے موبائل پاکٹ میں ہی ڈالا تھا۔

وہ دوبارہ اندر گیا۔ کاؤنٹر پر اس کی نظر پڑی تو ایک ویٹر اسے ہی بلا رہا تھا۔

تھینکیو!!!!وہ موبائل لے کر باہر نکل آیا۔

ابھی وہ کلب سے باہر ہی آیا تھا کہ ایک نسوانی آواز اسے سنائی دی۔

وہ مڑا تھا۔

سامنے بار والی لڑکی نتھنے پھیلائے کھڑی تھی۔۔

وہ اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر نظر انداز کرتا آگے بڑھا۔

تم!!!رکو زرا!!احکام سپاٹ چہرے کے ساتھ دوبارہ مڑا۔

کیا ہے؟

وہ سرد انداز میں بولا۔

علایہ کو اس کے انداز پر غصہ تو آیا لیکن وہ فلحال اس سے جواب چاہتی تھی۔

تم نے میری بازو پر چٹکی کیوں کاٹی تھی۔ یو نو تم ایک بدتمیز انسان ہو۔

وہ انگلی اٹھا کر بولی تو احکام ہاتھ باندھ کر اس کی طرف آیا۔

اور تم کیا کر رہی تھی۔

شکل سے شریف لگ رہی تھی اور کرتوت کافروں والے۔

کسی غیر کی بانہوں میں جھومتے شرم نہیں آتی۔

وہ قریب آ کر غصہ سے دھاڑا تو علایہ نے قدم پیچھے لیے۔

سلیولیس ٹاپ کے ساتھ وہ بلیک سکرٹ میں ملبوس کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔

.........یو ایڈیٹ

دیکھو میری بازو پر نیل پڑ گیا ہے تم نے اتنی زور سے چٹکی کاٹی۔

احکام نے بازو کی طرف دیکھا۔ وہاں سفید بازو پر نیل کا نشان واضح نظر آ رہا تھا۔

اوہ مائے گاڈ سوری! مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ آئی ایم رئیلی سوری!!! وہ یکدم معذرت کرتا جھکا اور ایک بار پھر بازو پر چٹکی کاٹی۔

علایہ تڑپ کر رہ گئی اور ایک چیخ کے ساتھ دور ہوئی۔

وہ تو اس کی معافی کو دیکھ کر حیران ہو رہی تھی لیکن وہ شخص تو نہایت گھٹیا تھا۔۔

آئندہ فل سلیوز ٹاپ پہن لینا تاکہ کوئی تمہیں چٹکی نہ کاٹ سکے۔

اور یہ لو پیسے!!! سائیڈ پاکٹ سے چند سکے اس کے ہاتھ پر رکھتا وہ گاڑی کی جانب بڑھا جہاں کاشان مدہوش تھا۔

اس سے آئنٹمنٹ خرید لینا نشان بھی چلا جائے گا اور درد بھی کم ہو جائے گا۔

گاڑی کے پاس جا کر مڑا اور زوردار آواز میں بولا تھا۔

علایہ دانت پیس کر اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

سارہ واپس نہیں آئی۔ ؟؟؟

ماں کے کمرے میں وہ ان کے پاؤں دبا رہی تھی۔ انہوں نے چشمے کی اوٹ سے پوچھا تو اس کا حلق خشک ہوا۔

ابھی نہیں آئی۔ وہ مختصر بولی۔

انہوں نے سر ہلایا۔

زور سے دباؤ کیا ہاتھوں میں جان نہیں ہے۔ وہ سختی سے بول کر کتاب پڑھنے لگیں۔

زارا تیز تیز دبانے لگی تھی۔

ماں کے ساتھ اس کا رشتہ کبھی بھی اچھا نہیں رہا تھا۔

اس نے شروع سے ان کی ڈانٹ مار دیکھی تھی۔ کبھی کبھی وہ اسے سوتیلی ماں لگتی۔ پاپا کبھی کبھی سر ہر شفقت سے ہاتھ رکھتے لیکن ماں نے ایک عمر انہیں ذلیل و خوار کیا تھا۔ وہ آزادی پسند خاتون تھیں۔۔

سارا ان کی کاپی تھی۔ تبھی وہ سارا سے خوش رہتی تھیں۔

لیکن زارا کو عزت کا سودا کرنا بہت غلط کام لگتا تھا۔ غنی کے ساتھ زبردستی رشتہ بھی ماں نے ہی طے کروایا تھا۔ افضل صاحب کی موت کے بعد وہ آزاد تھیں لیکن ایک ایکسڈنٹ میں ان کی ٹانگ فیکچر ہوئی پھر وہ بیڈ سے اٹھنے کے قابل نہیں رہی تھیں۔

میں تمہاری شادی کا سوچ رہی ہوں۔ غنی ایک دو دن میں آئے گا۔ سادگی سے نکاح کر کے تمہیں لے جائے گا۔

زارا کے ہاتھ رک گئے جبکہ رنگ سفید پڑ گیا۔

اب تمہیں اسی کے ساتھ رہنا ہے اور اس کی لائف میں ڈسٹربنز مت لانا ورنہ میں خود تمہیں ماردوں گی۔

وہ سختی سے بولی۔ زارا سبز آنکھوں سے روتی کمرے سے بھاگ کر نکلی تھی۔

کیا ہوا علایہ کافی غصہ میں لگ رہی ہو۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو غنی شراب والے حصے میں کھڑا گھونٹ پیتا اپنا غم ہلکا کر رہا تھا۔

تمہیں کیا مسلہ ہے اپنا کام کرو

وہ چڑ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ سکے اب بھی اس نے ہاتھ میں دبائے ہوئے تھے۔

اس کو میں چھوڑوں گی نہیں۔ میری بازو زخمی کر دی۔ وہ بازو مسل کر چیخ رہی تھی۔ شیشے میں سرخ چہرے کے ساتھ وہ چڑیل ہی لگ رہی تھی۔ آنکھیں زیادہ ڈرنک کی وجہ سے لال ہو رہی تھیں۔

تم جو بھی ہو علایہ تمہیں اب زندہ نہیں چھوڑے گی۔

وہ بکتی جھکتی بیڈ پر ڈھے گئی تھی۔

وہ ریسٹورنٹ آچکی تھی۔

اس وقت وہ کچن میں موجود پیزا بیک کر رہی تھی۔

چیز پیزا پر بکھیر کر اس نے سائیڈ پر ہی کیا تھا جب اسے پیچھے بنی لانڈری سے شور سنائی دیا۔

اس وقت کچن میں اکیلی تھی۔ اس لیے اسے آواز آئی تھی۔

وہ ایپرن اتار کر باہر آئی۔ اور اس والے حصے میں جھانکا۔

وہاں ایک شخص کالے نقاب میں ساتھی ویٹرس کے گلے پر چھری پھیر رہا تھا۔

زارا کی آنکھیں پھیلیں حلق خشک ہو گیا۔

اس نے منہ پر ہاتھ رکھا اور چیخ کا گلہ گھونٹا۔

وہ لاونیہ تھی۔ انڈیا سے یہاں جاب کرنے آئی تھی۔ لیکن اسے کیوں قتل کیا گیا۔ وہ نہیں جانتی تھی وہ تیزی سے کچن میں آ گئی۔ کانپتی ٹانگوں سے وہ زمین پر بیٹھ گئی۔

کیا ہوا زارا!!! ایسے کیوں بیٹھی ہو۔

ایک میل ویٹر آرڈر لے کر آیا تو وہ جھٹ سے کھڑی ہو گئی۔

وہ میری طبعیت ٹھیک نہیں ہے۔

میں گھر جانا چاہتی ہوں۔

وہ پسینہ پونچھتی کچن سے نکل کر باہر کی جانب بھاگی۔ کھونٹی پر لٹکا پرس وہ اتار چکی تھی۔

ویٹر نے سر ہلایا اور کام میں مصروف ہوا۔

مینجر سے پوچھے بنا ہی وہ روڈ پر آ گئی تھی۔

وہ تیزی سے جا رہی تھی۔ لاونیہ مر گئی تھی۔ اور وہ بچا بھی نہیں سکی۔ وہ بھاگ آئی یہ سب سوچیں اسے پاگل کرنے لگی۔ اسے بس کا بھی خیال نہیں رہا تھا۔

وہ ایک دم گاڑی کے سامنے آتی سڑک پر گری۔

گاڑی کے ٹائر بھی چرچرائے تھے۔

ابے کون ہے۔ احکام دیکھو زرا۔۔۔

کاشان جھٹکا لگنے سے سیدھا ہو کر چیخا۔ وہ نشے میں مدہوش ہو رہا تھا۔

سر کوئی لڑکی ہے میں دیکھتا ہوں۔

وہ باہر آیا تو اس نے سکارف سے چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔

آریوا وکے؟؟؟

احکام کی بھاری آواز سن کر وہ سیدھی کھڑی ہوئی لیکن لڑکھڑا بھی گئی۔ احکام نے بازو تھاما ہی تھا۔ کاشان باہر آیا اور زارا کو بازو سے پکڑ کر سیدھا کیا۔

اندھی لڑکی مرجاتی تم !! پھر میں جیل چلا جاتا۔ اور مجھے پھانسی ہوجاتی۔ ہاہاہا پھر میں مرجاتا۔

کاشان نے آج زیادہ تیز ڈرنک کرلی تھی تبھی بہکی بہکی حرکتیں کررہا تھا۔

زارا خوف سے کانپ رہی تھی۔ اس نے اس شخص کو دیکھا جو اونچا لمبا کافی خوبرو تھا۔

آسمان سے گر کر وہ کھجور میں اٹک چکی تھی۔
سر پلیز !!! میم کو درد ہورہا ہے۔ بازو چھوڑیں۔۔۔

آپ میرے ساتھ آئیں۔ وہ کاشان کو لے کر دوبارہ گاڑی میں آیا اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھا کر وہ باہر آیا۔

میڈم مجھے اچھا انسان سمجھ کر بھروسہ کرلیں۔ میں آپ کو آپ کے گھر پہنچا دوں گا۔
احکام آرام سے بولا تو زارا نے نفی میں سر ہلایا۔
میڈم رات ہوگئی ہے آجائیں۔

میں سر کا ملازم ہوں لیکن لڑکیوں کی عزت کرتا ہوں آپ میری بہنوں جیسی ہیں۔ پلیز آجائیں۔ زارا کو وہ اچھا شخص لگا وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی۔

چہرہ سکارف سے ڈھکا ہوا تھا۔ جبکہ سبز غلافی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

احکام نے راستہ پوچھ کر ڈرائیونگ شروع کی تو کاشان نے سیٹ سے ٹیک لگا لی۔

وہ اوٹ پٹانگ حرکتیں کرتا زارا کو سارے راستے سہما تا رہا تھا۔

احکام اسے فلیٹ کی بلڈنگ کے قریب اتار کر چلا گیا تھا۔

اس شخص کی حرکتیں بہت عجیب تھیں۔ وہ کبھی سرخ آنکھوں سے پیچھے مڑ کر زارا کو غصیلے انداز میں دیکھتا اور کبھی ہنس پڑتا۔۔

زارا کے ذہن میں لاونیہ کی لاش گھوم رہی تھی۔ اس سب میں وہ شخص بھی اسے بار بار پریشان کرتا رہا۔

،،،،وہ شخص کافی ہینڈسم تھا لیکن اس کی حرکتیں بہت بری تھیں

سکارف جدا کر کے وہ تھکے قدم لیے لفٹ میں داخل ہوئی۔

سبز آنکھوں سے پانی بہنے لگا۔

لفٹ میں وہ دوزانوں بیٹھ کر روتی چلی گئی۔

کل اسے دوبارہ ریسٹورنٹ جانا تھا۔ لیکن اس وقت وہ سوچنے کی ہمت بھی نہیں رکھ پا رہی تھی۔

گرینڈ ما کیسی ہیں؟؟؟ وہ ان کے ہاتھ چوم کر بولا۔

کامل نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا تو وہ استہزائیہ مسکرایا۔

میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ؟؟ آفس ورک کیسا جا رہا ہے۔

انہوں نے شفقت سے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اس نے پھر کامل کو دیکھا۔ جواب بھی گھور رہا تھا۔

گرینڈ ما کامل سے پوچھیں آفس ورک کتنا اچھا جا رہا ہے۔

اس نے شرارتی نظروں سے کامل کو دیکھا۔

کامل منہ بنا کر رہ گیا۔

"اچھا آپ کو کیا ہوا تھا؟ احکام بتا رہا تھا رات آپ کی طبعیت بگڑ گئی تھی؟

انہوں نے عجیب نظروں سے کامل کو دیکھا تو وہ بھی پہلو بدل کر رہ گیا۔

نو آئی ایم فائن!! وہ بولی تو کاشان کے ماتھے پر بل آئے۔

گرینڈما آپ ریسٹ کریں میں شام کو دوبارہ آتا ہوں میری اہم میٹنگ ہے۔"

کامل تم بھی میرے ساتھ آؤ"۔

وہ کامل کو اشارہ دے کر گرینڈما کا ماتھا چومتا کمرے سے نکلا۔

کامل کو اپنی شامت پکی لگی تھی۔ کاشان کو غصہ بہت کم آتا تھا لیکن جب آتا تھا کامل بھی لپیٹ میں آجاتا تھا۔

وہ گہری نیند میں سو رہی تھی جب لاونیہ کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے گھوما۔ وہ خواب" کی کیفیت میں تھی۔ وہ سر پٹکتی کچھ بڑبڑا بھی رہی تھی۔

سارا جو فریش ہو کر واش روم سے نکلی تھی زارا کو بے چین دیکھ کر اس کے قریب آئی۔

!!!زارا...... آریواوکے

وہ گال تھتپا کر بولتی زارا کو اٹھانے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

وہ چیخ مار کر اٹھی اور سارا کے سینے سے لگی۔

وہ مر گئی سارا،،، لاونیہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی سارا کو بھی پریشان کر رہی تھی۔

کون لاونیہ؟؟؟ تم نے خواب دیکھا ہے؟؟؟

وہ زارا کو سامنے کرتی اسے پچکارنے لگی۔

وہ آنکھیں مسلتی دور ہوئی۔

بیڈ سے اتر کر وہ بنا کچھ بولے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔

سارا کو اس کی کیفیت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی تھی تبھی اس نے کوئی تاثر نہیں دیا تھا۔

کیسی ہو زارا؟؟؟

غنی کی آواز سن کر وہ جھٹکے سے مڑی۔ وہ بس سٹاپ پر کھڑی تھی۔ جب غنی نے ایک بڑی گاڑی اس کے سامنے روکی۔

ادھر ہوں میں !!اس نے گاڑی کی طرف اشارہ دیا تو وہ ناگوار انداز سے دوبارہ سامنے دیکھنے لگی۔

گلابی گال اور سبز آنکھیں بھی آج کچھ گلابی تھیں۔

سرخی لبوں پر ویسے ہی رہتی تھی۔

غنی نے ایک گہری نگاہ سے اس کا جائزہ لیا۔ وہ سفید اور سیاہ امتزاج کے ویٹرس کے لباس میں کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔

گولڈن ریشمی بالوں کو اس نے سکارف میں چھپایا ہوا تھا۔

تم کافی خوبصورت لگ رہی ہو"۔ وہ ہونٹ کا کونہ دبا کر لوفرانہ سا بولا تو زارا نے سختی سے مٹھیاں بند کی۔

آؤ میں تمہیں ڈراپ کر دوں۔ کچھ ٹائم میرے ساتھ بھی گزار لینا"۔ "

اس کا ذو معنی انداز زارا کو طیش دلا رہا تھا۔ لیکن وہ اس سے الجھنا نہیں چاہتی تھی۔

بس آنے پر وہ اس کی جانب بڑھی۔ لیکن غنی فوراً اپنی کار سے اتر کر زارا کی طرف بڑھا۔

اس نے بازو پکڑا تھا۔ لیکن زارا نے جلدی سے بازو چھڑوایا۔

بس کے مسافر حیرت سے وہ منظر دیکھنے لگے۔ وہ شرم سے ڈوب مرنے والی ہوئی۔

غنی کے کھلا گریبان الجھی داڑھی اور گردن میں پہنی چینوں نے اس کا حلیہ مشکوک بنا دیا تھا۔

ایک بڑی عمر کے بزرگ نے زارا کے ساتھ بد تمیزی کرنے پر غنی کو ٹوکا تھا۔

غنی کی سرخ آنکھیں اس بزرگ پر اٹھی۔

یہ میری منگیتر ہے تم اپنی زبان کرو بڈھے!!!وہ بد تمیزی سے بول کر زارا کو کھینچنے لگا۔

بس والے نے ہارن بجا کر زارا کو متوجہ کیا۔

وہ بے بس ہو چکی تھی۔

اس نے زوردار دھکا غنی کو دیا اور بس میں چڑھ گئی۔

وہ حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ اس لیے پیچھے گرا کچھ شراب کے نشے نے اس لڑکھڑایا ہوا تھا۔

وہ روتی ہوئی سیٹ پر بیٹھی۔

اسے غنی سے آج شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔

وہ سارے راستے لوگوں کی نظریں برداشت کرتی شرمندہ ہوتی رہی تھی۔

ہوٹل میں حسبِ معمول چہل پہل تھی۔ جس وقت وہ کچن میں داخل ہوئی مینجر ہاتھ سینے پر باندھے کھڑا تھا۔ ماتھے پر بل ظاہر کر رہے تھے کہ وہ شدید غصہ میں ہے۔

گڈ ایوننگ سر۔۔۔ وہ سر جھکا کر بولی۔

تم کل بنا بتائے کیوں گئی تھی۔

مینجر کی کرخت آواز سن کر وہ سٹپٹائی تھی۔

سر میری طبعیت خراب ہوگئی تھی۔ میں بتانا چاہتی تھی کہ میری طبعیت خراب ہے لیکن مجھ سے یہاں رہنا برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

وہ گھبراہٹ کو چھپا کر اعتماد سے بولی۔

تم آگے چھٹی نہیں کرتی اس لیے آج تمہیں چھوڑ رہا ہوں۔ آج کے بعد یہ حرکت مت“ کرنا تمہارے فادر کی وجہ سے تم یہاں ٹھہری ہوئی ہو۔ ورنہ جاب سے نکال دیتا”۔

وہ سختی سے بولتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن ایک دم مڑ گیا تھا۔

سنو،،، وہ ڈر کر اچھلی۔۔۔

!!!جج جی سر

لاونیہ کو میں نے کام سے نکال دیا ہے۔ اب وہ نہیں آئے گی”۔

مینجر سرخ آنکھوں سے بولتا باہر کی جانب نکل گیا۔

زارا کو اس کی پر اسرار سرخ آنکھیں اچھا خاصہ سہما گئی تھیں۔۔۔

تم دونوں نے مجھ سے جھوٹ بولنے کی ہمت کیسے کی؟؟؟

وہ سختی سے گلاس تھام کر بولا تھا۔

احکام سر جھکائے کھڑا تھا۔ جبکہ کامل مطمئن تھا۔

سر مجھے کامل سر نے کہا تھا" ۔ احکام منمنایا۔ "احکام میرے سامنے سے دفعہ ہو جاؤ اور آج پورا دن تم کلب میں گزارو گے" ۔

کاشان کی عجیب و غریب سزا پر احکام نے بیچارگی سے کامل کو دیکھا جو کندھے اچکا رہا تھا۔

کامل کی لاپرواہی دیکھ کر اس نے دانت پیسے۔ وہ اس کا بچاؤ کیوں نہیں کر رہا۔

جاؤ احکام!!! وہ سرد لہجے میں بولا تو وہ ہمیشہ کی طرح سر جھکا تا باہر نکل گیا۔

وہ کامل کے قریب آیا اور ایک زوردار مکہ اس کے منہ پر جھڑ دیا۔

غیر لڑکی کی بانہوں میں جھولتے ہوئے تم یہ پنچ ڈیزرو کرتے تھے۔ لیکن یہ تم نے مجھے مارا" ہے" ۔

وہ ہونٹ سے خون صاف کرتے ہوئے بولا تو کاشان کو اس پر مزید طیش آیا۔

اس نے گریبان جکڑ کر اسے سامنے کیا۔ کامل نے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھا جس میں درد ہلکورے لے رہا تھا۔

وہ کاشان کا درد محسوس کرتا زبردستی اس کے سینے سے لگ گیا۔

کاشان بت بنا کھڑا رہا۔ لیکن اس کی گہری آنکھیں ہلکی نم تھی۔

کامل جانتا تھا وہ کبھی اپنا درد نہیں بتائے گا۔

اس لیے وہ چپ چاپ اس کے سینے سے لگا رہا تھا۔

کاشان نے اسے جھٹکنا چاہا لیکن وہ گرفت مضبوط کر چکا تھا۔

لاونیہ کے بارے میں کسی سٹاف نے بات نہیں کی تھی۔

اور یہی چیز زارا کو عجیب بھی لگ رہی تھی۔

ایک تو سر درد اوپر سے لاونیہ کی موت وہ الجھ گئی تھی۔ اور پھر غنی سے ہوئی جھڑپ پر اعصاب بری طرح ہل گئے تھے۔

ہوٹل کا ٹائم ختم ہوتے ہی وہ پیدل سڑک پر آگئی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی ہوٹل کا مالک کون ہے۔ اسے یہ جاب اپنے باپ کی وجہ سے ملی تھی۔

مینجر کا رویہ خشک ہوتا تھا۔ اس لیے وہ اپنے کام سے مطلب رکھتی تھی۔

لاونیہ واحد دوست تھی۔ جس سے وہ تھوڑی بہت باتیں کرلیتی تھی لیکن اب اس کا کوئی سراغ بھی نہیں مل رہا تھا۔

وہ پوری طرح الجھی ہوئی تھی۔

جب ایک دم مضبوط گرفت نے اسے جکڑا تھا۔

وہ چیختی دور ہوئی لیکن مقابل شخص نے اسے سختی سے جکڑ لیا تھا۔

وہ گندی سی بو محسوس کرتی ڈر کر کانپنے لگی تھی۔

“تمہاری ہمت کیسے ہوئی تھی میرا ہاتھ جھٹکنے کی؟ بڑی اکڑ ہے ناں تم میں، مت بولو تمہیں میرے بستر پر ہی آنا ہے۔ پھر دیکھوں گا تمہاری اکڑ کیسے نہیں ٹوٹتی”۔

اس کی غلیظ بات پر زارا کا دل تکلیف سے تڑپا۔

وہ اس کی گردن پر جھکا ہوا سماعتوں میں زہر انڈیل رہا تھا۔

زارا نے ہاتھ پاؤں مارے تھے۔ لیکن غنی نے اپنی گرفت مضبوط کرلی تھی۔

اس نے زوردار کہنی مقابل کی پسلی پر دے ماری۔

کیوں تم اتنے برے ہو۔ وہ چیخ کر روئی تو غنی نے درد میں بھی بے ہنگم قہقہ لگایا تھا۔

"ویسے طاقت بہت ہے تم میں

وہ سینہ سہلاتا دوبارہ اس کے قریب آیا تھا۔

میں برا تو ہوں لیکن تمہارے لیے سب سے زیادہ برا ہوں۔ جانتی ہو تمہیں تکلیف دینا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔

اس کے بال جکڑ کر اس نے چہرہ اوپر اٹھایا۔

وہ سسکتی ہوئی بال چھڑوانے لگی۔ لیکن غنی کو ضد چڑھ چکی تھی۔

میرے ساتھ جتنی بدتمیزی کرو گی میں اتنی تمہیں تکلیف دوں گا۔ پھپھو سے میں بات کرچکا" ہوں اگلے مہینے ہی تمہیں اپنے قدموں میں نہ جھکایا تو میرا نام بھی غنی نہیں"۔

بالوں کو جھٹکا دے کر اس نے زارا کو دور دھکیلا۔

وہ اوندھے منہ سڑک پر گری تھی۔

غنی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔

وہ روتے ہوئے سڑک پر بیٹھی رہ گئی تھی۔

اپنے اردگرد عجیب و غریب حلیے میں لڑکیاں دیکھتا وہ بیزار ہو چکا تھا۔

لیکن آج اسے یہاں پورا دن گزارنا تھا۔ ورنہ کاشان سر سے کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ کسی لڑکی کو ہی اس کے ساتھ باندھ دیتے۔

وہ یہ بھی جانتا تھا کاشان سر نے اسے ویسے ہی یہاں نہیں بھیجا اس کے پیچھے بھی ایک مقصد تھا۔

اسے غنی بھائی کے آدمیوں کو شوٹ کرنا تھا۔

وہ ایپل سٹرا پیتا کاؤنٹر کے پاس ہی موجود تھا۔ جب اسے کل رات والی لڑکی ایک اوباش سے لڑکے کے ساتھ تھرکتی محسوس ہوئی۔

احکام کے ماتھے پر سخت بل آئے تھے۔ اسے حیرت بھی ہوئی تھی کہ وہ تو عجمان میں تھی دبئی کیسے پہنچ گئی۔

آج اس نے گہرے گلے والی سائیڈ کٹ کی بلیک میکسی پہنی ہوئی تھی۔

وہ گلاس ٹیبل پر رکھتا ہجوم چیرتا آگے آیا۔

سامنے کھڑا لڑکا علایہ پر جھکنے والا تھا۔ لیکن احکام نے اسے بازو سے کھینچ کر زور سے پیچھے دھکا دیا۔

علایہ جو اس میں مگن تھی ایک دم چونکی۔

شراب کے نشے میں دھت وہ نیچے گرتا چیخا۔

احکام نے علایہ کو بازو سے پکڑا اور کھینچتا ہوا باہر نکلا

واٹ دا ہیل؟؟؟ ہاؤ ڈیر ٹو ٹچ می؟؟

علایہ بال جھٹک کر چیخی۔ وہ احکام کو دیکھ کر حیران ہوئی وہ تو کل رات والا لڑکا تھا۔

!!!تم!!!! گھٹیا شخص

علایہ چیخی تو احکام کو مزید غصہ آیا۔

"تم میں شرم نام کی چیز نہیں ہے کیوں تم ان کلبز میں گھومتی نظر آتی ہو"؟ وہ بازو دبوچ کر بولا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ علایہ کو اس سے خوف آیا لیکن وہ نڈر بنی تھی۔

"کیا مسلہ ہے تمہارا کل تم نے میری بازو پر نشان ڈالا تھا۔ اور آج پھر میرے باپ بنے پہنچ گئے ہو۔ تم ہوتے کون ہو میرے ساتھ زبردستی کرنے والے"۔

وہ بازو چھڑوا کر غرا کر بولی۔ احکام نے بازو سختی سے دبوچ کر اپنی طرف کھینچا۔ تو وہ اس کے سینے سے لگی۔

اس کے کلون کی مہک نے جیسے حواسوں پر وار کیا تھا۔

آج کے بعد اگر تم مجھے کسی بھی لڑکے کی باہوں میں نظر آئی تو میں تمہارا قتل کر دوں گا۔

اور میں کون ہوں وہ بھی جلد بتاؤں گا۔

گردن کی دائیں طرف چاقو رکھ کر اس نے دباؤ ڈالا۔

وہ کانپی تھی۔

وہ کان کے پاس غرا کر بازو کو جھٹکتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا کلب سے نکل آیا تھا۔

علایہ کو اپنی گردن پر ہوتی سرسراہٹ نے کافی سہمایا تھا

وہ آج پھر بری طرح رو رہی تھی۔ لیکن آنسو صاف کرنے والا کوئی نہیں تھا۔

اسے اپنے آپ سے نفرت ہو رہی تھی۔

وہ شاور کے نیچے کھڑی کافی دیر تک بھیگتی رہی۔

وہ اجیہ بیگم سے بھی نہیں کہہ سکتی تھی کیونکہ وہ تو غنی کے خلاف ایک لفظ سننا بھی پسند نہیں کرتی تھی۔

کافی دیر بھیگنے کے بعد وہ باہر آئی۔

گھڑی میں وقت دیکھا تو صبح کے پانچ بج رہے تھے۔

وہ کپڑے لے کر چینج کرنے بڑھ گئی تاکہ نماز پڑھ سکے۔ وہ بہت کم نماز پڑھتی تھی۔ لیکن آج اسے اللہ کی یاد شدت سے آئی تھی۔

کچھ دیر میں وہ مصلہ بچھائے نماز پڑھتے ہوئے گڑگڑا رہی تھی۔

کلب سے وہ نکل تو آیا تھا لیکن اسے اب افسوس بھی ہو رہا تھا کہ وہ کیوں اس لڑکی کے سامنے ایساری ایکٹ کر گیا۔ وہ تو اسے جانتا بھی نہیں تھا۔ اس کی بلا سے وہ کسی کے ساتھ بھی گھومے۔ حالانکہ وہاں اور بھی لڑکیاں تھیں۔ لیکن اسے وہ لڑکی ہی کیوں بری لگی تھی۔ وہ اپنی کیفیت سمجھ نہیں پایا تھا۔

وہ گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا

بلیک ہوڈی پر وہ بلیک ہی جینز پہنے ہوئے تھا۔

گھنی داڑھی اور مونچھیں اور مغرور نین نقش اسے منفرد بناتے تھے۔ عنابی لبوں پر سیگریٹ سلگا کر اس نے گہرا کش لیا۔ کف تھوڑے سے اوپر کھینچے ہوئے تھے۔

چند لڑکیاں اسے سیگریٹ پیتے دیکھ کر مڑی تھیں۔ لیکن وہ لاپرواہ بنا رہا۔

وہ سٹائل سے سیگریٹ پیتا سب کو ہی اپنی جانب متوجہ کرنے لگا۔

تیسری انگلی میں مہرون پتھر والی بڑی انگوٹھی اس کے ہاتھوں کی مضبوطی کو ظاہر کر رہی تھی۔

وہ علایہ کا انتظار کرنا چاہتا تھا۔

دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ اس سے ڈرے گی یا نہیں؟؟

کچھ دیر میں وہ ہینڈ بیگ کندھے پر لٹکا کر باہر نکلی۔

احکام الرٹ ہوا تھا۔

اس نے بازوں پر اب ایک ریشمی سکارف لیا ہوا تھا۔ احکام کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ یعنی اس پر اثر ہو گیا تھا۔

وہ ہوڈی کو سر سے اوپر تک کرتا علایہ کی طرف بڑھا۔

اس کی ہاتھ میں باریک سی چپ تھی۔ جو جسم میں جذب ہو جاتی تھی۔

وہ ایک دم علایہ کے قریب آ کر لڑکھڑایا۔

""""""اہھہ مائے گاڈ!!!!

چپ اس غیر محسوس طریقے سے بازو میں چبھو دی تھی۔ اور خود نیچے گرا۔

علایہ ایک دم درد سے اچھلی اور سامنے گرے لڑکے کو بھی اٹھایا۔۔ جواب زمین پر گرا تھا۔

،،،، آئی ایم سوری

وہ نیچے جھک کر اپنے سے ڈبل بھاری شخص کو اٹھاتی ہلکان ہوئی۔

احکام ہاتھ کھڑا کر کے ہوڈی کو چہرے پر درست کیے واپس مڑ گیا تھا۔

علایہ نے سرخ ہوتی بازو مسلی۔ اور آگے بڑھ گئی تھی۔

کامل جم میں موجود تھا جب کان میں لگی بلیو توتھ سے الرٹ کا نوٹیفکیشن آیا۔

وہ ٹاول سے پسینہ صاف کر کے اٹھا۔

ایول کنگ !!! اس نے بٹن دبا کر کاشان کو بھی میسج کیا۔

وہ اس وقت گہری نیند میں تھا۔ لیکن اس کے حواس مضبوط تھے۔

میسج کی تیز آواز سے ہی وہ اٹھ کر بیٹھا۔

کاشان ڈزنی لینڈ میں سے تین بچے غائب ہوئے ہیں۔ تینوں لڑکیاں ہیں۔ وہ جلدی سے شرٹ پہن کر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

کامل نے اسے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن وہ سننے کے موڈ میں نہیں تھا۔

ٹیڈی کا کاسٹیوم پہنے وہ ڈزنی لینڈ میں گھوم رہا تھا۔

گارڈ کی اطلاع کے مطابق بچیاں ابھی لینڈ سے باہر جاتی دکھائی نہیں دی تھی۔

تبھی وہ کاسٹیوم پہن کر ہر جگہ گھوم رہا تھا۔ کامل نے اسے روکا تھا۔ وہ بھی یہ کام کر سکتا تھا۔ لیکن اس پر جب جنون سوار ہوتا تھا تو وہ کسی کی نہیں سنتا تھا۔

کاشان کی آنکھیں سرخ تھی۔ اس کی رگیں پھول رہی تھیں۔

وہ کافی دیر سے لینڈ کا چپہ چپہ چھان رہا تھا۔

ایک کارنر پر بنے واش روم سے اسے دبی دبی سسکیاں سنائی دی تھی۔

وہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

لائن میں بچوں کے واش روم بنے تھے۔

وہ دبے قدموں سے گن کو پاکٹ میں چیک کرتا آگے بڑھا۔

آخری واش روم سے اسے سایہ نظر آیا تو اس نے سختی سے لبوں کو بھینچا۔
اس کے دماغ میں ماضی کی یادیں گھومنے لگی تھیں۔ اسے وہ وقت یاد آ رہا تھا جب ایسے ہی اس کے پیاروں کو قید کیا گیا تھا۔

وہ آہستہ چلتا آگے آیا۔
آخری واش روم میں کیبن بنا ہوا تھا جو دیکھنے میں کیبن جیسا تھا لیکن اس کے پیچھے ایک دروازہ تھا۔

گن نکال کر اس نے کندھے سے دروازے پر ٹھوکر ماری۔
سامنے ایک کرخت شکل کا آدمی دو بچیوں کے ہاتھ پر منہ رکھے انہیں باہر نکال رہا تھا۔

کاشان کی آنکھیں لال انگارہ ہوتی طیش کو آواز دینے لگی۔۔
اس نے تیزی سے نشانہ لے کر گولی ماری وہ سیدھا اس کے کندھے سے لگی۔

بچیاں زمین پر گری تھیں۔

وہ شخص درد سے چلایا۔ ان بچیوں کی روتی شکلیں دیکھ کر کاشان کے دل میں درد اٹھا تھا۔

مضبوط اعصاب کا مالک شخص اس وقت درد سے رونے والا ہو چکا تھا۔

اس نے آگے بڑھ کر بچیوں کو اٹھا کر خود میں بھینچ لیا۔

کامل بھی وہاں آچکا تھا۔ احکام نے بیک سائیڈ سے جا کر ایک اور بچی کو پکڑا۔

وہ تین لوگ تھے۔ جو تینوں بچیوں کو اغواہ کرنے آئے تھے۔

کاشان کا غصہ شدت اختیار کر چکا تھا۔ وہ بنا رکے انہیں بری طرح سے پیٹنے لگا۔

احکام انہیں اپنے ٹارچر روم میں لے کر جاؤ۔ آج ان کو بتاؤں گا چھوٹی بچیاں کتنی نازک ہوتی ہیں ان کے ساتھ ایسا ظلم کبھی نہیں کرنا چاہیے۔

وہ آواز بدل کر بولتا باہر نکلا۔ کامل نے بچیاں سنبھالی تھیں۔

وہ اس کی پشت گھورنے لگا کیونکہ جانتا تھا وہ اس وقت تکلیف میں ہے۔

اور اب وہ تمام دن غم غلط کرے گا اور پھر انہیں سزا دے گا۔

وہ ٹارچر روم میں آگیا تھا۔

تینوں آدمی الیکٹرک چئیر سے بندھے ہوئے تھے جن میں ہائی وولٹیج کا کرنٹ دوڑ رہا تھا۔ روم میں نیم اندھیرا اور پراسراریت تھی۔

کامل ایک طرف بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ احکام بچیوں کی سہی سلامت چھوڑ کر آیا تھا۔

کامل سوئچ آن کرو۔ آج میں ان کو بتاؤں گا بچیوں سے کیسا سلوک کیا جاتا ہے۔

نن نہیں ہمیں جانے دو۔ ہمیں معاف کردو۔ ہمیں حکم دیا گیا تھا۔

وہ عربی میں بولے تھے۔ کاشان کے لب طنزیہ مسکرائے۔

کامل نے سوئچ آن کیا تو وہ تڑپ اٹھے۔

کرنٹ سے لگتے جھٹکے انہیں عذاب سے دوچار کرنے لگے۔

ابھی میں نے کم وولٹیج کا کرنٹ دیا ہے۔

اگر جھوٹ بولو گے تو میں تم لوگوں کو اسی کرنٹ سے جلا کر راکھ کر دوں گا۔

وہ دھاڑ اٹھا تھا۔

ایول کنگ کی آنکھوں میں اس وقت سفاکیت کی انتہا تھی۔

وہ اس سفاکیت کو دیکھ کر مرنے کے قریب پہنچنے والے ہو گئے۔

ہمیں غنی بھائی نے کہا تھا وہ یہ دھندا آج کل بہت اچھے سے چلا رہا ہے۔

غنی بھائی کو ہم نے دیکھا نہیں ہے لیکن وہ ہمیں فون پر حکم دیتا ہے۔ اور پھر ہم بچیاں“ اٹھاتے ہیں۔ چھوٹی بچیوں کی ڈیمانڈ دبئی اور ارد گرد شہروں میں بڑھ رہی ہے”۔

کاشان نے سختی سے لب بھینچ لیے۔ خون کا بڑھاؤ دماغ میں بڑھنے لگا۔

اسے وہ دردناک ماضی یاد آگیا تھا۔
کامل فل سپیڈ میں کرنٹ کا دباؤ بڑھادو آج یہ ایول کنگ کی سفاکیت دیکھ کر ہی موت کو گلے لگائیں گے۔۔ وہ انہیں بنا ہاتھ لگائے بولا تھا۔

کامل نے کرنٹ تیز کیا تو وہ تڑپتے چیخ رہے تھے۔ ان کی چیخیں تہ خانے میں گونج رہی تھیں۔

وہ ایک سونگ کی طرح ان کی چیخیں انجوائے کرنے لگا تھا۔

کچھ دیر میں کرنٹ کی شدت سے وہ جل کر راکھ ہو گئے تھے۔

مس زارا، ، دبئ میں فوڈ فیسٹول ہے۔ اور ہماری ٹیم میں سے آپ کو سلیکٹ کیا گیا ہے۔ اگلے ایک ہفتے کے لیے آپ دبئ جا رہی ہیں۔ وہاں آپ کے لیے روم بھی بک کروا دیا گیا ہے۔

مینجر کی بات پر اس نے اچھنبے سے سر اٹھایا۔

بخار کی وجہ سے جسم میں درد تھا لیکن وہ پھر بھی ریسٹورنٹ آئی تھی۔

لل۔ لیکن سر میں کیسے ؟ ؟

کیوں آپ کو کیا مسلہ ہے، ہوٹل کے اونر نے ہی یہ ڈیسا ئیڈ کیا ہے وہ چاہتے ہیں ہمارے ریسٹورنٹ کا نام پوری دنیا میں گونجے۔

اسے شدت سے ریسٹورنٹ کے اونر پر طیش آیا۔

نا جانے کون تھا اور عجیب ہی حکم کر دیا تھا۔

مس زارا کونسی دنیا میں گم ہو گئ ہیں۔

مینجر نے اس کے آگے چٹکی بجائی۔

اوکے سر میں چلی جاؤں گی۔ وہ محض یہی بول پائی تھی۔

کاشان گن کو تھوڑی پر ٹکائے ایک ہاتھ میں وائن کا گلاس تھامے لمبے ہیڈ والے صوفے پر دراز تھا۔ ۔اس کی آنکھیں بند تھی۔

اور سوچوں کے دھارے دس سال پیچھے چلے گئے تھے۔

اسے چیخیں سنائی دے رہی تھی۔ جیسے کوئی اسے بلا رہا تھا۔

لاشیں ٹھکانے لگادی؟؟

وہ کامل کی موجودگی کو محسوس کرچکا تھا۔

ہاں لگادی تھیں۔

تم وہاں سے کیوں چلے گئے؟؟

وہ جیسے اسے بولنے پر اکسانے لگا۔ کاشان نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں کھولی۔

کامل کو اس کی آنکھیں دیکھ کر خوف محسوس ہوا۔

گرینڈما تمہاری شادی کرنا چاہتی ہیں۔۔ وہ موقعے کی مناسبت سے بات بدل گیا تھا۔

کاشان کے لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے اس نے ایک جھٹکے میں گلاس خالی کیا اور ٹیبل پر پٹک دیا۔

اس کی سرخ ہوتی آنکھیں بھی جیسے طنزیہ مسکرانے لگی تھیں۔

گرینڈما کو بتا دینا تھا۔ میری گرل فرینڈ مجھے چھوڑ کر بھاگ گئ۔

وہ لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ اچھا چھوڑو میری بجائے تم شادی کر لو۔

وہ کامل کے پاس آتا بولا۔

کامل نے اچنبھے سے اسے دیکھا جو اب درد کو ہنسی میں چھپا رہا تھا۔

تم سنبھل جاؤ کاشان !!انڈر ورلڈ کی ریاست تمہارے حکم کی پابند ہے۔

تمہاری آواز کی دہشت ہی سب کو سہما دیتی ہے۔ پھر تم کیوں ایسی حرکتیں کرنے لگے ہو۔

کامل نے آج پھر اسے سمجھانا ضروری سمجھا۔

چھوڑو سب باتیں !!!میں بات نہیں کرنا چاہتا۔

میں نے فوڈ فیسٹول اریںج کروایا ہے۔ اس دوران ہیروں کی سمگلنگ ہوگی۔

بدلے میں ان سے گنز لینی ہیں۔

دھیان رکھنا ہمارا مال ایک دم سولڈ ہو۔

چھ ہیروں کے بدلے ایک ہزار برانڈڈ گنز، ، سمجھ رہے ہو۔ وہ کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا۔

کامل نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

کاشان پھر مسکرایا تھا اس کا ڈمپل واضح ہوا تھا۔ کامل نے صدا اس کے مسکرانے کی دعا کی تھی۔

وہ علایہ کی لوکیشن اب آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ وہ لڑکی دو ملاقات میں ہی اسے اپنی طرف راغب کر گئی تھی۔

وہ اپنی کیفیت پر حیران بھی تھا۔

یہ مجھے کیا ہو رہا ہے میں کیوں اسے سوچنے لگا ہوں۔ نہیں یہ غلط ہے۔ وہ اپنی ہی سوچوں کی نفی کرنے لگا تھا۔

وہ اس کا نام بھی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی کچھ اور جانتا تھا۔

تم جو کوئی بھی ہو تمہیں میں حاصل کر کے رہوں گا۔ ایک جنون تھا جو احکام کے لفظوں میں تھا۔

موبائل پر اس نے علایہ کی لوکیشن دیکھی تو وہ حیران ہوا وہ اب بھی دبئی میں ہی تھی۔

اور یہ اس کے لیے اچھا بھی تھا ورنہ وہ اس لڑکی کے پیچھے خوار نہیں ہونا چاہتا تھا۔

وہ دبئی آ چکی تھی۔ اجیہ بیگم نے اجازت بہت مشکل سے دی تھی۔

ایک طرح سے اس کے لیے اچھا بھی ہوا تھا۔ اگر وہاں رہتی تو شاید وہ سوچ سوچ کر پاگل ہوجاتی۔ غنی سے اس دن کے بعد سامنا نہیں ہوا تھا۔

فوڈ فیسٹول سمندر کنارے اریج کیا گیا تھا۔

چھوٹے چھوٹے بنے کیبنز میں سے ایک اس کو بھی ملا تھا۔

اس کے ساتھ ایک ساتھی ویٹرس تھی۔ جو کہ اسے کھانا بنانے کے لیے مدد کر رہی تھی۔

لاونیہ کی یاد اسے بہت شدت سے آتی تھی۔ لیکن وہ کچھ کر نہیں پائی تھی۔

فوڈ فیسٹول کے ساتھ ہی بچوں کا پلے لینڈ بھی بنایا گیا تھا۔

دبئی میں ہر سال ایسے کئی فیسٹولز ہوتے ہیں۔ فوڈ فیسٹول کے ساتھ ساتھ نیو ائیر کی سلیبریشن بھی تھی۔ جس میں ابھی دو دن باقی تھے۔

وہ یہاں آکر گھل مل گئی تھی۔

بچوں کو دیکھتی وہ خوش ہو رہی تھی۔ یہاں انہیں ویٹرس کے لباس کی بجائے وائٹ سکرٹ اور وائٹ ہی ٹاپ پہننا تھا۔

پورا دن گزار کر وہ ہوٹل پہنچی تھی۔ لیکن وہ بیچ راستے میں ہی رک گئی۔ آنکھوں میں خوف سمٹ آیا۔

سامنے غنی کے ساتھ ایک بڑی عمر کا شیخ تھا۔ وہ شکل سے ہی ہیبت ناک تھا۔

وہ اس کے روم سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑے تھے۔

زارا خوف سے مڑی۔

لیکن غنی اسے دیکھ چکا تھا۔

ہائے زارا مائی لو!!! وہ زبردستی اس کے گلے لگا تو زارا نے اسے دور دھکیلا۔

!!!میٹ مائے فرینڈ!! بزل شیخ

زارا کی حرکت کو وہ نظر انداز کرتا شیخ کو اپنے پاس بلانے لگا۔

زارا کو سمجھ آگئی تھی کہ وہ اسے کیوں لایا ہے۔

زارا نے قدم پیچھے لیے۔

چپ چاپ میری بات مان لو ابھی تو بہت سے حساب باقی ہیں۔ وہ بازو پکڑ کر غرایا۔

زارا کے آنسو بہہ گئے سبز آنکھیں گلابی ہونے لگی۔

وہ بیس سال کی دلکشی اور رعنائی سے بھرپور لڑکی سب کو اپنی جانب کھینچ لیتی تھی پھر بزل جیسا لڑکی باز آدمی کیسے نہ پہچان لیتا۔

بزل کو خوش کرو گی تو سارا کی جان بچ جائے گی۔

وہ دھمکی دیتا رہی سہی ہمت بھی ختم کر گیا تھا۔

اسے غنی سے شدید نفرت ہوئی۔

دل چاہا زمین پھٹے اور اس میں سما جائے۔

اس نے زارا کا سودا ہی کر دیا تھا۔

وہ کس سے مدد مانگتی؟ وہ سر نفی میں ہلاتی ایک جھٹکے میں اسے دور دھکیلتی تیز قدموں سے بھاگی۔

غنی سمجھ ہی نہیں پایا تھا کہ یہ ہوا کیا ہے۔

وہ پوری قوت سے بھاگی تھی۔

ہوٹل کے سٹاف نے حیرت سے یہ منظر دیکھا۔

اسے اس وقت کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ وہ بس بھاگ جانا چاہتی تھی۔ غنی نے اپنے چہرے پر ماسک لگایا تھا۔

بزل اطمینان سے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ جانتا تھا کہ غنی کبھی دھوکہ نہیں دیتا۔

کاشان بھائی چھوڑ دیں!! ہم دوبارہ غلطی نہیں کریں گے ہمیں معاف کر دیں۔۔

، کاشان اپنے دشمن کو آسانی سے معاف نہیں کرتا، اور تو نے تو غداری کی ہے

گریبان سے پکڑے اس شخص نے سامنے والے کو جھٹکا دیا تھا۔

وہ اس وقت دبئی کے سمندر ساحل پر موجود تھے۔

میں لڑکی ذات کی سمگلنگ کرنے سے منع کرتا ہوں ناں پھر تو نے کیوں ایسا کیا۔ بول کیا اپنے اصول بھول گیا۔ یہ اس کا خاص آدمی تھا جو بارڈر سے مال لوڈ کرواتا تھا۔

لیکن کاشان کو پچھلے دنوں وہ مشکوک لگ رہا تھا۔۔ احکام نے اسے اطلاع دے دی تھی۔

بب بھائی ایک بار معافی ماں قسم دوبارہ نہیں کروں گا،۔

ماں کی قسم کھاتا ہے شرم سے ڈوب مرو۔۔ “

کاشان نے ایک زوردار چماٹ منہ پر ماری تھی۔

وہ شخص اب بھی گڑگڑا رہا تھا۔ کاشان نے اپنا خاص چاقو نکالا۔

اس شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔ سر نفی میں ہلا کر وہ کانپنے لگا۔

تم کوئی اور جرم کرتے تو میں تمہیں معاف کر دیتا لیکن تم نے گناہ کیا ہے۔

گردن پر پھیر کر اس نے اس شخص کو زمین پر پھینکا۔

وہ شخص آخری ہچکی لے کر زمین بوس ہوا تھا۔

اس کی نظر سمندر کے قریب لڑکی کی طرف گئی جو بے جان قدموں سے سمندر میں جا رہی تھی۔ وہ آدھے پانی تک پہنچ چکی تھی

کامل اسے پکڑ!!وہ لڑکی ڈوب رہی ہے۔

کاشان کی گھمبیر آواز گونجی۔

کامل کا دھیان ہی نیچے گری لاش کی جانب تھا وہ کیا خاک سنتا؟

لاش کے اوپر سے پھلانگ کر کاشان تیزی سے سمندر کی جانب آیا۔

وہ لڑکی تیزی سے پانی میں ڈوبی تھی۔ کاشان نے بھی تیزی سے غوطہ لگایا۔

سمندر کی موجیں آج کچھ زیادہ ہی تیز تھیں۔

وہ نازک سی لڑکی موجدار لہروں کی وجہ سے ڈوبتی چلی گئی۔ کاشان نے بھی مضبوط بازوؤں کو چلا کر پانی کو ہٹا کر راستہ بنایا۔ اور پانی کے اندر تک پہنچا۔

وہ کھلی آنکھوں سے ڈوب رہی تھی۔

کاشان تیزی سے تیرتا اس تک پہنچا اور بازوؤں میں قید کیا۔

وہ لڑکی مچلی تھی۔ ڈوبنے کے لیے وہ کاشان کو دور ہٹانے لگی۔ لیکن مضبوط پکڑ نے ہر کوشش ناکام بنا دی تھی۔

وہ اسے لیے ساحل پر آیا۔ گیلی ریت پر زور سے پھینکا۔

وہ سفید لباس پہنے ہوئے تھی۔

جواب جسم سے چپک چکا تھا۔

کاشان غضب ناک آنکھوں سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔۔

تم کون ہو کیوں بچایا مجھے مر جانے دو وہ کھانستے ہوئے دہری ہو رہی تھی۔

کاشان نے اسے سیدھا کر کے ایک زوردار تھپڑ منہ پر مارا تھا۔

پاگل ہو گیا؟ مرنا اتنا آسان ہوتا ہے۔ وہ لہروں کا شور محسوس کرتا چیختا تھا۔

زارا نے گال پر ہاتھ رکھ کر سامنے والے کو دیکھا۔ ۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیلیں۔ یہ تو وہی آدمی تھا جو اس دن شراب کے نشے میں گھوم رہا تھا۔ جس کی گاڑی میں وہ گھر تک بھی گئی تھی۔

وہ خوف سے پیچھے ہوئی۔

کاشان حیرت سے اسے دیکھنے لگا تھا۔

ایک دم وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ کاشان نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔

اپنا گھر بتاؤ میں تمہیں وہاں پہنچا تا ہوں۔

وہ گیلی شرٹ کو ہاتھ سے جھاڑنے لگا جو مٹی سے بھر گئی تھی۔

میں گھر نہیں جانا چاہتی میں مرنا چاہتی ہوں مجھے مرجانے دو۔

وہ زمین پر دونوں ہاتھ مار کر چیخی تو کاشان کو مزید طیش آیا۔ اس نے بازو سے جکڑ کر اسے اپنے قریب کرلیا۔

وہ رونا بھول کر سہمی تھی۔

اب اگر تم روئی تو میں تمہیں مار دوں گا۔

وہ سختی سے بولا۔

مار دو مجھے عزت کا سودا کرنے سے اچھا ہے میں مر جاؤں۔

اس کی سبز آنکھیں سوج چکی تھی۔ اسے غنی سے زیادہ ماں کی باتیں رلا رہی تھیں۔

نا جانے غنی نے انہیں کیا کہا تھا کہ وہ بھی اسے ہی باتیں سنا رہی تھی۔

کاشان نے کامل کو اپنا کوٹ لانے کو کہا۔

وہ بیزار سا کھڑا تھا۔ لیکن کاشان کے اشارے پر وہ گاڑی سے کوٹ لے آیا تھا۔

تم رومت، !!!کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

مرنے سے مسلے حل نہیں ہوتی اور خودکشی حرام ہے۔

کامل کو اس کی باتوں پر حیرانگی ہو رہی تھی۔

وہ کسی سے اتنی نرمی سے بات نہیں کرتا تھا۔ اور لڑکیوں کو تو وہ ہاتھ کی میل کی طرح رکھتا تھا۔ لیکن اس سے وہ نرمی سے بھی بات کر رہا تھا۔ اور اسے دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔

کامل اس لڑکی کو سہی سلامت ہوٹل پہنچاؤ۔ اس کا خیال رکھنے کے لیے ایک گارڈ بھی رکھ دو۔

کاشان کی باتوں پر زارا نے اسے دیکھا۔

سبز آنکھوں میں حیرت تھی۔ وہ شخص اچھا تھا یا برا زارا کو سمجھ نہیں آیا۔

حیران تو کامل بھی تھا۔ لیکن وہ ابھی کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا۔

وہ روم میں بیٹھی تھی۔ ویٹر ابھی اسے گرم چائے دے کر گیا تھا۔ ٹھنڈے پانی اور کچھ بخار کی وجہ سے وہ سردی سے کانپ رہی تھی۔

اسے وہ شخص یاد آگیا تھا جس نے گاڑی میں کافی تنگ کیا تھا۔ لیکن وہ اب کافی مختلف لگا تھا۔ جیسے وہ شخص ہو ہی نہ۔

دروازہ نوک ہوا تو وہ ڈر کر اچھلی۔

دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی تھی۔ وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھی اور دروازہ کھولا۔

تم یہاں کس لیے آئی ہو؟ دروازے پر کاشان ہی تھا۔ زارا کا دل چاہا وہ یہاں سے بھاگ جائے۔ پتہ نہیں کیوں وہ شخص جب بھی سامنے آتا تھا وہ خوفزدہ ہی ہوتی تھی۔

جواب دو لڑکی؟؟ کاشان کا لہجہ سخت ہو گیا تھا۔

مم میں ویٹرس ہوں۔ فوڈ فیسٹیول میں شامل ہونے عجمان سے آئی ہوں۔

وہ ڈرتے ہوئے بولی۔

اوکے تم اپنا کام اب آرام سے کرلینا۔ میرا ایک خاص آدمی تمہارے اردگرد رہے گا۔ مجھے تمہارے بارے میں جاننے کا شوق نہیں ہے لیکن پھر بھی ایک بات کہنا چاہتا

ہوں۔ خودکشی حرام ہوتی ہے۔ اللہ نے زندگی امانت کے طور پر ہمیں دی ہے۔ اس کی قدر کرنا سیکھو۔

اور ہاں سوری !!!! تھپڑ غلطی سے لگ گیا تھا۔

کاشان کو اپنا ہی لہجہ اجنبی لگا تھا۔ لیکن وہ زارا کو سمجھانا چاہتا تھا۔

خیر تم ریسٹ کرو۔ میں یہاں سے گزر رہا تھا۔ اس لیے دروازہ ناک کیا تھا۔ وہ اس کی سہمی سبز آنکھیں ایک نظر دیکھ کر وہاں سے نکلا تھا۔

سر غنی کے بارے میں کچھ انفارمیشن ملی ہے۔

احکام کی آواز پر وہ سیدھا ہوا۔

کیا پتہ چلا ہے؟

کاشان کے اعصاب تن گئے تھے۔

سر وہ عجمان میں رہتا ہے۔ اور۔۔۔

وہ خاموش ہوگیا تھا۔ اور کیا احکام ؟؟ کاشان نے سرد انداز میں پوچھا۔

سر اس کے بزل شیخ کے ساتھ تعلقات ہیں۔

بزل شیخ؟ کاشان کا دل میں جیسے آگ بھڑک اٹھی تھی۔

بزل شیخ کو وہ پچھلے دس سال سے ڈھونڈ رہا تھا۔

غنی کے ساتھ اس کے تعلقات کچھ ہضم سا نہیں ہو رہا تھا۔

بزل شیخ کی موت میرے ہاتھوں ہی ہوگی۔ وہ دل میں عہد کرتا اب سیگریٹ پینے لگا تھا۔

پہلے چھوٹی مچھلی پکڑو پھر بڑی مچھلی کو میں اپنے ہاتھ سے ماروں میں گا۔

جو حکم سر!!! وہ سر جھکا کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

فیسٹول کا آج دوسرا دن تھا۔ وہ جانا نہیں چاہتی تھی لیکن یہاں چھپ کر بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔

اس کے پاس توڈریس بھی نہیں تھا۔ وہ جاتی بھی توکیسے ؟ کل وہ اجنبی شخص ایک ڈریس دے کرگیا تھا۔ لیکن یہ اس ویٹرس والے حلیے کے لیے مناسب نہیں تھا۔

وہ ابھی سوچوں میں ہی تھی۔ دروازے پر ہوتی دستک پر وہ کل کی طرح آج بھی ڈر کر سہمی۔

وہ ہمت کرتی دروازے کی طرف آئی۔

گیٹ پر ایک درازقد آدمی گارڈ کے حلیے میں تھا۔

اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔

میڈم یہ سر نے بھجوایا ہے۔ اسے پہن لیں اور میں آپ کو چھوڑ کر آؤں گا۔۔ وہ روبورٹ کی طرح بنا اسے دیکھے بولا۔

زارا نے کانپتے ہوئے اسے پکڑلیا تھا۔

حیرت سے اس کی آنکھیں کھلیں۔ کیونکہ وہ وہی ڈریس تھا جیسا اس نے پہنا ہوا تھا۔

وہ چپ چاپ چینج کرنے بڑھ گئی تھی۔

علایہ کی لوکیشن چیک کرتا وہ آج حیران ہوا تھا۔ وہ عجمان میں تھی۔

یہ لڑکی آخر کیا چیز ہے؟ وہ یہی سوچ پایا۔

اسے نا جانے کیوں اس پر شک ہونے لگا تھا۔

سر میں عجمان جانا چاہتا ہوں۔ کاشان کو فون کر کے اس نے اجازت لینا چاہی۔

جاؤ اور غنی کے ساتھ اپنی بات بھی پکی کر آؤ۔

کاشان کی ذو معنی بات پر وہ اچھلا۔

""سر

مجھ سے کیا کچھ چھپ سکتا ہے۔ کاشان کا سر دانداز سنتا احکام ارد گرد دیکھنے لگا۔ حالانکہ وہ اس کے سامنے بھی نہیں تھا۔

لڑکی مجھے اچھی لگی ہے اگر تمہیں پسند ہے تو شادی کر لو۔ زیادہ خوار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اوکے سر!!!! وہ شادی کا سوچ بھی نہیں رہا تھا لیکن کاشان نے اس کی توجہ دلوادی تھی۔

وہ مزید کچھ کہتا کاشان نے کال کاٹ دی تھی۔

وہ متورم چہرے کے ساتھ کوکنگ رینج کے پاس کھڑی تھی۔

جب غنی ایک بار پھر سامنے آیا۔ وہ شاید پیچھے سے آگے آیا تھا۔

وہ چیختی چیچ چھوڑتی دیوار کے ساتھ لگی تھی۔

نن نہیں مجھے نہیں جانا پلیز مجھے نہیں جانا۔۔

وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔ غنی کے ہونٹوں پر خباثت تھی۔ اس کی سرخ انگارہ آنکھوں سے وہ خوف سے مرنے والی ہوگئی تھی۔

کوئی ہے؟؟ وہ خوف سے چیخی۔

میں ہوں ناں ڈارلنگ !!! میرے ساتھ چلو آفٹر آل میں تمہارا منگیتر ہوں ”۔ “

وہ آہستہ آہستہ اس کے قریب آرہا تھا۔ اور زارا کو لگا تھا وہ سانس نہیں لے پائے گی۔

غنی نے غراہٹ کے ساتھ اس کا جبڑا پکڑا۔

تم سمجھتی ہو میں تمہاری خبر نہیں رکھتا۔ غلط فہمیاں پالی ہوئی ہیں۔ میں غنی بھائی“ ہوں۔ عجمان کا بادشاہ اور اب دبئی میں اپنی ریاست بناؤں گا۔ تبھی تو تم یہاں ہو۔ میں نے ہی مینجر کو کہا تھا کہ تمہیں یہاں بھیجا جائے۔ کیونکہ ویسے تو تم نے ہاتھ نہیں آنا تھا“۔

وہ چبا چبا کر بولتا زارا کی سانسیں کھینچ رہا تھا۔

"پپ پلیز مجھے معاف کردو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں تمہاری منگیتر سے پہلے تمہاری کزن بھی ہوں۔ پلیز ایسا مت کرو"۔ وہ ہاتھ جوڑ کر سسکیاں لیتی التجا کرنے لگی تھی۔

"کزن ہونے کا ہی فائدہ اٹھا رہا ہوں"۔

غنی نے اسے ایک جھٹکے میں کندھے پر ڈالا اور پچھلی سائڈ سے ہی لے کر باہر نکلا۔

شام کا اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ اور لائٹیں بھی جل اٹھی تھیں۔

غنی اسے لے کر گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ زارا چیخ رہی تھی۔

سب اپنے اپنے کھیل میں مگن تھے۔

اس سے پہلے غنی آگے بڑھتا لمبے قد کا خاصہ ڈیل ڈول والا شخص اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا۔

غنی رک گیا تھا۔

"کون ہو تم؟؟" غنی دھاڑا لیکن زارا کو نیچے نہیں اتارا۔

"لڑکی کو نیچے اتارو اور ایول کنگ سے مل لو"۔

وہ گردن اکڑا کر بولا تو غنی حیران رہ گیا۔

ایول کنگ؟؟ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا ایول کنگ اس کے سامنے آئے گا۔

کاشان نے چہرے پر ماسک لگایا تھا جس سے وہ اصل چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

!!اوہ تو تم ایول کنگ ہو جس کی دہشت ہر جگہ ہے۔ ایول کنگ دی گریٹ مافیا کنگ"

ہاہاہا غنی کا قہقہ گونجا تھا۔ """"""

کاشان اپنی جگہ کھڑا رہا تھا۔

زارا کو اس نے نیچے اتارا اور ایک جھٹکے میں اس نے چاقو نکال کر گلے پر رکھ دیا۔

زارا چیخ بھی نہیں پائی تھی۔

"اگر اسے زندہ دیکھنا چاہتے ہو تو میرے راستے سے ہٹ جاو"

"بزدلوں کی طرح عورت کو درمیان میں لائے گا تو مقابلہ کرنے کا مزہ نہیں آئے گا۔"

کاشان کے لہجے میں کچھ تو جو غنی کو ٹھٹرا رہا تھا۔ اس نے چاقو کا دباؤ بے دردطریقے زارا کے گلے پر ڈالا تو وہ چیخ کر رونے لگی۔ تیز دھار ہونے کی وجہ سے ایک گہرا کٹ گلے پر آگیا تھا۔

رنگ برنگی روشنیوں میں وہ اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا جو سرخ ہو رہا تھا۔

سبز نگینے گلابی ہو چکے تھے۔

کاشان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہونے لگا۔ وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ کل اور آج کی ملاقات اسے حیران ہی تو کر رہی تھی۔

کاشان نے نظر ہٹا کر غنی کو دیکھا۔ جبڑے کسے وہ غنی کو دیکھ رہا تھا۔

غنی نے زارا کو ریت پر پھینکا اور خود بھاگنے لگا۔

رکو وہ اس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن زارا چیخ رہی تھی۔ وہ درد سے دہری ہوتی زمین پر لیٹ گئی۔

کاشان اسے چھوڑ کر زارا کی طرف آیا۔

"""""""اٹھو لڑکی"""""""!!!چلو میرے ساتھ

اسے سیدھا کرتا وہ بولا۔ گلے سے نکلتے خون کو وہ حیرانگی سے دیکھنے لگا۔

ایک دم جیسے اسے دل میں درد محسوس ہوا تھا۔

آنکھیں کھولو لڑکی تم ٹھیک ہو۔ بتاؤ وہ کون تھا۔ تمہارے پیچھے کیوں پڑا ہے۔

کاشان اسے بانہوں میں بھرتا اونچی آواز میں بولا

سمندر کے قریب اب گانوں کا شور بلند تھا۔

وہ شاید خوف سے بے ہوش ہوگئی تھی۔

خون بہنے لگا تو وہ اسے اٹھا کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ اب اسے کسی بھی طرح ہاسپٹل لے کر جانا تھا۔

کاشان نے اپنا ماسک اتار دیا تھا۔

بینڈیج ہوئے گلے اور انجیکشن کی وجہ سے وہ غنودگی میں تھی۔

شکر تھا کہ وینز نہیں کٹی تھی۔ ورنہ وہ زندہ بھی نہ رہ پاتی۔

کاشان کو پہلی بار کسی کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔ اس وقت اس نے ہوڈی پہن رکھی تھی۔

جس سے اس کا چہرہ کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ ہوش میں آئی تو خوبصورت کمرے میں خود کو دیکھ کر وہ اٹھ بیٹھی۔

لیٹی رہو تمہاری گردن پر زخم ہے۔ تمہیں ریسٹ کرنا چاہیے”۔۔“

وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔

مجھے میرے گھر جانا ہے۔ ابھی اسی وقت۔۔

گلے میں ہوتے درد کے باوجود وہ چیخی تھی۔

کاشان کے ماتھے پر بل آ گئے تھے۔

واٹ داہیل !!!کیا میں پاگل ہوں۔؟؟ کیا میرے منہ پر بیوقوف لکھا ہے لڑکی؟؟؟ مزے سے تم سو رہی ہو۔ اور میں یہاں سنگل صوفے پر بیٹھا ہوں کہ میڈم اٹھیں اور میں انہیں گھر چھوڑ آؤں۔ اور تم اٹھ کر مجھ پر ہی شاؤٹ کر رہی ہو"۔

کاشان کی سرخ آنکھوں اور اونچی دھاڑ پر خوف سے کانپی۔

مجھے معاف کر دیں مجھے میرے گھر چھوڑ آئیں۔ میں یہاں نہیں رہنا چاہتی"""" """"۔

وہ بھیگی آنکھوں سے کاشان کے دل میں اتر رہی تھی۔

وہ اس وقت ہاسپٹل کے لباس میں تھی۔

کاشان اٹھ کر اس کے پاس آیا۔

سنو!!! تم پریشان نہ ہو میں نہیں جانتا وہ کون تھا۔ لیکن وہ اب بچے گا نہیں۔ اس نے میرے شہر میں یہ غلط حرکت کرنے کی کوشش کی ہے۔

اور میں اپنی ریاست میں کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتا۔

وہ سرد انداز میں بول کر زارا کو بھی سہمانے لگا۔

آپ۔۔۔ آپ غنڈے ہو؟؟

زارا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

کاشان کے لب مسکرائے تھے۔

میں ایول کنگ ہوں۔ دبئی کا مافیا ڈان اور ایک خطرناک قاتل !!!وہ اس کے قریب جھک کر بولا تو زارا خوف سے سفید پڑی تھی۔

ڈر کر وہ پیچھے ہوئی تو کاشان مسکرایا۔

!!!مذاق کر رہا ہوں لڑکی

زارا کی جان میں جیسے جان آئی تھی

وہ میرا منگیتر ہے"۔ وہ نظر جھکا کر بولی۔"

کاشان چپ سا رہ گیا تھا۔

کامل تمہیں تمہارے گھر تک پہنچا کر آئے گا۔ فلحال تم ریسٹ کرو۔

ابھی صبح کے چار بجے ہیں۔

وہ اس کے وقت بتانے پر حیران ہوئی تھی۔

وہ ایک گھری نظر اس کے چہرے پر ڈالتا کمرے سے نکل گیا تھا۔

کامل کے ساتھ وہ گھر تک آئی تھی۔

کامل کے ساتھ ایک آدمی بھی تھا جسے وہ جانتی نہیں تھی۔

کامل نے ایک نظر بھر کر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔

فلیٹ کے قریب گاڑی رکی تو وہ گلے پر سکارف درست کرتی باہر نکلی۔

”سر نے کہا تھا آپ کو اوپر تک پہنچا کر آؤں“۔

وہ سر جھکا کر بولتا اس کے ساتھ چلنے لگا۔

وہ لفٹ میں اوپر بڑھی اور دروازے کی بیل دی۔

کامل مڑ گیا تھا جب دروازہ کھلا۔

زارا؟؟ ایک لڑکی کی آواز پر وہ مڑا تو جیسے وہ سن ہوا تھا۔

شولڈر کٹ بالوں والی معصوم سی لڑکی سفید ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے کھڑی تھی۔

کامل اسے دیکھتا حیران رہ گیا۔ وہ کافی خوبصورت تھی۔ اور سب سے زیادہ اس کے چہرے پر معصومیت تھی۔ اتنی معصومیت اس نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

کامل بنا پلکیں جھپکے اسے دیکھتا رہا۔

تم “!!!دو دن بعد آنے والی تھی۔ اور یہ کون ہے ” “ ۔

کامل ابھی کچھ فاصلے پر ہی تھا۔ جب اس نے پوچھا تھا۔

یہ میرے ہوٹل کے مینجر ہیں میری طبعیت خراب ہوگئ تھی۔ اس لیے انہوں نے وہاں “کسی اور لڑکی کو بلالایا”۔ وہ جھوٹ بول کر اندر بڑھنے لگی۔

لیکن سارا دروازے پر کھڑی تھی۔

تھینکیو مینجر !!یہ لڑکی تو اپنا خیال نہیں کرتی شکر ہے تم نے ہی کر لیا” “۔

وہ کہتے ہوئے ہنسنے لگی۔

کامل جو زارا کی بات پر غصے میں آرہا تھا۔ اس لڑکی کی بات پر مسکرا کر سر ہلانے لگا۔

وہ شاید پہلی بار مسکرایا تھا۔ اسے یاد نہیں تھا وہ کب مسکرایا تھا۔

کامل اب بھی اسے دیکھ کر اردگرد سے بے خبر تھا۔ لیکن دروازہ بند ہوچکا تھا۔

اوہ مائے گاڈ!!!!یہ کیسے پاسبل ہے ؟؟؟؟

وہ فائل دیکھتا حیران ہی تو ہوا تھا۔ اس نے اپنے خاص آدمی سے علایہ کی انفاریمشن نکلوائی تھی۔

علایہ غنی کی بہن ؟؟ کیسے ہو سکتی تھی۔ اور پھر وہ دبئی میں کیا کرنے گئی تھی اور اتنی جلدی واپس بھی کیسے آ گئی تھی۔

اسے افسوس کے ساتھ ساتھ دکھ بھی تھا۔

جو لڑکی اسے اچھی لگنے لگی تھی وہ نکلی بھی تو کس کی بہن ؟؟؟ غنی کی جس سے کاشان سر نفرت کرتے تھے۔ جس کے بزل شیخ سے تعلق تھے

جس نے کاشان سر کے خاندان کو تباہ کیا تھا۔

اس کے سینے میں آگ بھڑکنے لگی تھی۔

اس وقت وہ رات کے اندھیرے میں علایہ کے گھر کے باہر کھڑا تھا۔ یہ ایک پیلس تھا۔

ہائی سیکیورٹی کے باوجود وہ سب کو چکمہ دیتا پائپ سے اوپر آیا۔

سارا گھر گھوم کر وہ جائزہ لیتا علایہ کا کمرہ ڈھونڈنے لگا۔

کچھ دیر بعد اس کی مشکل آسان ہو گئی تھی۔

وہ ڈارک براؤن لونگ نائٹی میں کھلے بالوں کے ساتھ اپنے کمرے سے نکلتی نظر آئی۔ اوپر گاؤن بھی پہنا ہوا تھا۔

کامل دیوار کی اوٹ میں ہوگیا

جب وہ دیوار کے قریب آئی تو احکام نے اس کا ہاتھ جھٹکے سے پکڑا۔ اس سے پہلے وہ چیختی احکام نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

وہ پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔ اور حیران بھی ہوئی۔

"تم میرے گھر میں کیسے آ گئے؟"

وہ غصے سے چیخی تھی۔ احکام طنزیہ مسکرایا تھا۔

پاؤں سے چل کر آیا ہوں"۔ اس کے الٹے جواب"

علایہ کا غصہ سے برا حال ہوا تھا۔

تم دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ورنہ میں اپنے بھائی کو بلا لوں گی۔

وہ ڈرتے ڈرتے بولی۔ احکام نے قہقہ لگایا تھا۔

غنی کی بہن ہو ناں؟ "اس کے پراسرار انداز پر علایہ ڈر سی گئی تھی۔"

غنی کی بہن تم جیسی بے شرم ہی ہو سکتی ہے"۔ وہ اسے بازو سے جکڑ کر سختی سے بولا۔"

ہاں ہوں بے شرم بتاؤ کیا کر لو گے۔ تم تو بہت شریف انسان ہو ناں ایک لڑکی کے گھر میں ایسے داخل ہوتے تمہیں شرم نہیں آتی"۔

وہ ڈرنا نہیں چاہتی تھی۔ لیکن اس کے سرد انداز اور سختی سے بازو پکڑنا علایہ کی جان ہی نکال رہے تھے۔

"نہیں میں پیدائشی ہی بے شرم ہوں۔ اور میں تم سے شادی کر لوں گا۔ اور پھر تمہیں جان سے مار دوں گا۔ اور تمہیں قبر میں دفنا کر عیش کروں گا"۔

وہ کان کے قریب سرد انداز میں سرگوشی کرتا علایہ کی جان ہی نکالنے والا تھا۔

علایہ نے اسے زور سے دھکا دیا تھا۔

وہ چند انچ ہی ہل پایا۔

سیاہ ہوڈی میں اس کا کسرتی بدن اور بھی خوبرو لگ رہا تھا۔

مجھ سے شادی کروگی"۔

وہ اس کے قریب جھک کر پوچھنے لگا۔

علایہ کو لگا وہ مذاق کررہا ہے۔ لیکن اس کی آنکھوں میں سچائی تھی۔

"مجھے نہیں کرنی تم جیسے پاگل آدمی سے شادی۔

علایہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کیا۔

لیکن احکام نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے تھے۔ "شادی تو میں تم سے ہی کروں گا۔ اگر دوبارہ تم مجھے ادھر ادھر بیٹھی یا کسی کے ساتھ گھومتی نظر آئی تو ٹانگیں توڑ دوں گا۔ اور تم میری طاقت کو اچھے سے جانتی ہو"۔

وہ گن نکال کر اس کی گردن پر رکھتا بولا۔

کیا تو وہ آدمی کبھی چٹکی کاٹتا تھا کبھی چاقو گردن پر رکھتا تھا اور کبھی گن سے ڈراتا تھا۔

علایہ ڈرنا نہیں چاہتی تھی لیکن وہ ہر بار ڈرا دیتا تھا۔

اپنا خیال رکھنا چاکلیٹ جلدی تمہیں لینے آؤں گا۔ اور اپنی دنیا میں لے جاؤں گا۔ اور پھر تم میری غلام بنو گی""""" وہ لب دبا کر مسکراتی آنکھوں سے بولا تھا۔

علایہ اس کے چاکلیٹ کہنے پر حیران ہوئی۔

لیکن اگلے لفظوں پر اس نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

میں مر کر بھی تم سے شادی نہیں کروں گی"۔ وہ گن والے ہاتھ کو دور ہٹاتی بولی تھی۔"

احکام اس کی نہ ڈرنے والی ادا پر مسکرایا۔

"شادی تو میں تم سے کروں گا مس چاکلیٹ۔۔

اس کے سر پر ہلکا سا اپنا سر مارتا وہ پلک جھپکتے وہاں سے غائب ہو گیا۔

علایہ جو سر مسل کر اسے دیکھنے کے لیے سیدھی ہوئی تو وہ وہاں نہیں تھا۔ لیکن اس کی تیز خوشبو ضرور وہاں گھوم رہی تھی۔

وہ چلی گئی ہے جس کے فراق میں تم ڈوب کر بیٹھے ہو۔

کامل اندر آتے طنزیہ بولا تھا۔

دو دن میں اس لڑکی کے پیچھے خوار ہوتے کامل نے اسے بہت غور سے دیکھا تھا۔ وہ کبھی کسی کو اتنی اہمیت نہیں دیتا تھا۔

"شٹ اپ اور مال کا کیا بنا کب آئے گا؟؟"

وہ بات بدلنے کو بولا۔

ویسے لڑکی کافی اچھی ہے شادی کرلو گھر بار اور بچے ہو گے تو تم یہ فضول کام چھوڑ دو گے"۔

کامل کا چہرہ آج کھلا کھلا تھا۔ اور اس کی چہکتی آواز پر کاشان کے ماتھے پر بل آ گئے تھے۔

اوہ تو تم چاہتے ہو دس سال کی محنت کو میں کوڑے میں جھونک دوں"۔ "

اور یہ محنت کیسے کی کتنے قتل کیے کتنے غیر قانونی کام کیے یہ بھی بتا دو"۔ "

کامل برجستہ بولا۔

تم میرے ہاتھوں مرنا چاہتے ہو کیا؟" کاشان اٹھ کر اس کے پاس آیا ایک مکہ زور سے اس کے منہ پر مارا۔

اس غم سے نکل آؤ ان کے لیے دعا کیا کرو"۔ "

کامل ہمیشہ کی طرح اسے سمجھانے لگا۔ کاشان کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

"تم چاہتے ہو میں اپنے باپ اپنی بہنوں اپنی ماں کے قاتل کو معاف کر دوں؟"

کاشان غصے سے چیخ کر کامل کا گریبان پکڑتا بولا تھا۔

معاف نہیں لیکن اپنی زندگی تباہ نہ کرو۔ کامل نے اس کو سینے سے لگا لیا۔

آج کاشان نے بازو پیچھے نہیں کیے تھے۔ بلکہ اس نے کامل کو آج خود سینے سے لگا یا تھا

آج وہ ریسٹورنٹ آئی تھی۔ مینجر نے اس کی اچھی خاصی بے عزتی کی تھی۔

گھر میں ماما نے اور اب اس مینجر نے سر درد بڑھا دیا تھا۔

وہ ڈرتی بھی رہی تھی کہیں غنی نہ آجائے۔ لیکن شکر ہے وہ نہیں آیا تھا۔

زارا!! ایک ساتھی ویٹر نے اسے پکارا تو وہ چونک گئی۔

کیا ہوا؟

میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھ کر کہا۔

زارا کو شک ہوا تھا جیسے وہ لاونیہ کے بارے میں بتانا چاہتا ہو۔

ہاں بولو کیا ہوا ہے؟

زارا نے اپنی حالت پر قابو پایا۔

وہ لاونیہ نے نوکری نہیں چھوڑی اس کا قتل ہوگیا ہے۔ ویٹر کے ماتھے پر پسینہ آگیا تھا۔

زارا اوپر جو رومز ہیں ناں وہاں مینجر لڑکیاں بھیجتا ہے۔ اور جو ہوٹل کا مالک ہے اسے اس بارے میں کچھ نہیں پتہ۔ وہ ڈرتے ڈرتے بولنے لگا۔ تو زارا کی آنکھیں کھل گئی۔

اور لاونیہ نے اپنی عزت بچانا چاہی تھی۔ تبھی اسے مار دیا۔

تم ہوٹل کے مالک کا نام جانتے ہو؟ زارا نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

نہیں مجھے نہیں پتہ لیکن وہ بہت کم یہاں آئے ہیں۔

اچھا تم کام کرو میں کچھ کرتی ہوں۔ مینجر آرہا ہے۔

وہ جلدی سے بولا کراوون کے پاس کھڑی ہوگئ تھی۔۔

پچھلی دو راتوں سے وہ بے چین تھا۔

اسے کہیں سکون نہیں تھا۔ مال بھی باآسانی پہنچ گیا تھا۔ بزل شیخ کے بارے میں احکام اب بھی کھوج لگانے میں بزی تھا۔

سب ٹھیک تھا۔ لیکن وہ پھر بھی بے چین تھا۔

آج بھی وہ کاؤچ پر بیٹھا سیگریٹ پی رہا تھا۔ دو دن سے اس کی یہی روٹین بن گئ تھی۔

اسے وہ لڑکی یاد آرہی تھی دل چاہا ایک بار اسے دیکھ لے۔ لیکن دیکھتا بھی تو کیسے؟ وہ وہاں ہوتی تو دیکھتا ناں۔

وہ دو دن اس کے پاس رہی تھی۔ اور ان دو دن میں وہ دنیا بھلا کر اسے دیکھتا رہا تھا۔

اور اب وہ گئ تو جیسے کاشان کو بے سکون کر گئ تھی۔

نیند آ ہی نہیں رہی تھی۔ بس وہ لڑکی اور اس کی گردن پر لگی چوٹ آنکھوں کے سامنے آ جاتی۔ جب بھی آنکھیں بند کرتا سبز نگینے چمکنے لگتے۔

کئی بار اس نے سونے کی کوشش کی لیکن نیند روٹھی ہوئی تھی۔

ایسا تو جوہی کی موجودگی میں بھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ اس کی دوست تھی۔ لیکن وہ کبھی اس کی زیادہ تعریف نہیں کرتا تھا۔

نہ ہی کسی لڑکی سے اس نے حد پار کی تھی۔ وہ تھوڑا آوارہ تھا۔ لیکن وہ عزت بھی کرنا جانتا تھا۔

اور اس لڑکی کے لیے کاشان کو عزت کا احساس ہوتا تھا۔ وہ گلابی گالوں والی لڑکی اس کے دل پر قبضہ جما چکی تھی۔

"نہیں میں نہیں رہ سکتا وہ مجھے چاہیے۔ مجھے وہ لڑکی چاہیے۔"

خود سے بڑبڑاتا وہ کاؤچ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آنکھیں رتجگے سے سرخ ہو رہی تھی۔

وہ کامل کے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ پیٹھ کے بل بے سدھ سو رہا تھا۔

کاشان نے کمفرٹ ہٹا کر اسے بازو سے پکڑ کر کھڑا کیا تھا۔ کامل ہڑبڑا کر اٹھا۔ سامنے کاشان کو الجھے حلیے میں دیکھتا وہ حیران بھی ہوا۔

اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو صبح کے چھ بجا رہی تھی۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟؟ وہ ڈر کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ مجھے وہ لڑکی چاہیے۔ اسے میری آنکھوں کے سامنے لاؤ۔ وہ میرا“ سکون ساتھ لے گئی ہے وہ ستمگر ہے۔ اسے کیوں میرا خیال نہیں آیا”۔۔

کاشان ضدی بچے کی طرح بولا۔

کامل کو اس کی ذہنی حالت بگڑی ہوئی لگی۔

کونسی لڑکی؟“ کامل نے حیرت سے پوچھا۔

جسے تم عجمان چھوڑ کر آئے ہو۔ مجھے وہ ہر حال میں چاہیے ”“ ۔

کیا تم پاگل ہو؟؟ وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اس نے کونسی تم سے محبت کی پینگیں بڑھائی“ تھی۔ جو وہ ستمگر بن گئی”۔

کامل مجھے وہ چاہیے۔ تو بس چاہیے”۔ وہ دھاڑ کر سرخ آنکھوں سے بولا۔ اس کا جنونی“ انداز کامل کو بھی پریشان کر رہا تھا۔

اچھا کالم ڈاؤن "!!!میں تیار ہو جاؤں پھر چلتے ہیں۔ جاؤ تم بھی ریڈی ہو جاؤ"۔

ہاں مجھے ریڈی ہونا ہے"۔ وہ بڑبڑاتا ہوا کمرے سے نکلا تو کامل حیران ہوا وہ شاید مجنوں ہی بن گیا تھا۔

سفید شرٹ پر اس نے بلیک کوٹ پہنا۔ بڑھے ہوئے بال اس نے اچھے سے سیٹ کیے گلے میں لٹکا لاکٹ اس نے شرٹ سے باہر نکالا تھا۔ وہ آج سب سے ہینڈسم لگنا چاہتا تھا۔

پرفیوم کی آدھی بوتل اپنے اوپر انڈیل کر بھی وہ مطمئن نہیں تھا۔

میں آرہا ہوں مائی لوّ!!لوّ وہ سوچ میں ڈوبا۔ کیا مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے؟ وہ سوچتا ہوا شیشے میں دیکھنے لگا۔

"نہیں وہ بس میرا سکون ہے جسے دیکھ کر میں سکون میں آتا ہوں۔ ہاں تبھی میں اسے اپنے پاس رکھوں گا۔ تاکہ مین سکون میں رہ سکوں"۔

کالر درست کرتا وہ مہنگی چینوں والی گھڑی پہن کر جوتے پہننے لگا۔

احکام کو اس نے کال ملائی تھی۔

وہ عجمان میں ہی تھا۔ اسے وہی رکنے کا کہہ کر وہ گرینڈما کے کمرے میں آیا۔

گرینڈما۔ ۔ ۔ وہ ان کے گلے سے لگا۔

گرینڈما میں آپ کے لیے ایک لیڈی پارٹنر لا رہا ہوں۔

وہ مسکرا کر بولا۔ تو گرینڈما حیران ہوتی مسکرائی۔

مائے سن۔ ۔ ۔ ۔ انہوں نے اس کی پیشانی چومی تھی۔

گرینڈما دعا کرنا وہ مجھے مل جائے۔

وہ بے یقینی سے بولا تھا۔

وہ تمہیں ضرور ملے گی۔ ۔ میں بہت زیادہ دعا کروں گی۔ تم خوش رہو۔

وہ کاشان کے باپ کے جانے کے بعد کم بولنے لگی تھی۔

لیکن وہ آج بول رہی تھیں۔ اور کاشان ان کے ہاتھ چومتا خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔

!!!کامل تم ریڈی ہو؟ وہ کمرے میں آیا تو وہ ابھی شرٹ پہن رہا تھا۔ آر یو میڈ

میں نے کہا تھا مجھے وہاں جلدی جانا ہے۔ اور تم اب شرٹ پہن رہے ہو۔ چلو جلدی کرو۔

کاشان آگے آتا اس کی شرٹ کے بٹن بند کرنے لگا۔

کامل کو اس کی جلدبازی دیکھ کر ہنسی ہی تو آنے لگی تھی۔

کوئی فالتو بات نہ کرنا میں تمہارا منہ توڑ دوں گا۔ بس تم یہ لگاؤ۔

وہ ٹائی اسے دیتا پرفیوم چھڑکنے لگا۔

کامل ہنستا ہوا تیار ہونے لگا تھا۔ اس کے ذہن میں وہی والی لڑکی گھومنے لگی۔ وہ شاید اس کی بہن تھی۔

کچھ دیر میں وہ ڈرائیور کے ساتھ عجمان کے لیے نکلے تھے۔

"تم نے ویٹرس کا لباس نہیں بدلا؟"

وہ آج جلدی اٹھ گئی تھی۔ سارا کو دیکھ کر وہ حیران بھی ہوئی لیکن بولی کچھ نہیں۔

دل نہیں کر رہا میرا"۔

وہ چئیر پر بیٹھ گئی۔ سارا نے اس کے سامنے کافی رکھی تھی۔

وہ کب سے زارا کی خاموشی کو نوٹ کر رہی تھی۔ لیکن کچھ کہا نہیں۔

وہ بریڈ پر نیوٹریلا لگائے مزے سے کھانے میں مگن ہوگئی۔ جبکہ زارا کافی کو گھورنے میں لگی تھی۔

"ماما آج بھی روم سے باہر نہیں آئی"۔

سارا نے زارا کو جگانے کے لیے بات کی۔ وہ اب بھی چپ چاپ تھی۔

زارا "!میں تم سے پوچھ رہی ہوں"۔ وہ اس کا کندھا ہلاتے چیخی۔ سارا کو جلدی غصہ آتا تھا۔ زارا بڑبڑا کر سیدھی ہونے لگی۔

کیا ہوا ہے؟؟ "سارا کو اس کی غائب دماغی پر غصہ آنے لگا۔

"ماما باہر کیوں نہیں آئی؟

ماما کی طبعیت کچھ ٹھیک نہیں ہے"۔ زارا نے آنکھیں چرا کر کہا۔

زرا تم مجھ سے جب کچھ چھپاتی ہو میرا دل کرتا ہے تمہارا سر پھاڑ دوں"۔

وہ تو جیسے کسی سہارے کی تلاش میں تھی۔

زارا روتے ہوئے اس کے سینے سے لگ گئی۔

سارا کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ کچھ غلط کر چکی ہے۔

کیا ہوا زارا؟ کیا غنی نے کچھ کیا ہے؟

سارا وہ بہت برا ہے وہ کہتا ہے وہ مجھے بیچ دے گا۔ اور ماما کو بھی اس نے نا جانے کیا کہا“ وہ میری بات بھی نہیں سن رہی انہیں لگ رہا ہے غنی ٹھیک ہے۔ مجھے غنی کی بات ماننی چاہیے۔ اور وہ مجھ سے بات بھی نہیں کرنا چاہتی”۔

وہ روتے روتے اب ہچکیاں لینے لگی۔

چپ کرو میرے ساتھ اندر آؤ”۔ “

وہ اسے چئیر سے اٹھا کر اندر چلی گئی۔

دیکھو زارا میں تمہیں کچھ بتانا چاہتی ہوں”۔ “

وہ اس کے آنسو صاف کرنے لگی۔ تو زارا نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ بہت کم نرمی سے بات کرتی تھی۔

اور آج تو وہ کافی نرم پڑ گئی تھی۔

زارا کو آج سے پہلے اپنی چھوٹی بہن کبھی اتنی اچھی نہیں لگی تھی۔

ہاں بولو سارا“ وہ آنسو صاف کرتی اس کے پاس ہو کر بیٹھی۔ ”

ماما۔۔۔۔ ابھی وہ کچھ بولنے ہی لگی تھی جب باہر تیز دروازہ بجنے کی آواز آئی۔

وہ دونوں خوف سے اچھلیں۔

سارا غنی آ جائے گا مجھے وہ لے جائے گا۔ سارا پلیز اسے روکو۔

وہ تھر تھر کانپتی رونے لگی تھی۔

رکو میں دیکھتی ہوں تم باہر نہ آنا۔ ماما کو پتہ نہیں چلنا چاہیے ورنہ بہت برا ہو جائے گا۔

وہ اس کا گال تھپتھپاتی باہر نکلی تھی۔

وہ خوف سے دبکی ہوئی تھی جب باہر سے شور بلند ہونے لگا۔

سارا........وہ کانپنے لگی۔

کہیں غنی سارا کو نہ لے جائے وہ گلے پر سکارف باندھ کر باہر بھاگی۔

دروازے سے ہی باہر ہی وہ رکی اور دیوار کا سہارا لے کر گرنے سے بچایا۔

یہ تو وہی آدمی تھا جس نے اس کی جان بچائی تھی۔

وہ یہاں کیا کر رہا تھا۔ اس نے اجیہ) ماما (کو دیکھا۔

جو صوفے پر بیٹھی حیران تھیں۔

اس نے زارا کو دیکھا اور پھر اس کی ماں کی طرف مڑ گیا۔

میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ اس لڑکی کی ماں ہیں۔ تو ظاہر ہے میں آپ سے ہی کہوں گا۔

میں آپ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی آواز پر زارا کی گھگی بندھی۔

وہ اونچا لمبا شخص جو کچھ دن پہلے اسے تھپڑ مار کر ہدایت دیتا غائب ہوا تھا۔ اور دوسری ملاقات کا حادثہ بھی اسے یاد تھا۔

آج ان کے گھر آگیا تھا۔

زارا جو ویٹر کے لباس میں تھی حواس باختہ کھڑی تھی۔

اجیہ) زارا کی ماں (نے حیرت سے اس لڑکے کو دیکھا جو حلیے سے کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا جس کے گلے میں چاقو نما لاکٹ تھا۔ ابرو پر ایک کٹ بھی تھا۔

مم میں آپ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی ہمارے گھر میں داخل ہونے کی۔

زارا چیخی تھی۔

بیٹا آپ شاید غلط گھر میں آ گئے ہیں کیونکہ زارا کی منگنی ہو چکی ہے۔

ماں جی جس سے آپ نے اس کی منگنی کی تھی وہ ایک آوارہ شخص ہے۔ جسے اپنی منگیتر کی عزت کا زرا خیال نہیں جس نے مجھ سے بچنے کے لیے اپنی منگیتر کی ہی گردن پر چاقو رکھ دیا تھا۔ اور بتاؤں تو آپ کی بیٹی کا وہ سودا کرنے والا ہے۔

زارا کی آنکھیں پھیلی اس نے نفی میں سر ہلایا۔

وہ تیزی سے زارا کی جانب آیا جو تھر تھر کانپ کر سر بھی نفی میں ہلا رہی تھی۔

اس نے ایک جھٹکے میں گردن سے سکارف ہٹایا۔

وہاں سفید پٹی بندھی تھی۔

اس نے نرمی سے وہ پٹی جدا کی تو گردن پر ایک گہرا نشان تھا۔

زارا درد سے سسکی تو کاشان کی آنکھ بھی سرخ ہوئی۔ اسے درد اپنے دل میں محسوس ہوا تھا۔

اجیہ بیگم کی آنکھیں پھیلی جبکہ سارہ بھی منہ پر ہاتھ رکھتے سہمی تھی

اب بتائیں ایسے منگیتر سے شادی کروانا چاہیں گی۔ جو آپ کی بیٹی پر ظلم کرتا ہے۔۔

میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ میں آپ کی بیٹی کو خوش رکھوں گا۔

اوراس دو ٹکے کے منگیتر کی درگت بھی میرے ہاتھوں سے بنے گی۔

""""بس آپ بتائیں شادی کروائیں گی یا نہیں۔

وہ دو ٹوک انداز میں بولتا زارا سے دور کھڑا ہوگیا تھا۔

نہیں میں آپ سے اب بھی شادی نہیں کروں گی۔ کیونکہ میں غنی کو پسند کرتی ہوں اسی سے شادی کروں گی"۔۔

زارا چیخ کر بولی تو کاشان نے جبڑے کسّے تھے۔

تم جھوٹ کیوں بول رہی ہو۔ تمہاری شادی صرف مجھ سے ہوگی۔ اگر تم نے انکار کیا تو میں تمہیں اٹھا کر لے جاؤں گا۔

کامل نے جلدی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ جو غصے سے بے قابو ہورہا تھا۔

اجیہ بیگم بھی گھبرانے لگی۔

سارا غنی کو فون کرو۔ وہ چیخ کر بولی۔ کاشان حیران ہوا۔

غنی!!! اس نے حیرت سے زارا کو دیکھا۔ اس نے بھی غنی کا نام لیا تھا۔

کون غنی؟ کاشان کی آنکھیں سرخ ہونے لگی۔

غنی آکاش؟؟

کاشان نے سرسراتے انداز میں پوچھا۔

اجیہ بیگم نے سر ہلا دیا تھا۔ اس نے ایک نظر زارا کو دیکھا۔ جو اس دن تمہیں لے کر جا رہا تھا وہ غنی تھا؟

اس نے بے یقینی سے زارا کو دیکھا جواب رو رہی تھی۔

زارا نے بھی سر ہلایا تو کاشان کی ہمت جیسے جواب دے گئی۔۔ اس نے ایک زوردار ٹھوکر سے شیشے کا ٹیبل دور پھینکا۔

اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی۔ زارا سارا اور اجیہ کی چیخ گونجی۔

کامل نے آگے آ کر کاشان کو پکڑا۔

وہ اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا جو چیخ رہی تھی۔

کاشان رک جاو۔ وہ اسے پکڑتا بولا۔

احکام دروازے کے پاس تھا۔

اتنا بڑا دھوکا۔ میرے ساتھ وہ میرے سامنے تھا۔ میں نے اسے کیسے چھوڑ دیا۔

تم اس دن کیوں نہیں بولی تھی""""""""۔

اس کی دہشت پر زارا نے کانوں پر ہاتھ رکھے۔ وہ کافی ڈر گئی تھی۔

چلو یہاں سے کاشان !!!! کامل نے اسے وہاں سے لے جانا چاہا۔ لیکن اس نے اسے دھکا دیا اور خونخوار تیور لیے زارا کی طرف بڑھا تھا۔

کاشان نے زور سے کامل کو دور کیا اور زارا کی طرف بڑھا۔

غنی کو فون کرو۔ اس نے زارا کی کلائی پکڑ کر سختی سے کہا۔ اس کی آنکھوں سے آگے کے شعلے نکل رہے تھے

نہیں میں نہیں کروں گی۔ وہ خوف سے مر جانے کو تھی۔ کاشان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ اگر تم نے فون نہ کیا تو میں قسم سے سب تباہ و برباد کر دوں گا۔

زارا کی آنکھوں کے آگے خوف سے اندھیرا آنے لگا۔

کامل نے اس کی حالت دیکھی تھی۔ وہ ہمت کر کے دوبارہ آگے آنے لگا۔

کاشان تم نکاح کرنا چاہتے ہو نکاح کرو لیکن اسے تکلیف نہ دو۔ اس کی حالت دیکھو"۔۔

اور غنی کو ابھی پکڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ بزل شیخ کو پھر ہم کبھی نہیں پکڑ پائیں گے اور نہ اس کے خفیہ اڈوں کے بارے میں پتہ لگے گا۔

کامل نے پتے کی بات کی تھی۔ لیکن کاشان کا غصہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

ساتھ والے فلیٹ میں کوئی مرد ہے تو اسے بلا کر لاؤ۔

احکام کو حکم دے کر وہ واپس زارا کی طرف مڑا۔

یہ پکڑو چینج کرو۔ اس نے زارا کو پیکٹ دیا۔

زارا نے اجیہ کو دیکھا جواب تھوڑی ڈری ہوئی تھیں۔

کاشان کے گارڈز اندر آ گئے تھے۔ انھوں نے اب ان پر گن تانی تھی۔

کاشان وہ عورتیں ہیں گنز ہٹاؤ۔ کامل نے اسے پھر سمجھایا اور گارڈز کو اشارہ دیا۔

نازک سی لڑکی کی تکلیف کامل کو بے چین کر رہی تھی۔

گارڈز اب دروازے کے پاس کھڑے ہو گئے تھے۔

جاؤ چینج کرو۔ وہ چیخا تھا۔ اس کے لہجے کی وحشت زارا کو سہما رہی تھی۔ وہ تو غنی سے بھی زیادہ ظالم تھا۔

دو دن نرمی دکھا کر حق لینے آ گیا تھا۔

زارا کے آنسو بہے جا رہے تھے۔ کاشان نے اپنی انگلیوں سے اس کے آنسو صاف کر دیے۔

وہ دور ہو گئی تو کاشان طنزیہ مسکرایا۔

عادت ڈال لو۔ کیونکہ میں کچھ دیر میں پورا حق رکھنے والا ہوں۔ اور اب تم میری ضد بننے والی ہو۔

وہ لٹیں سنوار کر طنزیہ مسکرانے لگا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں کرب تھا۔

جاؤ چیلنج کرو۔ وہ آنکھیں دکھا کر بولا۔ تو زارا اس کی نظر سے ڈرتی اندر بھاگ گئی۔

کامل میرے یار تیرے بھائی کا نکاح ہے اور تو خاموش کھڑا ہے۔

وہ اپنی حالت پر قابو پا کر مڑا۔ اور کامل سے بولا۔

کامل نے اس کی حالت سمجھ لی تھی۔ مگر وہ بھی اب یہی چاہتا تھا نکاح ہو جائے۔

ساسوماں !!!! مٹھائی ہے یہاں کیا؟؟ وہ کچن کی طرف دیکھ کر بولا۔

"وہ کیا ہے ناں نکاح ہے ناں میرا تو منہ میٹھا کیے بنا جاؤں گا تو نہیں

سارا بھی اب سنبھل گئی تھی۔

وہ بھی یہی چاہتی تھی کہ زارا یہاں سے نکل جائے۔ ورنہ اجیہ بیگم جو سوچ کر بیٹھی تھیں۔ وہ اگر ہو جاتا تو زارا برباد ہو جاتی۔

میں لاتی ہوں۔ سارا سہم کر بولی۔

وہ کچن کی طرف بھاگی۔ فریج میں کوکونٹ چاکلیٹ پڑی تھیں۔

وہ انہیں پلیٹ میں سیٹ کر کے لے آئی تھی۔

جاؤ لڑکی اپنی بہن کی مدد کرو کہیں وہ شہید ہی نہ ہو جائے"۔ "

اس نے سارا کو حکم دیا تھا۔ وہ اندر کی طرف گئی تھی۔

ارے ساسوماں آپ کیا کر رہی ہیں۔ بیٹھے کچھ باتیں کرتے ہیں۔ اجیہ بیگم اٹھنے لگی تھیں۔ جب کاشان ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔ اپنی گن اور خاص چاقو نکال کر سامنے رکھ دیا

اجیہ بیگم کی حالت بری ہونے لگی تھی۔

اچھا سنیں آپ کی بیٹی کا نام مجھے نہیں پتہ۔

اس کا نام اور باقی باتیں تو زرا بتا دیں تاکہ مولوی صاحب کو کچھ مشکل نہ ہو۔

کامل مولوی صاحب لاؤ۔ نکاح اچھے طریقے سے ہو گا۔

احکام کو حکم دے کر وہ دوبارہ اجیہ بیگم کی طرف مڑ گیا تھا۔

سارا میں کیا کروں میں یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی۔ ماما تمہیں نقصان پہنچا دیں گی۔ وہ تمہیں غنی کے حوالے کر دیں گی۔ غنی مجھے مار دے گا"۔

وہ روتی ہوئی بیڈ سے اٹھی۔

سارا کا چہرے پر عام سے تاثر تھے۔

یہ جوڑا پہن لو۔ کچھ دیر میں نکاح ہے تم یہ نکاح کر لو کیونکہ غنی سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

تم پاگل ہو سارا؟؟؟ وہ چیخی تو سارا نے اسے دیکھا۔

غنی کے ہاتھوں بکنے سے اچھا ہے تم نکاح کر لو وہ شخص تمہیں پورے طریقے سے اپنا رہا ہے۔ جانتی ہو وہ شخص مجھے سچا لگ رہا ہے۔

وہ تمہیں غنی سے بچا سکتا ہے تو تمہاری حفاظت بھی کر لے گا۔

تم ماما کی سچائی اچھی طرح نہیں جانتی اس لیے تم ضد کر رہی ہو۔

کیا ماما کی کیا سچائی؟ کیا کہنا چاہتی ہو۔

چھوڑو سب باتیں میں تم سے خود رابطہ کروں گی بس تم نکاح کر کے یہاں سے نکل جاؤ۔

جاؤ یہ پہنو اس نے ریڈ لونگ میکسی اس کی طرف بڑھائی۔ وہ سادہ سی تھی۔ لیکن اس کا رنگ اور ڈیزائن بہت پیارا تھا۔ اس کا ڈوپٹہ گولڈن تھا۔ جو کافی خوبصورت تھا۔

زارا چپ چاپ باتھ روم میں چلی گئی تھی۔

کچھ دیر بعد سارا اسے تیار کر کے باہر بڑھی تھی۔

اجیہ بیگم نے زار کو دیکھا تو انہیں شدید غصہ آنے لگا تھا۔ جو کافی خوبصورت لگ رہی تھی۔

سارا نے ایک نظر ماما کو دیکھا اور چیلنجیا۔

اجیہ بیگم پہلو بدلنے لگی۔

کاشان نے زارا کو دیکھا تو وہ پلکیں جھپکانا بھول گیا تھا۔

ہلکے میک اور ڈارک لپ اسٹک سے اس کے ہونٹ کافی پیارے لگ رہے تھے۔ سبز نگینوں میں ہلکا ہلکا پانی تھا۔

چلیں مولوی صاحب نکاح شروع کریں۔

اس نے جذبات پر قابو پا کر مولوی کو حکم دیا۔

اجیہ بیگم نے کئی بار کوشش کی تھی کہ نکاح نہ ہو لیکن جو قسمت میں لکھ دیا جائے اسے کون ٹالتا ہے۔

کچھ ہی دیر میں زارا مغیث کی قسمت کاشان ازغن کے ساتھ لکھ دی گئی تھی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے سائن کیے تھے۔

جتنا کاشان یہاں آتے وقت خوش تھا۔ اب اتنا ہی اذیت میں بھی تھا۔

لیکن ایک سکون بھی تھا کہ زارا اسے مل گئی تھی۔

چلیں مولوی صاحب دعا کروائیں"۔ کاشان نے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا۔ "

مولوی صاحب پہلے ہی گنز اور اتنے لوگ دیکھ کر ڈرے ہوئے تھے۔

انہوں نے فوراً دعا کروائی۔

مولوی صاحب یہ بھی دعا کروائیں کہ میں اپنے دشمنوں کو انجام تک پہنچا سکوں۔ اور "

نہایت تکلیف سے انجام تک پہنچاؤں"۔

وہ اجیہ بیگم کو دیکھ کر بولا تو انہوں نے سفید ہوتے چہرے سے کاشان کو دیکھا جو اپنی براؤن آنکھوں سے انہیں گھور رہا تھا۔

چلیں ساسوماں رخصتی کا وقت ہو گیا ہے"۔ "

کچھ دیر بعد وہ اٹھا تھا۔

یہ لیں میرے اور آپ کی بیٹی کے نکاح کی مٹھائی"۔ "

احکام جو مٹھائی کچھ دیر پہلے ہی لایا تھا وہ اس نے ٹیبل پر رکھ دی۔

اب شادی کی ہے تو ساری رسمیں نبھانی ہو گی۔

"چلو بھائی سب منہ میٹھا کرو۔"

سارا کے ہاتھ پر اس نے مٹھائی رکھی۔ تو سارا نے ایک نظر کاشان کو دیکھا۔

اس کی نظروں میں کچھ تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا۔

سب کا منہ میٹھا کروا کر وہ زارا کی طرف آیا جو کانپ رہی تھی۔

چند لمحوں میں ہی اس کی زندگی بدل گئی تھی۔

جان کاشان چلیں رخصتی ہو گئی ہے۔ ماما جانی کو بائے بائے بول دو۔ "اس کو بازو سے پکڑ کر وہ باہر کی طرف بڑھا۔

اس کے بے باک انداز پر وہ شرم سے دوہری ہوئی تھی۔

سارا نے چہرے پر ہاتھ پھیر کر شکر ادا کیا۔

کامل نے اس پریوں جیسی لڑکی کو دیکھا جس کے چہرے پر سکون تھا۔

دل چاہا وہ آگے بڑھ کر اس سے بات کر لے لیکن کاشان باہر نکل گیا تھا۔ اور اس سے کچھ بھی امید کی جا سکتی تھی۔

کاشان نے آگے بڑھ کر زارا کے لیے دروازہ کھولا۔

کامل نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ کبھی اپنے لیے دروازہ نہیں کھولتا تھا۔ آج ایک لڑکی کے لیے کھول رہا تھا۔

تم دوسری گاڑی میں آؤ۔ اس میں اور زارا جائیں گے"""""""   """""""۔

سن گلاسز لگا کر وہ گاڑی میں بیٹھا۔

اور گاڑی سپیڈ سے بڑھائی تھی۔

وہ اب ہچکیوں سے رونے لگی کاشان نے سارا سے بھی ملنے نہیں دیا تھا۔

کاشان کچھ دیر اس کا رونا دیکھتا رہا پھر ٹشو اٹھا کر اس کی گود میں رکھ دیئے۔ پر منہ سے کچھ نہیں بولا۔

زارا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

وہ تو سوچ رہی تھی کہ وہ اس پر غصہ کرے گا۔ لیکن وہ تو کچھ بھی نہیں کہہ رہا تھا۔

کاشان چہرے پر سخت تاثرات لیے گاڑی چلاتا رہا۔

زارا نے ایک دوبارا اسے دیکھا۔ وہ شخص کافی ہینڈسم تھا اور اب اس کا شوہر بھی تھا۔

یہ سکون تو زارا کو بھی تھا کہ کم از کم غنی سے اس کی جان بچ گئی تھی۔

"گرینڈما یہ آپ کی لیڈی پارٹنر اور میری لائف پارٹنر ہے"

اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اس نے زارا کو پاس کیا۔ تو زارا اس کے ساتھ آلگی۔ اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا تھا۔

سامنے ایک بڑی عمر کی سفید رنگ والی خاتون تھی۔

زارا کو حیرت ہوئی تھی۔ گھر میں کوئی بھی عورت نہیں تھی۔ سوائے اولڈ لیڈی کے۔ جسے وہ گرینڈ ما کہہ رہا تھا۔

شی از انوسینٹ ””““ انہوں نے پیار سے اس کا گال چھو لیا۔ ““”

کامل بھی پاس ہی تھا۔ اسکے چہرے پر سچی خوشی تھی آج اسے کاشان پر غصہ بھی نہیں آرہا تھا۔

کانگریٹس کاشان“ کامل نے اسے گلے سے لگایا۔”

بھابھی یہ تھوڑا سنکی انسان ہے لیکن آپ نے گھبرانا نہیں ہے آپ کا بھائی ہر وقت“ آپ کے ساتھ ہے کسی بھی مدد کی ضرورت ہو میرے پاس آنا اور اگر یہ آپ کو ڈانٹے تو مجھے بتانا”۔

کامل نے مزاحیہ انداز میں کہا تو کاشان نے اسے گھور کر دیکھا۔

میں تم سے ڈرتا نہیں ہوں" ۔ کامل نے اکڑ کر کہا۔ "

جاؤ کمرے میں" اس نے کاشان کو دھکا دیا۔ تو اس نے ایک پنچ اس کی بازو پر دے مارا۔ "

جیب سے گن نکال کر اس نے کامل کے ہاتھ پر رکھ دی۔

زارا گن دیکھ کر دور ہوئی تھی۔

اس کی حالت خراب ہو رہی تھی۔ اسے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا اس کا شوہر اتنا خطرناک کیسے اور کیوں ہے۔

مائے سن زارا تھک گئی ہوگی اسے لے جاؤ۔ """" گرینڈما نے بھی انہیں جانے کے لیے کہا تو زارا نے گرینڈما کا ہاتھ پکڑ لیا۔ "

کاشان نے اس کی حرکت دیکھی تو مسکرانے لگا۔

گرینڈما آپ کی لیڈی پارٹنر ڈر رہی ہے۔ اسے بتائیں میں اس کا لائف پارٹنر ہوں اور اب میں اس سے ڈروں گا۔ اور یہ مجھے ڈرائے گی۔ "

کامل مسکرانے لگا۔

وہ زبردستی اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

زارا اس کے ساتھ کھینچتی ہوئی آئی۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو حیران ہوا۔

کمرہ پھولوں سے سجا ہوا تھا۔

یہ کام کامل احکام کا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا۔

"لائف پارٹنر دیکھو روم کتنا پیارا لگ رہا ہے"۔ اس نے کندھے کو دبوچ کر کہا تو زارا سسکنے لگی۔

"اے لڑکی کیا ٹینکی فٹ ہے آنکھوں میں یا پھر آنکھوں میں سمندر بنوایا ہے"۔ وہ اس کے رونے سے چڑنے لگا تھا۔

"مجھے واپس جانا ہے۔ مجھے نہیں رہنا یہاں"۔

وہ روتے ہوئے دور ہٹی تو کاشان کو غصہ آنے لگا۔

اس نے سختی سے مٹھیاں بند کی۔

تم اگر مجھ سے مار نہیں کھانا چاہتی تو چپ کر جاؤ"۔ "

وہ دھاڑ کر بولا تو زارا زیادہ رونے لگی۔

کاشان نے دروازہ بند کیا تو وہ خوف سے دیوار کے ساتھ جا کر لگ گئی۔

کاشان اس کی معصوم حرکت دیکھ کر مسکرایا تھا۔

اس کے سبز نگینوں میں خوف بھرا ہوا تھا۔

وہ اس کی جانب بڑھنے لگا تو زارا نے ڈوپٹہ ہاتھوں میں دبوچ کر سانس بھی روک لیا۔

کاشان اس کے پاس آ کر رک گیا۔ وہ کافی دیر کچھ نہیں بولا تو زارا نے ڈرتے ڈرتے آنکھ کھولی۔۔ وہ اس کے پاس ہی تو کھڑا تھا۔

وہ خوف سے اچھلی تو کاشان نے قہقہ لگایا۔

ایول کنگ کی ڈرپوک پری" وہ اس کے قریب ہو کر چہرے پر پھونک مار کر بولا۔ "

تم جانتی ہو مجھے آج تم پر بہت غصہ آ رہا تھا۔ جب جب تم غنی کا نام لے رہی تھی میرا دل کر رہا تھا میں تمہیں جان سے مار ڈالوں۔۔ لیکن اگر تمہیں مار دیتا تو میرا سکون کہاں باقی رہتا۔ "

تم رونا مت کیونکہ مجھے تمہاری آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے"۔

وہ نرمی سے آنسو صاف کرنے لگا۔

تم مجھے بہت عزیز ہو۔ کیونکہ تمہاری موجودگی میں اپنا غم میں مکمل بھول گیا تھا"۔ اس نے “ نرمی سے ماتھے کو چھو لیا۔

زارا نے شدت سے آنکھیں بند کی تو وہ پھر مسکرایا۔

زارا تو دیوار میں ہی گھس جانا چاہتی تھی۔

میں تم سے سوری کہنا چاہتا ہوں اس دن میں نے تمہیں تھپڑ مارا تھا۔ مگر غلطی بھی تو “ تمہاری تھی۔ کیوں مرنا چاہتی تھی۔ اگر تم مرجاتی تو میرا کیا ہوتا"۔

اس نے زارا کا گال سہلا کر کہا۔ زارا نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ شخص تھا کیا۔ کبھی نرم کبھی گرم۔۔۔

کاشان نے اسے دونوں بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کر لیا۔

زارا کو اس کی تیز پرفیوم نتھنوں میں گھستی محسوس ہوئی تھی۔

اس کو سینے سے لگا کر کاشان نے آنکھیں بند کر لیں۔ ""تم میرا سکون بن گئی ہو زارا" وہ اس کے کان میں بولا

وہ ابھی سب بھول کر محسوس کرنا چاہتا تھا۔

زارا کی حالت کاٹو تو بدن میں لہو نہیں جیسی تھی۔

"کون تھا وہ کیسے لے گیا زارا کو؟ آپ نے مجھے فون کیوں نہیں کیا"۔

غنی باؤلے انسان کی طرح چیخ رہا تھا۔ سارا بیزار چہرہ لیے کھڑی تھی۔

"میرا تو ارادہ تھا تمہیں فون کرتی۔ تاکہ تم اپنی بہن کو اچھے سے رخصت کرتے۔" سارا کی بات پر اسے پتنگے لگے۔

"بکواس بند کرو میری منگیتر تھی وہ۔۔۔"

غنی وحشت سے دھاڑا۔

تو سارا نے کوئی تاثر نہیں دیا۔

کوئی تصویر کوئی شناخت ہے اس آدمی کی؟؟

وہ اجیہ بیگم کی طرف آکر بولا۔ کاشان ازغن نام تھا اس کا حلیے سے کسی اچھے گھر کا لگ رہا تھا۔

اجیہ بیگم کا خون کھول رہا تھا۔ ان کا بس چلتا تو وہ زارا کو زمین میں گاڑ دیتی۔

"اے تم؟ تم نے تو کچھ چالاکی تو نہیں کی"۔

غنی نے اسے شک کی نظر سے دیکھا تو وہ ہنسنے لگی۔

“پاگل انسان بنتے تم عجمان کے ڈان ہو۔ عقل تم میں ایک پرسنٹ بھی نہیں ہے۔ عقل کے اندھے میں تمہیں اتنی فالتو لگتی ہوں”۔ وہ منہ چڑا کر بولی۔

تغنی نے آگے آکر ایک زوردار تھپڑ اس کے گال پر دے مارا۔

سارا زمین پر گری۔ اجیہ بیگم تڑپ گئی تھیں۔

“غنی میری بیٹی کو ہاتھ مت لگانا میں تمہارے ہاتھ کاٹ دوں گی”۔

“ماما وہ بھی آپ کی بیٹی تھی۔ جب آپ بیچنے والی تھیں”۔

سارا خون تھوکتی چیخی۔

“نہیں ہے وہ میری بیٹی مجھے نفرت ہے زارا سے تم صرف تم میری بیٹی ہو وہ صرف عرزم کی بیٹی تھی۔ اسی کی رہے گی۔ مجھے اس کی شکل سے بھی نفرت ہے۔ مجھے اس کے باپ سے بھی شدید نفرت ہے”۔

اجیہ کے لہجے میں نفرت ہی نفرت تھی۔

“مما وہ آپ کا خون ہے۔ ایسے مت کہیں”۔ سارا نے تکلیف سے کہا۔

“نہیں ہے وہ میرا خون دفعہ ہو جاؤ کمرے میں”۔

وہ سارا پر چیخی تو وہ روتے ہوئے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

وہ زارا کو اپنے کپڑے دے کر باہر آگیا تھا۔ تاکہ وہ آرام سے بدل لے۔

صبح وہ اس کے لیے کپڑے لانے کا ارادہ رکھتا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے میں آیا تو وہ بیڈ کے کنارے پر ڈری سہمی بیٹھی تھی۔

کاشان نے لب مسکرا اٹھے۔ وہ پریوں سے بھی پیاری تھی۔ اس کے ڈریس میں پوری طرح چھپ گئ تھی۔ لیکن اس نے پھر بھی ڈوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔

اس نے تو سوچا تھا وہ اس سے غنی کی وجہ سے سختی کرے گا۔ لیکن اس کا دل تھا نرم ہی “ہوگیا تھا۔ تم اب تک سوئی نہیں؟؟

اس نے آواز بھاری کر کے پوچھا تو وہ ڈر سے اچھلی۔

لائف پارٹنر اب میری عادت ڈال لو۔ کیونکہ میں ایسے ہی تمہیں ڈرایا کروں گا”۔ “

وہ اس کے پاس آکر بولا تھا۔

چلو بیڈ پر لیٹو اگر تم نہ سوئی تو میں پھر تمہیں بہت ماروں گا”۔ “

وہ اپنی سرخ آنکھوں سے اسے گھور کر بولا۔

ایک تو وہ اکیلی تھی کچھ اس کی بڑی بڑی غصیلی آنکھیں وہ سہم جاتی تھی۔

اب بھی اس کی دھمکی پر حالت بری ہوگئی تھی۔

مجھے ایسا لگتا ہے میں نے تمہیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے"۔ وہ سوچتے ہوئے کہنے لگا۔ "

زارا سٹپٹانے لگی۔

ادھر دیکھو میری طرف۔۔ کاشان نے اس کا جبڑا پکڑ کر منہ اپنی طرف کر لیا۔

کاشان کا دل وہ سبز نگینے دیکھنے کا تھا جس نے اس کا چین لوٹ لیا تھا۔ لیکن وہ نظر ہی نہیں اٹھا رہی تھی۔

مجھے دیکھو زارا "اس نے پہلی بار اس کا نام لیا تھا۔ زارا نے جھٹ نظر اٹھا دی۔ "

اس کی براؤن آنکھوں میں محبت کا سمندر آباد تھا۔

زارا نے دوبارہ نظر جھکائی۔

کاشان نے ایک شوخ سی جسارت کی تو وہ سرخ ہو گئی تھی۔

وہ جھومتا ہوا دوسری طرف آیا اور بیڈ پر لیٹ گیا۔

چلو لیٹو۔۔ اس نے بازو سے زارا کو اپنی طرف کھینچا۔

وہ بیڈ پر گری تھی۔

چپ چاپ سو جاؤ۔ اور اب تمہارے رونے کی آواز نہیں آنی چاہیے۔

وہ سختی سے بول کر آنکھیں موند گیا تھا۔

صبح اس کی آنکھ نو بجے کھلی تھی۔

کاشان دوسرے کونے پر پیٹ کر بل سو رہا تھا۔ زارا نے ارد گرد دیکھا۔ کمرے میں اب بھی روشنی کم ہی تھی۔

رات وہ کافی دیر کروٹیں بدلتی رہی۔ کاشان کی بے باک دھمکی پر اس نے دوبارہ ملنے کی ہمت ہی نہیں کی تھی۔ وہ کل صبح سے بھوکی تھی۔ اب پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے تھے۔

وہ بیڈ سے اٹھی تو کاشان کی آنکھ بھی کھلی۔

کہاں جا رہی ہو۔۔ اس نے بھاری آواز میں پوچھا۔

وہ وہ۔۔۔ وہ بوکھلانے لگی۔

کاشان سمجھ گیا تھا۔ وہ اٹھ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔

خانساماں کچن میں موجود تھا۔ جو بریک فاسٹ ریڈی کر رہا تھا۔

کہنے کو تو یہ اپارٹمنٹ تھا۔ لیکن اندر سے یہ کھلا ہوا دار بڑا سا گھر تھا۔ جس میں ہر سہولت موجود تھی۔

شفیع جلدی ناشتہ ٹیبل پر لگاؤ۔

وہ حکم دے کر دوبارہ اندر آیا۔ جواب بھی انگلیاں چٹخا رہی تھی۔

فریش ہو جاؤ۔ اور ہاں میری طرف دیکھو۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں چہرہ بھر کر زارا کو اپنے پاس کرلیا۔

میں آج تمہارے سارے کپڑے لے آؤں گا اس وقت تم میری شرٹ ٹراؤزر پہن لو۔

اور خود کو ریلکس کرلو یہاں غنی نہیں آئے گا۔ میں اب ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں۔

وہ رات اس کی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔ تبھی اسے تسلی دیتا اپنے ساتھ کا یقین دلانے لگا۔

اس کی آنکھوں میں سچائی تھی۔

رات بھی پہنی تھی۔ وہ بہت بڑی ہیں۔

کاشان نے اس کے نازک سراپے کو گھورا تو وہ سٹپٹانے لگی۔ کاشان کا قد اونچا اور جسم خاصہ ڈیل ڈول والا تھا۔ لیکن اس کا چوڑا سینہ بھاری باڈی اس پر جچتی بھی تھی۔

ابھی کے لیے پہن لو کچھ دیر میں تمہارے کپڑے آ جائیں گے۔

میں رات والا ڈریس پہن لوں؟ زارا نے معصومیت سے پوچھا تو وہ مسکرا کر رہ گیا۔

میں اگر رات والے موڈ میں آگیا تو؟؟ وہ سبز نگینوں کو دیکھتا بولا۔

زارا ہاتھ مسلنے لگی۔ تو کاشان مسکرانے لگا۔۔ اس نے گال کو تھپتھپایا۔

ڈرو مت۔ بدل لو مجھے اچھا لگے گا تم ریڈ روز بن کر گھر میں گھوموگی۔

اس نے ریشمی بال دونوں ہاتھوں سے سنوار دئیے۔

زارا کو وہ شخص رات کے بدلے اب اچھا لگ رہا تھا۔

جو اسے نرمی سے چھو رہا تھا نرمی سے بات کر رہا تھا۔

وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف بھاگ گئی تھی۔ کاشان بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔

سر مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ کامل سیکرٹ روم میں تھا۔ جب کاشان بھی وہاں“ آگیا تھا۔

بولو کیا ہوا؟

سر دو ریسٹورنٹس میں ہیروئن کھلے عام استعمال ہو رہی ہے۔ اور وہاں جسم فروشی بھی بڑھ گئی ہے۔ سر وہاں چھوٹی عمر کی لڑکیاں پیش کی جانے لگی ہیں۔ اور سننے میں آیا ہے دو لڑکیوں کی موت ہو گئی ہے"۔

کاشان نے جبڑے کس لیے تھے۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

تو تم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہے۔ تم۔ ایکشن لینے کے بجائے میرے پاس آ گئے۔

کاشان کی دھاڑ پر احکام شرمندہ ہوا تھا۔ "

سر اپنے آدمیوں نے اس ریسٹورنٹ پر قبضہ کیا ہے۔

وہ بزل شیخ کے ریسٹورنٹ تھے۔ پولیس کی ریڈ بھی پڑی ہے وہاں"۔ احکام تفصیل بتانے لگا۔

بزل شیخ۔۔۔ کاشان ایک بار پھر دھاڑا۔

یہ بزل شیخ سانپ بن کر کونسے بل میں چھپا ہوا ہے اسے میرے سامنے لے آؤ احکام"

۔ اس نے بہت تباہی مچالی ہے۔ اب اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس کی موت میرے ہی ہاتھوں ہو گی۔

جو بچیاں مری ہیں ان کے گھر والوں سے رابطہ کرو۔ ان کی مالی مدد کرو۔ اور پوچھ تاچھ کرو۔ کہیں وہ خود ہی تو اس میں ملوث نہیں تھے"۔

کاشان کی تیز دماغی پر احکام حیران ہوئے بنا نہ رہ سکا۔

آج میں بزی رہوں گا۔ کامل اور تم سنبھال لینا۔"

کویت کے منسٹر سے میری خفیہ میٹنگ ہے۔ میں وہاں جانے والا ہوں"۔

جی سر!! احکام سر ہلا کر جانے لگا تھا۔

"اس لڑکی کا کیا ہوا جس کے پیچھے تم گئے تھے۔ ؟"

کاشان کو یاد آیا تھا۔

سر وہ۔۔۔احکام نے سر جھکا لیا۔

تمہیں پتہ ہے مجھے انتظار پسند نہیں ہے۔ جلدی بولو؟

سر وہ غنی کی بہن ہے۔ احکام جلدی سے بولا۔

کاشان حیران ہوا تھا۔

سب کا کنکشن ہی کیا غنی سے تھا۔ یہ اتفاق تھا یا قسمت کی چال؟ کاشان سمجھ نہیں پایا۔

تو کیا چھوڑ دو گے؟؟ کاشان نے احکام کی سوچ جاننا چاہی۔

کچھ دن میں تمہارے نکاح کو اریبج کروا رہا ہوں۔ اپنے مائنڈ کو سیٹ کر لو۔ دشمن کی بہن ہے تو کیا ہوا محبت کرتے ہو تو اسے اپنا لو۔“

کاشان کے حکم پر اس نے حیرت سے اسے دیکھا۔ وہ سب کی فکر کرتا تھا لیکن بتاتا نہیں تھا۔

کاشان اب لاپرواہ بن کر سیگریٹ پینے لگا تھا۔

میرے ساتھ چلو گی؟؟ زارا ریڈ فروک میں ہی تھی۔

وہ کمرے میں اتنا بولا۔

کک کہاں جانا ہے؟“ زارا کو ڈر تھا وہ کہیں اسے دوبارہ ہی وہاں نہ چھوڑ آئے۔ اسے اپنی نوکری کی بھی فکر ہو رہی تھی۔

سر مجھے واپس جانے دیں وہاں مینجر مجھے نوکری سے نکال دے گا۔

زارا فکرمندی سے بولی تو کاشان حیران ہوا۔ اور پھر اس کا قہقہ گونجا تھا۔

سلی گرل!!! یو آر مائے وائف اور تم اس دو ٹکے کے ریسٹورنٹ کی نوکری کی فکر میں ہو۔

زارا کی آنکھیں بھر آئی تھی۔۔

اچھا رونا مت اوکے!!! کاشان نے ہاتھ کھڑے کر لیے۔

کس ریسٹورنٹ میں جاب کرتی تھی؟ کاشان نے اس سے پوچھا۔

ال زعفران) فرضی نام (کاشان چونک گیا تھا۔

تم زعفران میں جاب کرتی تھی۔ کاشان نے دوبارہ پوچھا۔

زارا نے زور و شور سے سر ہلایا۔

وہ میرا ریسٹورنٹ ہے۔ کاشان کے کہنے پر اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

لیکن اس کے چہرے پر سچائی تھی۔

زارا کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا۔ اسے لاونیہ یاد آئی تھی۔

وہ پیچھے ہونے لگی تھی۔ کاشان نے اس کی حرکت نوٹ کی۔

کیا ہوا زارا؟ سب ٹھیک ہے وہ آگے آتا بولا۔

قق قاتل تم قاتل ہو لاونیہ کے قاتل ہو۔

وہ چیخنے لگی تھی۔

کاشان نے اسے بازو سے پکڑا۔ تو وہ ہاتھ مارنے لگی۔

زارا کیا ہوا ہے کون لاونیہ؟؟ کاشان نے اب بازو سختی سے پکڑ لیا تھا۔

تمہاری وجہ سے میری دوست مر گئی تم خونی ہو جھوٹے انسان ہو۔

وہ زار و قطار رونے لگی۔ کاشان کی آنکھوں میں طیش سمٹ آیا۔

کون ہو تم ؟؟ کس کے قتل کی بات کر رہی ہو ؟؟ کاشان نے پاس کیا تو وہ دور ہونے کے لیے مچلنے لگی۔

زارا مجھے پوری بات بتاؤ کیا ہوا ہے ؟

وہ اب سختی سے بولا۔

کچھ نہیں بتانا مجھے۔ جاؤ میرے سامنے سے۔ وہ آہیں بھرتی زمین پر بیٹھ گئی۔

کاشان کو اس کی فکر ہونے لگی۔ زارا دیکھو ایسے نہیں روتے مجھے بتاؤ گی نہیں تو مجھے پتہ کیسے چلے گا۔

وہ اس کا چہرہ تھام کر پوچھنے لگا۔

نہیں بتانا کچھ۔ تم خونی ہو۔ اس نے زور سے اس کے ہاتھ جھٹکے تو وہ طیش سے اس کی بازو تھام گیا۔

زارا سہمی تھی۔

مجھے بتاؤ زارا ورنہ تم میرا غصہ نہیں جانتی۔ اور آج کے بعد میرے ہاتھ مت جھٹکنا۔

وہ سرخ آنکھوں سے گھورتا اسے کھڑا کرنے لگا۔

زارا اب سسکیاں بھرنے لگی۔

اوکے تم نہ بتاؤ میں خود جان لوں گا۔ اور اگر کچھ بھی ایسا ویسا ہوا میں تمہیں بخشوں گا نہیں۔

وہ انگلی اٹھا کر وارننگ دیتا باہر نکل گیا لیکن فوری اندر بھی واپس آیا۔

آؤ پہلے ناشتہ کرو۔ وہ بازو سے پکڑ کر اسے لیے باہر کی طرف جانے لگا۔

مجھے کچھ نہیں کھانا۔ مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے۔ ” وہ آستین سے آنکھیں “ رگڑنے لگی۔

کاشان کا غصہ سوا نیزے پر جا پہنچا تھا۔

میں نے تمہیں کل بھی کہا تھا۔ مجھ سے دور جانے کی بات مت کرنا ورنہ میں تمہیں ایسی “ اندیکھی آگ میں جھلسا دوں گا تم سانس لینا بھی بھول جاؤ گی۔

تم میری ہو تمہیں کوئی حق نہیں مجھ سے دور جانے کا۔ میرا قصور اگر کچھ ہوا تو میں خود تمہارے سامنے سزا کے لیے آجاؤں گا۔ بے شک پھر تم اس سینے میں گولی ہی اتار دینا۔ لیکن میرا قصور بتائے بنا الزام نہ لگاؤ۔ ورنہ بہت پچھتاؤ گی”۔

اس کی شدت پسندی پر زارا کو سانس لینا بھی مشکل لگ رہا تھا۔

آنسو انگوٹھے سے صاف کر کے وہ کندھے سے پکڑتا باہر نکلا تھا۔

گرینڈما بھی آج ناشتے کی ٹیبل پر تھی۔

کاشان سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا۔ زارا اس کے ساتھ والی چئیر پر تھی۔

وہ ناشتہ کرنے کے بجائے پلیٹ میں چمچ گھمانے لگی۔

زارا ناشتہ کرو۔

وہ سختی سے بولا۔ تو اس نے ان سنا کر دیا۔

کاشان کو اس پر غصہ آنے لگا۔ لیکن وہ اسے تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

زارا ناشتہ کرو پھر ہم عجمان جائیں گے۔"

زارا نے جلدی سے سر اٹھایا۔

اس کی آنکھوں میں خوف تھا۔ کاشان کی آنکھوں میں سختی تھی۔ وہ جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگی۔

کاشان مسکرا دیا تھا۔

وہ دونوں سامنے کھڑے تھے۔ کاشان سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر سفاکیت تھی۔

وہ اس وقت نرم کاشان کے بجائے ایک خونخوار درندہ لگ رہا تھا جو سب کچھ چھیڑ پھاڑ دینا چاہتا تھا۔

ال زعفران ریسٹورنٹ کے حالات کی خبر کتنے عرصے سے نہیں لی گئی؟؟

کاشان کی بھاری سخت آواز پر احکام کے ساتھ کامل کا سر بھی جھکا۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں جواب کیوں نہیں دے رہے، ؟ وہ گلاس زمین پر مارتا بولا تھا۔

سر پچھلے پانچ مہینے سے وہاں کوئی نہیں گیا۔ دبئ کے حالات بہت خراب تھے۔

احکام نے آرام سے جواب دیا۔

کامل تم بتاؤ؟

کامل کی آج بولتی بند تھی۔ وہ جانتا تھا کوئی بڑا نقصان ہوگیا ہے۔ تبھی کاشان بھڑک رہا ہے۔

اس کا یہ روپ کبھی کبھار ہی سامنے آتا تھا۔

میں نے اس دنیا میں قدم رکھنے سے پہلے وعدہ لیا تھا۔ میں اپنے ملک کی حفاظت کروں گا۔ بے گناہ لوگوں کی جان بچاؤں گا۔ بے شک میرا طریقہ غلط ہوگا۔ لیکن میں درندوں کو سزا خود دوں گا۔ کیونکہ یہ میرا اصول ہے۔ لیکن آج مجھے اپنے وعدے پر افسوس ہو رہا ہے۔

میرے ہی ریسٹورنٹ میں ایک لڑکی کو بے دردانہ طریقے سے قتل کردیا گیا۔ نہ تمھیں خبر ہوئی نہ مجھے۔ اور وہاں کپلز کے بجائے حرام تعلقات بنائے جانے لگے۔ شراب وہاں عام ہونے لگی ہے۔ کھلے عام سمگلنگ سب ہورہا ہے وہاں۔۔۔

کاشان کی اتنی انفارمشن پر کامل اور احکام کی آنکھیں حیرت سے کھل گئیں۔

وہ یہ سب کیسے جانتا تھا۔

حیران مت ہو۔ میں سب جانتا ہوں میں ایول کنگ ایسے ہی نہیں بن گیا۔

میں آج ہی سب پتہ لگاتا ہوں سر آپ پریشان نہ ہوں۔

احکام جلدی سے بولا۔

میں پریشان نہیں افسوس میں ہوں۔ میں نے کیوں تم لوگوں پر بھروسہ کیا۔۔ میں اپنا کام اب خود کروں گا۔

وہ کرسی سے اٹھتا لمبے لمبے قدم لیتا باہر نکل گیا تھا۔

کامل نے اسے روکنا چاہا لیکن وہ غصے میں تھا۔

کہاں جارہی ہو تم؟ اجیہ نے پوچھا تو سارا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے پوچھا کہاں جارہی ہو؟ وہ دوبارہ سختی سے پوچھنے لگی۔

وہی جہاں سب جاتے ہیں جہاں آپ کو عیاشی کروانا پسند ہے۔ جہاں آپ کا کام چلتا ہے۔

وہ چیخ کر بولی۔

غنی نے تمہیں کل اچھا کیا تھا تھپڑ مارا تم اسی لائق تھی۔

انہوں نے اسے بالوں سے پکڑ کر کہا۔

چھوڑیں مجھے۔۔۔ مجھے جانا ہے بارق میرا ویٹ کر رہا ہے۔

وہ بال چھڑوانے لگی۔ کون بارق کہاں جا رہی ہو۔ انہوں نے سختی سے پوچھا۔

میرا بوائے فرینڈ بہت جلد میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں ہم ریلیشن میں ہیں۔

وہ بہادری سے بولی۔ تواجیہ کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچا۔

شرم نہیں آتی کس حق سے تمہارا اس سے تعلق ہے۔ کیوں گئی تم اس کے پاس۔ تم میری بیٹی ہو تمہیں ایسی حرکت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ وہ اونچی آواز میں چیخنے لگی۔

کیوں جیسے باقی لڑکیوں سے آپ کام کرواتی ہیں میں کیوں نہیں کر سکتی۔ وہ بھی تو کسی کی بیٹی ہیں۔ کس کی بہن ہیں۔

ان سے کیوں زبردستی کام کرواتی ہیں۔

وہ ان کی بات انہیں کے منہ پر مار کر بولی۔

اپنی بکواس بند کرو۔ کہیں نہیں جاؤ گی تم۔ غنی سے کہہ کر تمہیں ٹھکانے لگاتی ہوں۔

اسے بیڈ پر پٹختی وہ لنگڑاتے ہوئے باہر بڑھی تھی۔

"مجھے نہیں جانا میں سچ کہہ رہی ہوں میں یہاں سے چھلانگ لگا دوں گی"۔

کاشان زارا کو لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا جب وہ چیخی تھی۔

"زارا تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو تبھی ایسے کر رہی ہو۔ جس دن میرا اصلی چہرہ دیکھ لیا ناں یہ چلتی زبان ایسے بند ہو گی دوبارہ کھل ہی نہیں سکے گی"۔

سرد لہجے میں کہتا وہ زارا کی طرف مڑا اس کی براؤن آنکھوں میں آگ کی جیسی تپش تھی۔ جیسے وہ اپنی آنکھوں سے ہی اسے بھسم کر دے گا۔

وہ اسے لیے پھر نیچے آیا تھا۔

سبز نگینوں میں تیرتا پانی گالوں پر بکھر گیا۔

کاشان کو اپنی سختی پر افسوس ہونے لگا۔

میں جان گئی ہوں آپ خونی ہیں لاونیہ کو آپ نے ہی مارا ہے"۔

اپنے نرم ہاتھوں سے اس کے سینے پر تھپڑ مارتی وہ کاشان کو حد درجہ پیاری لگی۔

"اچھا اگر وہ ریسٹورنٹ میرا ہے تو کیا وہاں قتل بھی میں نے ہی کیے ہو گے؟"

کاشان نے سوالیہ نظروں سے زارا کو دیکھا۔

جو اس کے ہاتھ پکڑنے پر ششدر تھی۔

اس کے سفید ہاتھ کاشان کے مضبوط ہاتھوں میں تھے۔ وہ اب گیراج سے تھوڑا دور ہی کھڑے تھے۔

باہر کاشان کی سیاہ مرسیڈیز تیار تھی۔ لیکن زارا راستے میں ہی ضد لگائے کھڑی تھی۔

کاشان نے دوبارہ اس کی طرف دیکھا۔

بتاؤ زارا؟؟ میں تو یہاں دبئی میں رہتا ہوں تم عجمان سے ہو تو میں کبھی تمہیں اس ہوٹل میں نظر آیا ہوں۔؟"

وہ اب بھی جاننے میں دلچسپی رکھ رہا تھا۔

زارا کو وہ رات یاد آئی جب وہ شراب کے نشے میں تھا۔

"آپ عجمان میں تھے میں نے آپ کو دیکھا تھا"۔

وہ سوں سوں کرتے بولی۔

کاشان نے اس کے پیارے انداز پر دونوں گال کھینچ دئیے۔

"اس کا مطلب تم مجھے پہلے سے جانتی ہو تبھی چپ چاپ شادی کر لی"۔

وہ سبز نگینوں میں گھور کر زارا کو بوکھلانے لگا۔

اس کی پلکیں لرز گئی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں بتانا میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی میں غنی کے پاس نہیں جاؤں گی۔ وہ مجھے بیچ دے گا"۔

وہ اب سچ میں رونے لگی تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح کاشان کے جبڑے تن گئے تھے اس نے سختی سے زارا کو سینے سے لگایا تو وہ اور زیادہ سسکنے لگی۔

"تم ایول کنگ کی کوئین ہو تمہیں گرم ہوا بھی نہیں چھو سکتی۔ غنی کو تمہارے سامنے میں موت کے گھاٹ اتاروں گا۔ تمہاری ایک ایک تکلیف کا بدلہ لوں گا۔ بس تم مجھ سے کبھی دور نہ جانا۔"

وہ اس کے نرم ملائم بالوں میں انگلیاں پھیرتا شدت پسندی سے بولا تھا۔

زارا اس کے سینے سے لگی کھڑی رہی۔

اس کے پرفیوم کی تیز خوشبو زارا کو پرسکون کرنے لگی تھی۔

میرے ساتھ دبئی دیکھنے چلوگی؟" وہ کچھ دیر بعد اسے سامنے کیے پوچھنے لگا۔

زارا نے اب نرمی سے سر ہلا دیا تھا۔

وہ گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔ زارا کے کندھے پر اس کا ہاتھ تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر اس نے سمپل ماسک زارا کے منہ پر لگا دیا۔ نرمی سے اس کی پیشانی چوم کر اس نے زارا کا ڈوپٹہ سکارف کی طرح لپیٹ دیا۔ جس سے اس کے بال چھپ گئے تھے۔

"یہ مت سمجھنا میں تمہیں چھپا رہا ہوں یا پابندی لگا رہا ہوں۔ بلکہ یہ اس لیے کر رہا ہوں تاکہ کوئی بھی ایول کنگ کی کوئین کو فالتو شے نہ سمجھ لے"۔

اس کے جواب پر زارا ماسک کے پیچھے سے پہلی مرتبہ مسکرائی۔

غنی کتنا سفاک انسان تھا۔ اور کاشان شرابی ہونے کے باوجود کتنا نرم دل انسان تھا۔ زارا کو وہ اچھا لگا تھا۔

وہ چپ چاپ سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

سر آپ یہاں؟؟ مینجر کھیسانے پن سے بولتا کامل اور احکام کو دیکھنے لگا۔۔ جو پورے بلیک لباس میں تھے۔

کاشان ان سے ناراض ہوگیا تھا۔

اب اسے منانا بھی ضروری تھا۔ اور کام بھی ضروری تھا۔ اس لیے وہ چند ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ گئے تھے۔

ہاں کھانا آرڈر کرو۔ اور میرے چند دوست یہاں ٹھہرنے آئیں تو روم خالی ہیں تو وہ اوپن“ ”کرواؤ۔

کامل کے اگلے حکم کر مینجر خوف سے سفید پڑنے لگا۔

کمرے خالی نہیں تھے۔

زارا بھی نہیں تھی۔ دو دن سے اس کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا۔ وہ یہاں کی بیسٹ کک تھی۔

سر روم تو سب بک ہیں اور سر کھانا میں ابھی آرڈر کرواتا ہوں۔

دونوں پورشن کے سارے کمرے ہی بک ہیں؟؟

اب کی بار احکام بولا۔

جی سر سب بک ہیں مینجر اب اپنا اعتماد بحال کرنے لگا۔۔

سر آج پھر ہم کہاں ٹھہریں گے؟

احکام نے پریشانی سے کامل سے پوچھا۔۔ جیسے بہت سیریس مسلہ ہو۔

احکام ہم آج مینجر کے گھر ٹھہریں گے۔

کامل نے چٹکی بجا کر حل پیش کیا تو مینجر اچھلا تھا۔

"ویسے مینجر تمہارے گھر میں کون کون رہتا ہے۔؟

کامل نے سفاک چہرے سے مینجر کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر پھیلا سرد پن دیکھ کر مینجر کی حالت مزید خراب ہونے لگی۔

کہیں زارا نے ہی تو کچھ؟؟ یمنٰی کے ذہن میں خیال آیا کیونکہ وہی غائب تھی باقی سب تو موجود تھے لاونیہ سے بھی اس کی دوستی تھی۔

شاید اسی نے ہی ایول کنگ کو خبر کی ہو۔

مینجر کیوں ڈر رہے ہو بتاؤ نا آں گھر میں کون کون رہتا ہے۔" ؟؟؟؟؟

اب کامل نے اس کے کندھے پر بھاری ہاتھ رکھ کر دباؤ ڈالا تھا۔۔

سر میں میری بیوی دو بہنیں ہیں۔ """"""" میجر رٹو طوطے کی طرح بولا تو کامل اور """""" احکام ہنسنے لگے۔

واہ بیوی بہنین سب ہیں بھائی نہیں ہے؟

سر میں اکلوتا ہوں """""۔ اس کے اگلے سوال پر اس نے جلدی سے جواب دیا۔ """""

"افسوس ہو رہا ہے مینجر تمہاری بہنیں اب سچ میں یتیم ہو جائیں گی اور تمہاری بیوی بیوہ۔۔۔۔۔"

کامل تاسف سے نفی میں سر ہلا کر عام سے انداز میں بولنے لگا۔

مینجر گڑگڑاتا ہوا ان دونوں کے پاؤں میں گر گیا۔

"سر مجھے معاف کر دیں سر میں بھٹک گیا تھا"۔ سر وہ خود سب لڑکیاں راضی تھیں۔"

منیجر کی آہ وفریاد پر کامل نے قہقہ لگایا۔

احکام ہم نے تو پوچھا ہی نہین کہ اس نے کیا کیا ہے پھر یہ کیوں ہمیں بتا رہا ہے؟" ۔

کامل کی بات پر مینجر کو اپنی غلطی کا احساس شدت سے ہوا۔

وہ کامل کو دھکا دیتے باہر بھاگا۔

کامل اور احکام نے حیرت سے اس کی حرکت دیکھی تھی۔ اور پھر وہ ہنستے چلے گئے۔

میں نے تمہاری شادی فکس کردی ہے"۔ غنی کی غیر متوقع بات پر علایہ نے حیرت سے " سر اٹھایا۔

وہ اس وقت اداس سی لیٹی تھی۔

"تم یہ کیسے کرسکتے ہو میں کیوں تمہاری مرضی سے شادی کروں۔"

وہ اٹھ کر بیٹھی اور چیخ کر بولی۔

میرے ساتھ زبان درازی نہیں کرنا کیونکہ میں کچھ دن میں یہ پیلس بند رکھنا چاہتا ہوں۔ اور“ میں خود انڈر گراؤنڈ ہو رہا ہوں۔۔ بزل شیخ کا بیٹا اذبل شیخ اچھا انسان ہے وہ تمہیں خوش رکھے گا۔”

غنی اپنی بالی والا کان سہلاتا عام لہجے میں بول رہا تھا۔

اس کے چہرے پر چمکتی شیطانیت علایہ کو بھی صاف نظر آئی تھی۔

”اس کی عمر کیا ہے؟ زرا بتانا پسند کرو گے؟“

علایہ نے اب سینے پر ہاتھ باندھ کر تیکھی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

پینتس سال کا ہے”““ ۔وہ نظر چرا کر بولا۔۔

““““اور میری عمر کیا ہے؟

تم فالتو سوال کیوں پوچھ رہی ہو ماں باپ کی موت کے بعد تم میری ذمہ داری ہو تو میری مرضی میں جہاں تمہاری شادی کروں تم مانوگی۔

غنی نے اپنا اہم ہتھیار آزمایا تھا۔

میں اکیس سال کی ہوں اور وہ پینتس سال کا ہے کیا میری اور اس کی شادی ہو سکتی “ ہے۔ وہ مجھ سے چودہ سال بڑا ہے”۔

وہ اب کی بار کھڑی ہوتی غنی کے سامنے آئی۔

تو کیا ہوا؟ زارا بھی تو مجھ سے چھوٹی تھی اس کی اور میری منگنی ہو سکتی تھی۔ تو تمہاری “ کیوں نہیں ہو سکتی”

۔ وہ سرخ آنکھوں سے اسے گھورتا بولا۔

اچھا ہوا زارا تم سے بچ گئی۔ ہو گئی اس کی شادی۔۔ “

تم بھائی نہیں دشمن ہو”۔

غنی کو شدید طیش آیا تھا۔

اس نے ایک زوردار تھپڑ بہن کے منہ پر مارا۔ وہ روتے روتے ہنسنے لگی۔

تم سب یہی کر سکتے ہو تمہیں اور کچھ آتا بھی نہیں ہے۔ تمہاری وجہ سے میں کلب جانے “ لگی لڑکوں سے دل بہلانے لگی ہوں۔ مرجاؤ تم۔۔ تم جیسا بھائی کبھی کسی کا نہ ہو”۔

وہ پاگلوں کی طرح چیختی اسے مارنے لگی۔

غنی نے ایک اور تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ وہ ایک درندہ تھا۔

کل تمہارا نکاح ہے اگر تم یہاں سے نکلی تو میں تمہیں جان سے مروادوں گا۔ اور تمہاری“ ”لاش کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔

وہ سفاک پن سے بولا تو علایہ نے جھرجھری لی۔

اس وہ شخص یاد آیا تھا۔ جو اسے دھکا کر گیا تھا۔ اس کا دل چاہا وہ اس کی پناہوں میں چھپ جائے۔

غنی نے اس کے بال پکڑ کر اسے بیڈ پر پھینکا اور خود کمرے سے نکل گیا تھا۔

اوپر والے پورشن سے کئی لڑکیوں کو باہر نکالا گیا تھا۔

مینجر نے یہاں بہت زیادہ فحاشی پھیلا رکھی تھی۔

یہ ریسٹورنٹ کاشان کا پسندیدہ تھا وہ یہاں کم آتا تھا۔ لیکن جب بھی آتا تھا وہاں رکتا ضرور تھا۔

لیکن پچھلے کئی ماہ سے وہ یہاں نہیں آیا تھا دبئی میں خراب ہوئے حالات اور دو بار پولیس ریڈ کی وجہ سے ان کا دھیان یہاں سے ہٹ گیا تھا۔

لیکن زارا کی الجھی باتوں سے ہی وہ سمجھ گیا تھا تبھی اس نے ان دونوں کو باتیں سنائی تھیں۔

“سر میں جانا چاہتا تھا۔ مجھے کچھ ضروری کام ہے”۔

احکام نے نظر چرا کر کہا تو کامل مسکرانے لگا۔

”تم اتنی جلدی عجمان ایسے ہی نہیں آئے مجھے پتہ تھا کچھ تو وجہ ہوگی۔“

“سر آپ کی حرکتیں بھی مجھ سے چھپی ہوئی نہیں ہیں۔۔” احکام منہ بنا کر بولا تو کامل جھینپ گیا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے دوست بھی تھے۔

لیکن کام کے وقت کامل ایک سخت گیر باس ہوتا تھا۔

اور احکام کو بھی کام کے وقت مستی مذاق پسند نہیں تھا۔

مینجر کو کچن میں باندھا ہے۔ کچھ دیر میں خبر لوں گا۔ تم جاؤ جہاں جانا چاہتے ہو۔

وہ سر کھجاتا بولا تو احکام اس کی حرکت پر مسکرا دیا۔

آج نجانے کیوں اس کا دل گھبرا رہا تھا۔ جیسے وہ لڑکی کسی مصیبت میں ہو۔

دل کی بے چینی کو ختم کرنے ہی وہ علایہ سے ملنے جا رہا تھا۔

کامل کچن کی طرف بڑھا تو وہ باہر اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

کاشان کے ساتھ مختلف جگہ پر گھومتی وہ خوشی سے ساری فکریں بھول گئی تھی۔۔ کاشان اس کو مسکراتا دیکھ کر خود بھی جیسے کئی برس بعد زندگی جی رہا تھا۔ شاپنگ کرتے وقت وہ ایک ایک چیز زارا کے لیے پسند کر رہا تھا کئی ڈھیر کپڑے اس نے خرید ے تھے۔

وہ اب بھی ماسک میں تھی۔ کاشان نے بھی چہرے پر ماسک لگایا تھا وہ اس وقت عام شہری کی طرح گھوم رہا تھا۔

وہ دبئی مال کے اکیوریم میں جا کر جیسے کھو سی گئی تھی۔ خوشی سے اچھلتی وہ بنا اپنی مسکراہٹ دکھائے کاشان کو بتا رہی تھی کہ وہ کتنی خوش ہے۔

مچھلیوں کے درمیان خود کو محسوس کرتی وہ خود بھی جیسے خوشی سے لہرا رہی تھی۔

"ڈانسنگ فاؤنٹین شو دیکھو گی۔

کاشان نے کندھے کر گرد بازو پھیلا کر اس کے قریب جھک کر پوچھا۔
وہ جھینپ کر مسکرا دی۔

کاشان اس کی اداؤں پر دیوانہ ہو رہا تھا۔
"ابھی اس میں تھوڑا وقت ہے وہ سورج غروب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے تو تم یہاں بیٹھو میں بس کچھ دیر میں آتا ہوں۔ یہاں سے کہیں نہیں جانا۔

وہ اپنا موبائل دیکھ کر بولا جہاں اس کے خاص آدمی نے اسے میسج بھیجا تھا۔ کویت کا صدر وہاں آچکا تھا۔۔ یہ میٹنگ پوری طرح خفیہ رکھی گئی تھی۔۔ وہ اس کے ساتھ کچھ ڈیلنگ کرنا چاہتا تھا۔

تبھی اسے یہاں بلایا تھا۔

زارا نے سہم کر اس کا ہاتھ پکڑا۔ تو وہ آنکھوں میں نرمی لاتا اسے حوصلہ دینے لگا۔

میں پورے دس منٹ بعد لوٹ آؤں گا۔ اتنا تم کچھ کھا لو۔ وہ جانتا تھا اس نے ناشتے کے بعد سے کچھ نہیں کھایا۔ آپ آجائیں پھر میں کھا لوں گی۔ وہ جھجک کر بولی تو کاشان مسکرا دیا۔ میں دس منٹ بعد آؤں گا تم اتنا فرائز انجوائے کرو”۔ وہ چند سنیکس ویٹر سے لے کر اس“ کے سامنے رکھتا اس کا گال تھپتھپاتے بولا۔

ڈرنا مت میں تمہارے پاس ہی ہوں بس آنکھیں بند کر کے مجھے محسوس کر لینا”۔ اس کا سر چومتا پیچھے ہٹا۔

زارا نے سر ہلایا تو فوڈ کیفے سے نکل کر اوپر والی بلڈنگ میں بڑھ گیا۔

وہ آج پھر پچھلے راستے سے آیا تھا۔

علایہ کا کمرہ سنسان تھا۔ اسے آج گھر میں خاصی چہل پہل لگی تھی۔ نوکر نیچے والے پورشن میں شاید کچھ کام کررہے تھے۔

پیلس کافی بڑا تھا۔ اور کافی بھول بھلیوں والا راستہ تھا۔

ابھی شام ہونے میں کچھ وقت تھا۔ لیکن وہ آگیا تھا۔ اس کا دل بے چین تھا۔

وہ کمرے کو یاد کرتا اسی طرف بڑھا۔ کمرے کا دروازہ کھولنا چاہا تو وہ لاک تھا۔

اسے شدید پریشانی نے گھیر لیا تھا۔

وہ کمرے کے دروازے سے ہٹ کر پچھلی طرف آیا جہاں روم کی ونڈو تھی۔

ونڈو بند تھی۔ احکام کا دل گھبرا رہا تھا۔

اس نے ہلکی سی دستک دی تو روتی ہوئی علایہ چونک گئی۔ پہلے دروازے پر اور پھر کھڑکی پر دستک سنتی وہ حیران ہوئی۔

وہ بھاگ کر ونڈو کے پاس آئی ۔ دستک ایک بار پھر ہوئی ۔ تو وہ آنسو صاف کرتی کھڑکی کھولنے لگی ۔

گرلی والی کھڑکی کو لاک لگا ہوا تھا ۔

اس نے ونڈو کھولی تو سامنے ہی اسے احکام نظر آیا ۔

علایہ کی آنکھیں پھیل گئی وہ شدت سے روتی ونڈو سے چپکی ۔

احکام کو وہ ہمیشہ ہنستی مسکراتی ملی تھی لیکن آج وہ رو رہی تھی ۔

اس کا گال سوجا ہوا تھا ۔ احکام کو فکر ہونے لگی ۔

کس نے کیا ہے ؟ وہ ماتھے پر بل ڈالے سختی سے پوچھنے لگا ۔

مجھے شادی نہیں کرنی مجھے بچا لو میں یہاں نہیں رہنا چاہتی غنی نے مجھے یہاں بند کر دیا ہے ۔” ۔ وہ ہچکیاں لیتی روتی احکام کو بے چین کر گئی ۔

گرل سے ہاتھ ڈال کر اس نے علایہ کا گال چھوا جو گرم ہو رہا تھا ۔

رونا بند کرو ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں کیا مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو ؟“ احکام نے اس کا ہاتھ تھاما جو بخار سے تپ رہا تھا ۔

علایہ نے فوراً سر ہلایا ۔ تو وہ بھی سکون کا سانس لینے لگا ۔

کب ہے شادی ؟ احکام نے پوچھا تو اس نے روتے ہوئے بتایا ۔

کل ہم دونوں کا نکاح ہوگا۔ تم تیار رہنا تمہارا نکاح مجھ سے ہی ہوگا۔ میری زندگی ہو تم "میری خوشی ہو تم میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔ تم نے گھبرانا نہیں ہے۔۔ میں تمہاری لوکیشن ٹریس کرلوں گا۔"

اس کا گال سہلا کر اس نے علایہ کو حوصلہ دیا تھا۔

علایہ نے روتے روتے سر ہلا دیا تھا۔

چہرے پر ماسک لگا کر وہ میٹنگ روم میں داخل ہوا۔ یہ ایک شاپ کی بیک سائیڈ تھی جہاں ایک خفیہ روم تھا۔ جہاں پر وہ خفیہ میٹنگ کرتے تھے۔

اندر بیٹھا آدمی بھی اپنا حلیہ بدل کر آیا تھا۔

تین آدمی اور وہ اکیلا تھا۔

میٹنگ میں کئی باتیں ہوئی۔ سات منٹ گزر گئے تھے اس کے ذہن میں زارا کی فکر گونج رہی تھی۔

کویت کے صدر سے باتیں کرتا وہ موبائل دیکھنے لگا۔ ۔ جہاں پر ایک ان نون نمبر سے میسج تھا۔

خطرے کی گھنٹی کاشان کو محسوس ہوئی۔

اس نے فوراً میسج دیکھا۔

اپنی ایک دن کی حسین بیوی کو باہر اکیلا بٹھا کر آ گئے ہو۔ جانتے نہیں ہو وہ کتنی خوبصورت ہے اور ایسی خوبصورتی مالز میں بیٹھی نہیں بلکہ دل بہلاتے اچھی لگتی ہے۔"

"تھینکیو مجھے اپنی پیاری چیز دینے کے لیے۔ ۔ ۔ ۔

کاشان کو لگا اس کا دل رک گیا ہے۔

اس نے سامنے دیکھا۔ اور پھر ایک دم کھڑا ہو گیا تھا۔

روم سے نکل کر وہ تیزی سے باہر بھاگا تھا۔

وہ تیزی سے باہر بھاگا تھا۔ چہرے پر پسینہ چمکنے لگا۔ دل کی دھڑکن بڑھ گئی تھی۔

اس نے بے اختیار اللہ کو پکارا تھا۔ اور یہ دوسری مرتبہ تھا جب اسے اللہ یاد آیا تھا۔

یا اللہ میری زارا ٹھیک ہو۔ وہ ٹھیک ہو۔ ۔ اسے کچھ مت کرنا"۔ وہ مٹھیاں بند کرتے دیوانہ وار دل میں دہرا رہا تھا۔

وہ فوڈ کیفے میں آیا تو وہاں زارا نہیں تھی۔

اس کی فرائزا ایسے ہی پڑی تھی۔ وہ کاؤنٹر کے پاس آیا اور وہاں کھڑے لوگوں سے پوچھنے لگا۔

لیکن سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

زارا!!! ایک دم وہ اونچی آواز میں پکارنے لگا۔

مال میں موجود لوگ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ وہ سیڑھیوں کے قریب پکارتا ایک دیوانہ عاشق لگ رہا تھا۔

اس کے چہرے ماسک نہیں تھا۔ اب اسے فکر نہیں تھی کہ لوگ اس کو جان جاتے۔

اس کے میسج کی رنگ ٹون دوبارہ بجی۔ تو اس نے موبائل سامنے کیا۔

جہاں ایک اور میسج تھا۔ کتنے اچھے لگ رہے ہو دیوانہ وار اپنی بیوی اپنی جان کو پکارتے ہوئے اور وہ یہاں بے ہوش میری بانہوں میں ہے۔

کہتے ہو تو تصویر سینڈ کرتا ہوں۔

کاشان کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتا اونچی آواز میں چیخا تھا۔ یہ خیال ہی جان نکال رہا تھا۔ اس کے جینے کی وجہ کسی غیر کی بانہوں میں۔۔۔۔

موبائل ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ ابھی تو وہ لڑکی اسے ملی تھی ابھی سے اس نے اسے کھو دیا تھا۔ کیا اس کا خوشیوں پر کوئی حق نہیں تھا۔

اس کا دل چاہا خود کو ختم کر دے۔ لیکن وہ سانس بھرتا اٹھا اور سیدھا کھڑا ہوا۔

اس نے میسج والا نمبر دیکھا۔ وہ دبئی کا ہی نمبر تھا۔ وہ ٹریس کروا سکتا تھا۔

اس نے نمبر کاپی کر کے کامل کو سینڈ کیا۔ اور نیچے اس کے لیے ایک میسج چھوڑا۔

تیزی سے وہ مال سے نکلنے کے لیے باہر بھاگا۔ لیکن ایک طرف رش دیکھ کر وہ رکا تھا۔

وہ تیزی سے اس طرف بڑھا۔ رش کو دور ہٹاتے وہ اندر آیا تو اس کی آنکھوں کو یقین کرنا مشکل لگا۔

سامنے اس کا سکون اس کی زارا زمین پر گری ہوئی تھی وہ بے حجاب تھی۔

کاشان نے بے تابانہ اسے پکارا اور جا کر بانہوں میں بھرا۔

زارا میری جان """"" سینے میں بھیچتا وہ سسکنے لگا۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ کسی لڑکی کے لیے اس حد تک پاگل ہو جائے گا وہ ابھی کل ہی تو ملی تھی۔ اور آج اسے کچھ دیر لیے کھو کر ایسا لگا جیسے وہ کبھی زندہ تھا ہی نہیں۔

پانی لاؤ """"۔ وہ زور سے عربی میں بولا۔

اس کی شاندار پرسنیلٹی اور اونچے لمبے قد اور خوبصورت لباس کی وجہ سے سب وہاں سہمے ہوئے تھے۔

ایک گارڈ پانی لایا تھا۔ وہ پانی کے چند چھینٹے اس کے منہ پر مار کر دیوانہ وار اسے پکارنے لگا۔

وہ ہوش میں لوٹ رہی تھی۔ کاشان نے اسے گود میں اٹھایا اور لفٹ کی طرف بڑھا۔

لوگ حیرت سے اسے دیکھنے لگے تھے لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔

زارا ہوش کرو دیکھو میں ہوں ادھر میری طرف دیکھو ””” “”۔

کاشان کا دل اب بھی شدت سے دھڑک رہا تھا۔

وہ کئی جانوں کا قاتل آدمی آج ایک لڑکی کے لیے پاگل دیوانہ بن رہا تھا۔

زارا نے سر تھام کر آنکھیں کھولی۔ تو کاشان نے سینے سے لگا کر سر چوما۔

یا اللہ تیرا شکر ہے۔””” اس کے منہ سے شکر کی دعا نکلی تھی۔

وہ کاشان کو حیرت سے دیکھنے لگی اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھی۔

”زارا کیا ہوا تھا۔ تم وہاں سے کیوں اٹھی تھی۔؟“

کاشان نے نرمی سے پوچھا۔ وہ اب سختی سے بات کر کے کام نہیں بگاڑنا چاہتا تھا۔

میں وہی بیٹھی تھی آپ گئے تو میں اکیلی ہو گئی تھی۔ وہاں ایک ٹوم کا سٹیوم میں آدمی آیا“ سب کو فری جوس کے چھوٹے کپ دینے لگا۔ اس نے مجھے بھی دیا تھا۔ میں نے منع کیا تو وہ سب کو دینے کا اشارہ دے کر پینے کو کہنے لگا۔

سب بچے سب لوگ پی رہے تھے مجھے اچھا نہیں لگا تو میں نے دو سپ لے لیے“۔

وہ سر جھکاتی بولی جیسے شرمندہ تھی۔

کاشان کی سرخ آنکھوں میں اس وقت آگ کی لپک تھی۔ اس نے بنا کچھ کہے زارا کو سینے سے لگایا۔

زارا نے آنکھیں بند کر لی تھی۔ اسے لگا وہ ڈانٹے گا۔ لیکن وہ بجائے ڈانٹنے کے سینے سے لگائے بیٹھا تھا۔

وہ جان گیا تھا یہ کس کی حرکت ہو گی۔

بزل شیخ تم میرے ہاتھوں نہیں بچو گے جس بل میں چھپ کر بیٹھے ہو اسی بل میں سانپ“ بن کر گھس جاؤں گا“۔

وہ دل میں عہد کرکے زارا کو سامنے کرنے لگا۔

زارا نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولی۔ تو وہ اب اسے گھور رہا تھا۔

دل کر رہا ہے ایک تھپڑ تمہارے منہ پر ماردوں۔ لیکن مار کر بھی میرا نقصان ہوگا۔ گال“ ”تمہارا سوج جائے گا دل میں درد مجھے ہوگا۔ اس لیے رہنے ہی دیتا ہوں۔

اس کی تھپڑ والی بات پر زارا کانپی تو اگلی بات پر حیران ہوئی۔

سبز نگینوں سے پھر سے برسات شروع ہونے لگی تو کاشان نے ہونٹ بھینچ لیے۔

”اگر تم روئی ناں تو میں نے تمہیں یہیں چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ پھر جی بھر کر رونا“ انگلی اٹھا کر اس نے دھمکی دی تو وہ اس کے سینے سے چپکی۔

کاشان اس کی نازک سی حرکت پر پہلی مرتبہ مسکرایا۔ وہ اس کی پناہوں میں چھپتی بالکل بچی ہی لگ رہی تھی۔۔

اسے سیدھا بٹھا کر اس نے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

سر مینجر کا کیا کرنا ہے؟ ”احکام کی کال پر کاشان نے سوتی ہوئی زارا کو دیکھا۔

وہ گلابی نائٹ سوٹ میں بالوں کو تکیے پر پھیلائے سو رہی تھی۔

وہ کافی تھک گئی تھی کچھ اس نشیلے جوس نے اس کے دماغ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

کاشان اس سے ناراض رہا تھا۔ زارا نے دو بار بات کرنے کی کوشش کی تو اس نے سخت نگاہوں سے گھورا۔ وہ معصوم منہ بناتی چپ چاپ لیٹ گئی تھی۔

اسے مارنا مت کیونکہ اس کی بھی ایک فیملی ہے۔ اسے ایسی کڑی سزا دو کہ وہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرے۔

سر مجھے آپ سے ایک اور بات کرنی ہے۔

احکام کے لہجے میں بے قراری دیکھتا وہ سمجھ گیا تھا۔

بولو کیا ہوا؟ کاشان نے زارا کے بالوں کو سمیٹا۔

سر وہ غنی زبردستی علایہ کا نکاح کر رہا ہے”۔ وہ چند لفظ کہہ کر خاموش ہو گیا۔ “

کل کے لیے اچھا سا ڈریس خرید لو۔ مٹھائی کے ٹوکرے اور دلہن کا جوڑا بھی خرید لینا۔ ایک“ بہن اس نے بنا موجودگی کے رخصت کی تھی اب دوسری بہن وہ اپنی چھایا میں رخصت کرے گا۔۔ غنی سے ابھی حساب لینا باقی ہے لیکن پہلے اس کی بہن کو بچانا ضروری ہے”۔

احکام کو ہنسی آئی تو اس نے ضبط کر لی تھی۔

تھینکیو سر وہ مشکور ہوا تھا۔

کلب میں رات گزارنا چاہتے ہو؟ """" کاشان کی دھمکی پر اس نے جھرجھری لی۔

"سوری سر۔۔۔

آج رات کلب میں ہی گزارو گے۔ اور میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا """""۔ اس نے کال کاٹ دی تھی۔

کاشان کی بات پر اس کا سر پیٹنے کو دل چاہا تھا جو تھینکس اور سوری کہہ کر پھنس گیا تھا۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو کاشان کمرے میں نہیں تھا۔

رات نشیلے جوس کی وجہ سے وہ زیادہ دیر جاگ نہیں پائی۔ کل اسے کاشان کی حالت دیکھ کر رشک بھی محسوس ہوا۔ کیسے دیوانوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں میں دیوانگی تھی۔

سر میں اب بھی ہلکا ہلکا درد تھا۔

وہ فریش ہونے کے لیے واش روم کی طرف بڑھی۔ کچھ دیر بعد باہر آئی۔ تب بھی کاشان کمرے میں نہیں تھا۔

وہ باہر بھی نہیں جا سکتی تھی۔

وہ کمرہ دیکھنے لگی۔ کمرہ بہت خوبصورتی سے سجا ہوا تھا۔

بیڈ وارڈروب اور چھوٹا سا ڈریسنگ روم تھا۔

جگہ جگہ سینریز تھیں جن پر جانوروں اور کنگ کی تصویریں تھی۔

رات والے ڈریس کو دیکھ کر اسے الجھن ہونے لگی تو وہ کپڑے تلاشنے لگی۔

اسے ڈر بھی تھا کہیں وارڈروب کھولنے سے کاشان غصہ نہ ہو لیکن اسے چینج بھی کرنا تھا۔

آنکھیں بند کرکے سانس لے کر اس نے وارڈروب کھولی۔

سامنے ہی کاشان جے کپڑے تھے جو ایک ترتیب سے ہنگر میں تھے۔

اس کی نظر سامنے گئی تو خوف سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

سامنے ہی ایک کافی بڑا چاقو ایک بلیک کلر کی گن پڑی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی ایک کٹر بھی تھا۔

زارا نے پٹ سے دروازہ بند کر کے وارڈروب سے ٹیک لگا لی تھی۔ وہ خوف سے سفید پڑنے لگی۔

ڈر یہ نہیں تھا کہ اس نے چاقو پہلے نہیں دیکھے تھے۔ بلکہ وہ چاقو دو دھاری تھی۔ جو کچن میں ہر گز استعمال نہیں ہو سکتا تھا۔

کٹر بھی عجیب و غریب تھا۔

وہ آنکھیں بند کیے خوف پر قابو پانی لگی۔

کیا ہوا کس سے ڈر رہی ہو؟ """" اپنے قریب کاشان کی آواز سن کر وہ خوف سے اچھلی۔ اور "چیخ ماری۔

کاشان نے فوراً اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ دیا وہ خوف سے کانپتی ہاتھ ہٹانے لگی۔

کاشان کو اس کے ماتھے پر پسینہ نظر آیا تھا۔

""""کیا ہوا ہے؟ ایسا کیا دیکھ لیا ہے۔؟ جو چیخ رہی ہو۔

زارا کی زبان ہی گنگ ہو گئی تھی وہ کیا خاک بولتی۔

اس نے آنکھیں نیچی کر کے ہاتھ ہٹانے کو کہا تو کاشان نے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔

آپ کیا ہیں کون ہیں اور مجھ سے شادی کیوں کی ہے، دیکھیں میں آپ کو نہیں جانتی """"" لیکن آپ نے اس دن مجھے بچایا تھا۔ اس کے لیے میں شکریہ کہتی ہوں۔ لیکن مجھے آپ سے خوف آرہا ہے۔ خدا کا واسطہ مجھے چھوڑ دیں"۔۔۔

وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگی۔ کاشان اس وقت سوٹ بوٹ میں تھا۔

اس کے براؤن بال پیچھے جمے ہوئے تھے۔

کاشان اس کی ساری باتیں سن کر خاموش رہا۔

"میں ایک انسان ہوں۔ جیسے سب ہوتے ہیں"""۔ وہ عام لہجے میں کہنے لگا۔

زارا نے نفی میں سر ہلایا۔

آپ انسان نہیں خونی ہے۔ میں جان گئی ہوں وہ چاقو وہ گن وہ کٹر۔۔۔ یا اللہ میں کہاں پھنس گئی ہوں۔ وہ اپنے بال نوچتی بولی تو کاشان کو اس کی حرکت زہر لگی تھی۔

""""کیا کر رہی ہو زارا تمہارے سر میں پہلے ہی درد ہے اوپر سے تم خود کو اذیت دے رہی ہو"""""۔

کاشان نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے تھے۔

میری اذیت تکلیف کی اگر اتنی پرواہ ہے تو مجھے سچ بتا دیں اور یہاں سے جانے دیں۔ میں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔""""

کاشان کی رگیں پھولنے لگی تھیں۔ غصے کا بڑھاؤ چہرے پر چھلکنے لگا۔ زارا نے اس کا چہرہ دیکھا تھا۔

ایک دم اس نے وارڈروب پر زور سے ہاتھ مارا تھا۔

وارڈورب تھرتھرا کر رہ گئی تھی۔ اور زارا سانس لینا ہی بھول گئی تھی

تم بے وقوف ہو؟"""" کاشان نے دانت پیس کر کہا۔

زارا نے حیرت سے اسے دیکھا۔

مجھے لگتا تھا میری بیوی سمجھدار ہوگی۔ وہ اپنوں کا اصل چہرہ دیکھ کر مجھ پر شاید اعتبار کرلے۔ لیکن میں پاگل انسان ہوں۔ جو دو دن پہلے آئی لڑکی کو اعتبار کرنے کا کہہ رہا ہوں۔ حالانکہ وہ جانتی ہی نہیں ہے کہ میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ وہ یہ بھی نہیں جانتی کہ میں اس کے کل زرا سے کھودینے پر کس طرح پاگل دیوانہ بنا تھا نہ اسے یہ پتہ ہے

کہ میں اسے اپنا سکون کہتا ہوں اور نہ ہی اسے یہ پتہ ہے کہ اگر وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئی تو میں مر جاؤں گا۔

”اگر وہ میری ریاست سے نکلی تو زندہ وہ بھی نہیں رہے گی۔ ہوں ناں میں پاگل انسان؟؟

کاشان نے اس کے سبز نگینوں میں دیکھا تو زارا نے شرم سے نظر جھکا لی۔

وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا۔ وہ اس کی محبت اس کی فکر دیکھ چکی تھی پھر بھی یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

“میں اب تمہیں نہیں روکوں گا اگر تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میرے آنے سے پہلے یہاں سے چلی جانا۔ میں دو دن سے تمہیں اپنے ساتھ ہونے کا احساس دلا رہا تھا لیکن تمہیں یہ احساس چاہیے ہی نہیں ہے۔ اس لیے تم جہاں جانا چاہو چلی جانا۔ لیکن جانے کے بعد کبھی میری موت کی خبر مل گئی تو میرا چہرہ دیکھنے بھی نہ آنا۔”

اس کی سنگین بات پر زارا کانپ کر رہ گئی۔ اس نے کاشان کے منہ پر ہاتھ رکھنا چاہا تو اس نے وہی ہاتھ پکڑ کر روک دیا۔

“تم چلی جاؤ تو اچھا ہو گا۔ ابھی دو دن ہوئے ہیں اور میں کافی سالوں سے تنہا ہوں۔ اب بھی رہ لوں گا۔”

وہ وارڈروب سے ہٹا تو زارا کو لگا وہ کسی چھایا سے نکل گئی ہو۔ اور اکیلی دھوپ میں کھڑی ہوگئی ہو۔

وہ مرر کے آگے کھڑا ہو کر بال سیٹ کرنے لگا اس نے پرفیوم چھڑکی تھی۔ زارا نے اس کا چہرہ دیکھنا چاہا لیکن اس نے چھپا لیا تھا۔ وہ کوٹ سیٹ کر کے کمرے سے نکل گیا۔ زارا کو لگا وہ اس کا دل بھی ساتھ لے کر جا رہا ہے۔ اس نے تو سوچا تھا وہ اسے مارے گا پیٹے گا لیکن اس نے تو زارا کا دل ہی جنجھوڑ دیا تھا۔

وہ کمرے سے نکلا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

ساری تیاری ہوگئی ہے؟" احکام سے پوچھ کر اس نے سامنے دیکھا۔ وہ آج کافی ہینڈسم لگ رہا تھا۔

احکام نے وائٹ پینٹ کوٹ پہنا تھا۔ جو اس پر کافی پیارا لگ رہا تھا۔

کاشان کی آنکھیں آج خاموش تھی۔ وہ جتنا بھی جلاد ظالم انسان تھا لیکن اس کی براؤن آنکھوں میں کہی نہ کہی زندگی کی خوشیاں نظر آتی تھی۔

سر آپ ٹھیک ہیں؟ زارا میم ٹھیک ہیں” ۔ احکام نے پوچھا تو اس نے سر ہلا دیا۔ “

نکاح کے لیے دیر ہو رہی ہے۔ اور ابھی غنی کو نہیں پکڑنا۔ مجھے اس کے ابھی بہت سے “ راز جاننے ہیں۔ ابھی ہم نکاح کریں گے پھر اگلے دن غنی پر حملہ کریں گے” ۔

کاشان اپنی پلیننگ بتانے لگا۔

کامل بھی وہی تھا جو سر ہلا کر رہ گیا۔

وہ دو دن سے یہاں بند تھی۔

اجیہ نے اسے کھانا بھی دو وقت کا دیا تھا جو اس نے گرا دیا تھا۔ اب تو اس کی حالت خراب ہونے لگی تھی۔

وہ پانی کے لیے تڑپ رہی تھی۔ لیکن گھر میں کوئی ہوتا تو اسے دیکھتا۔۔

وہ دروازہ پیٹ پیٹ کر تھک گئی تھی۔ اب تو ہاتھ بھی درد کرنے لگے تھے۔

بھوک سے اس کا چکر آنے لگے تھے وہ لہرا کر زمین پر گر گئی تھی۔

باہر فلیٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔

علایہ کی حالت رو رو کر بری ہو گئی تھی۔ احکام کا کچھ پتہ نہیں تھا۔

غنی نے اسے جوڑا لا کر دیا تو اس نے نیچے گرا دیا۔ اس نے دو تھپڑ مارے تھے۔ گال پورا سوجا ہوا تھا۔ اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

بیوٹیشن نے اسے زبردستی تیار کیا تھا۔

اسے اب نیچے لیجایا جانے لگا تو وہ سسکیاں بھرنے لگی۔

نیچے بزل شیخ اور اس کا بیٹا اذبل شیخ اور کچھ آدمی موجود تھے۔

وہ بہادر لڑکی تھی لیکن آج وہ ڈر رہی تھی۔

اذبل شیخ ایک لمبا چوڑا مرد تھا۔ جسے دیکھ کر خوف ہی آتا تھا۔ اس کے چہرے پر کرختگی تھی۔

علایہ کی سانسیں خشک ہونے لگی تھی۔

قاضی صاحب نے نکاح شروع کیا۔

علایہ کو لگا وہ مر ہی جائے گی۔ اس نے ہاتھ میں تھامی چوڑی کلائی پر دبا لی۔

قاضی نے نکاح پڑھا تو اسے لگا جیسے کسی نے چاقو گردن میں گھسیڑ دیا ہو۔ وہ اپنی بازو زخمی کرنے لگی تھی۔

غنی نے اسے دیکھا تو پاس آیا۔ اور چوڑی لے کر دور پھینک دی۔ اس کا ہاتھ سختی سے تھاما۔

باہر ایک دم گولیوں کا شور بلند ہوا تھا۔

بزل شیخ کو خطرے کی گھنٹی محسوس ہوئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پچھلے دروازے کی طرف بھاگا۔

غنی نے حیرت سے اسے دیکھا لیکن اس کا جانا بھی یہاں سے ضروری تھا۔

اذبل شیخ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

علایہ کو جیسے سکون کا سانس آیا تھا۔ اس نے غنی سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ اور دروازے کی طرف بھاگی تھی

سامنے دو اونچے لمبے مردوں کو دیکھ کر غنی کی گن پر گرفت مضبوط ہوئی۔

قاضی صاحب اپنی جگہ سے کھڑے ہو چکے تھے۔

قاضی صاحب آپ بیٹھیں ابھی آپ کی بہت ضرورت ہے۔ کاشان چہرے پر ماسک لگائے آگے آ کر بولنے لگا۔

علایہ سوجے گال اور زخمی ہونٹ سے مسکرائی۔ وہ آ گیا تھا۔ وہ اپنے وعدے کا سچا تھا۔

غنی نے گولی چلائی تو کاشان اوٹ میں ہوتا اپنی گن سے نشانہ لیتا گولی چلا گیا۔

گن غنی کے ہاتھ سے دور جا گری تھی۔ "نشانہ لگانا ہر کسی کو نہیں آتا۔ اور ایول کنگ کا نشانہ ایسے ہی خطا نہیں ہو جاتا"۔

ایول کنگ؟ "غنی کے ہونٹ بڑبڑائے۔

حیران تو علایہ بھی تھی۔ ایول کنگ کو کون نہیں جانتا تھا۔ دبئی کا سب سے بڑا ڈان سب سے بڑا جلاد تھا وہ۔۔۔ قتل کرنا اسے کے لیے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کئی انڈر گراؤنڈ ڈے اس نے چٹکیوں میں ختم کیے تھے۔
اس کے نام کی دہشت سے کئی غنڈے کانپتے تھے۔
علایہ نے احکام کو دیکھا جو سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔

علایہ کا سوجا چہرہ اس کا خون جلا رہا تھا۔

اذبل شیخ بھی حیرت کا مجسمہ تھا۔

یہ تو اذبل شیخ ہے"""" کاشان نے احکام کو دیکھا۔

جو بڑبڑا رہا تھا۔

احکام سٹاپ" اس نے آہستہ سے کہا۔

"قاضی صاحب پرسوں غنی بھائی نے ایک بہن کو غیر موجودگی میں رخصت کیا تھا۔ آج وہ اپنی دوسری بہن کو اپنی موجودگی میں رخصت کرے گا۔"

غنی نے حیرت سے اسے دیکھا۔

زارا کی شادی ایول کنگ سے۔؟؟ اس کا یہ سوچ کر خون کھولنے لگا۔

کاشان کے آدمیوں نے وہاں سب کو نرغے میں لیا تھا۔

غنی مضبوط آدمیوں کی گرفت میں پھڑپھڑانے لگا۔

احکام چلتا ہوا علایہ کے پاس آیا۔ جواب رو رہی تھی۔ اس نے کبھی اسے روتا ہوا نہیں دیکھا تھا۔

نہیں یہ نکاح نہیں ہوگا۔ چھوڑو مجھے۔۔ مجھ سے زارا کو چھینا اب میری بہن کے ساتھ تم یہ نہیں کرسکتے"۔ غنی چیخا تھا۔

ٹیپ لگاؤ اس کے منہ پر۔۔ کاشان کی دھاڑ پر گارڈ نے ٹیپ اس کے منہ پر لگا دی تھی۔

"چلو نکاح شروع کرو۔"

کاشان نے ہاتھ کے اشارے سے کہا تو احکام نے مدد طلب نظروں سے کاشان کو دیکھا۔

جاؤ چینج کرواؤ"۔ وہ سمجھ گیا تھا۔

احکام بیگ لے کر علایہ کی طرف آیا۔ وہ نکاح اپنے لائے ڈریس میں کروانا چاہتا تھا۔

وہ علایہ کے قریب آیا تو وہ سسکتی ہوئی رونے لگی گال میں درد بڑھ گیا تھا۔

احکام نے نرمی سے گال چھو کر اس کو آنکھوں سے اشارہ دیا۔

اس کی آنکھوں میں تیرتے سرخ ڈورے گواہ تھے وہ علایہ کو تکلیف میں دیکھ کر بہت مشکل سے برداشت کر رہا ہے۔

وہ ڈریس لے کر اندر بڑھی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ چینج کر کے آئی تو احکام کو نظر ہٹانا مشکل لگا۔

سرخ رنگ کے بھاری لباس میں وہ پری ہی لگ رہی تھی۔

چلو غنی بھائی ولی کی حیثیت سے آگے آؤ"۔ پین اس نے غنی کے ہاتھ میں پکڑایا۔ "

اذبل شیخ بھی ششدر کھڑا تھا۔ "تم بھی آجاؤ اپنی بہن کا نکاح ہے ایسے ہی تو نہیں ہوگا۔ بھائیوں کو شامل ہونا چاہیے"۔

ایول کنگ کی مضحکہ خیز بات پر علایہ اور احکام بھی مسکرا دیئے۔

غنی کی لاکھ کوششوں کے باوجود بھی نکاح نہیں ٹل سکا تھا۔

علایہ کے دھڑکتے دل کو بھی سکون محسوس ہوا۔

وہ بدتمیز سا شخص اس کی قسمت میں لکھ دیا گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر شکر کا مقام اس کے لیے کیا ہوتا؟؟

ایول کنگ شاہانہ چال چلتے غنی کی طرف آیا جواب سرخ آنکھوں سے اسے گھور کر تباہ کر دینا چاہتا تھا۔

کاشان ماسک لگے چہرے کے ساتھ مسکرایا۔ غنی کی آنکھوں میں جھانک کر اس نے دو منٹ دیکھا۔ اس کے منہ سے ٹیپ ہٹادی۔

پھر ایک دم ہاتھ اٹھا کر چار پانچ گھونسے اس کے منہ پر دے مارے۔

غنی کی آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے تھے۔

وہ تمہاری بہن تھی جس کے منہ پر تم نے نشان چھوڑے ہیں بہنوں کو تو پھولوں کی چھڑی سے بھی نہیں چھونا چاہیے۔ اور تم نے اپنے ان ہاتھوں سے تھپڑ مار دیے"۔

گریبان سے پکڑ کر اس نے غنی کو کہا۔

"اب میری بیوی کا بدلہ تم سے لوں گا۔ جسے تم نے اذیت دی۔ تکلیف دی۔ تمہاری وجہ سے وہ مرنا چاہتی تھی۔ جس وجہ سے میں نے اسے اذیت دی"۔

غنی کو لگا وہ اب کچھ پل ہی زندہ رہے گا۔ مقابل کی آنکھوں میں جنون خیزی تھی۔

گارڈ کو پیچھے ہٹنے کا کہہ کر اس نے اپنا گھٹنہ زور سے اس کے پیٹ میں مارا۔

گریبان سے پکڑے ہی اس نے دو چار کرارے تھپڑ غنی کو مارے۔ منہ سے خون اگلتا وہ زمین پر گرا۔

کاشان نے اس کے سینے پر بھاری بوٹ رکھا تھا۔

تم سب نے مجھے بہت کمزور سمجھا تھا۔ لیکن ایول کنگ اپنے دشمن کو بھاگنے کا موقع دیتا ہے۔ وہ اتنا بھگاتا ہے کہ دشمن خود مرنے کے لیے واپس آتا ہے
بزل شیخ جو ابھی پچھلے دروازے سے نکل کر بھاگا ہے اس سے کہنا ایول کنگ کو بھولنا مت کیونکہ ایول کنگ اپنا بدلہ اس سے ضرور لے گا۔ اپنے باپ کو سمجھا دینا۔ بہت ادھار باقی ہے۔"

اذبل شیخ کو کہا تو وہ ہل کر رہ گیا۔
لیکن صحیح وقت صحیح موقع پر"۔۔۔"

ایک ٹھوکر اس نے پسلی پر ماری تو غنی کراہنے لگا۔

اس نے علایہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دی تھی۔

احکام نے بازو علایہ کے گرد پھیلائی اور اسے لیے باہر کہ طرف بڑھا۔

ایک دم گولی کی آواز گونجی۔ اور گولی کاشان کا بازو زخمی کر گئی۔

علایہ چیخی تھی جبکہ احکام نے فوراً اس کا بازو تھاما۔

وہ کراہ کر مڑا تھا۔ غنی کے سوجے خون آلود چہرے پر کمینگی تھی۔

کاشان نے اپنی گن سے دوبارہ اس کے ہاتھ کا نشانہ لے کر گولی چلائی۔ اس مرتبہ گولی نے ہاتھ کے پرخچے اڑائے تھے۔

میں اتنا ہی بدلہ لیتا ہوں جتنا کوئی حق دار ہو۔ بازو پر رومال رکھ کر وہ غنی کو تکلیف میں چھوڑتا وہاں سے نکلا تھا۔

سر آپ کو گولی لگی ہے ڈریسنگ کروالیں”۔ احکام کی حالت خراب ہوئی تھی۔ جبکہ علایہ “ بھی اس شخص کی تکلیف دے کر رو رہی تھی۔

کاشان نے شدت سے لب بھینچے۔ درد جسم میں پھیل رہا تھا۔

تم دونوں جاؤ۔ میں خود کچھ کرلوں گا”۔ “

کاشان نے انہیں جانے کو کہا۔ کامل بھی وہاں نہیں تھا۔ اسے کچھ ضروری کام کے لیے بھیجا تھا۔

سر نہیں پلیز آپ ایسا مت کریں۔ احکام نے اب کاشان کا بازو پکڑلیا تھا۔

میرا کسی ہاسپٹل جانا ٹھیک نہیں ہے۔ ڈاکٹر کو گارڈ لینے گیا ہے۔ یہیں گاڑی میں ڈریسنگ “ کرواؤں گا۔ تمہارا ابھی گھر جانا ضروری ہے۔ زارا کو کچھ مت بتانا۔

”میں کچھ دیر میں آجاؤں گا۔

احکام اب بھی بضد تھا۔ لیکن کاشان کی گھوری سے وہ وہاں سے نکلا تھا کیونکہ ڈاکٹر آچکا تھا۔ گولی بس چھو کر ہی گزری تھی لیکن درد حد سے زیادہ تھا۔

کچھ دیر میں ڈاکٹر نے ڈریسنگ کرکے اسے پین کلر بھی لگا دیا تھا۔

زارا بے چینی کی حالت میں تھی۔ کاشان کے سخت لفظ آج اس کے دل کو بھی زخمی کر گئے تھے۔۔

وہ ایسے کیسے اپنے مرنے کی بات کر سکتا تھا۔ ہاں وہ ڈر گئی تھی وہ اس سے دور جانا چاہتی تھی۔ لیکن اس کا دل فریاد کر رہا تھا کہ وہ کیسے اس کے بغیر رہے گی۔ ایک دن میں اس نے اتنی خوشیاں اس کی جھولی میں بھر دی تھی کہ وہ اس کی قرض دار ہی ہو گئی تھی۔

لیکن وہ چاقو گن کٹڑ بتا رہے تھے وہ کوئی عام انسان نہیں ہو سکتا وہ ضرور کوئی غنڈہ یا قاتل تھا۔

وہ ایک قاتل کے ساتھ کیسے رہ سکتی تھی۔ دل کہہ رہا تھا وہ ایک اچھا انسان ہے دماغ اسے مجرم کہہ رہا تھا۔ لیکن وہ غنی کی طرح درندہ نہیں تھا۔ اس نے زارا کو ایک پرسنٹ بھی تکلیف نہیں دی تھی۔ بلکہ اس کی بدتمیزی کو بھی پیار سے ہینڈل کیا تھا۔

کیا وہ ستمگر بن رہی تھی۔

صبح سے شام ہو گئی تھی خانساماں نے کھانے کا پوچھا اس نے انکار کر دیا تھا۔ وہ کمرے سے ہی نکلی تھی۔ کاشان بھی نا جانے کہاں تھا۔؟

باہر شور ہوا تو اس کا دل دھڑک گیا۔ ۔ اسے لگا تھا کاشان آگیا ہے وہ اٹھ کر باہر بھاگی تو حیران رہ گئی تھی۔

سامنے علایہ اور احکام تھے۔ علایہ کو دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔ وہ یہاں کیسے آ سکتی ہے اور وہ دلہن کیوں بنی ہوئی تھی۔ ؟

وہ ڈر کر پیچھے ہونے لگی تو علایہ اس کے گلے آ لگی۔

سوری زارا میں نے تمہیں ہمیشہ تکلیف دی تھی۔ ہمیشہ تم سے لڑائی کی تھی۔ لیکن زارا میں دعا بھی کرتی تھی کہ تمہاری شادی غنی بھائی سے نہ ہو۔ ۔ وہ گلے لگ کر بولتی زارا کو حیران کر رہی تھی۔

بھابھی یہ میری بیوی ہے۔ "احکام نے ہی اس کا تعارف کروایا۔ تو زارا روتے روتے" ہنس دی۔

اس نے علایہ کو گلے لگا کر ساری کدورتیں ختم کر ڈالی تھیں۔

بہت مبارک ہو احکام بھائی"۔ زارا نے انہیں مبارک دی۔ "

آپ مجھے بتاتے تو میں اچھا سا استقبال کرتی۔

بھابھی آپ کل کر لیجیے گا کیونکہ یہ بلا اب یہی رہے گی"۔ "

وہ پر مزاح سا بولا تو علایہ نے چڑ کر اسے دیکھا جو اسے بلا کہہ رہا تھا۔۔ احکام نے کندھے اچکا دیے۔

زارا ہنس دی۔

احکام بھائی کاشان کہاں ہیں؟ اس نے دروازے کی طرف دیکھا۔ اور ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

بھابھی وہ رات تک آجائیں گے ”۔ “

رات تو ہوگئی ہے وہ ٹھیک ہیں ناں۔ زارا کے سوال پر وہ پریشان ہوا تھا۔

ہاں زارا وہ ٹھیک ہیں کاشان بھائی نے ہی ہمارا نکاح کروایا ہے۔ وہ بس ضروری کام “ کے لیے وہاں رک گئے ہیں”۔ علایہ نے اسے حوصلہ دیا تھا۔

سوری میں اپنی پریشانی میں آپ دونوں کو بھول گئی۔ آئیں آپ کمرے میں چلیں ”۔ “

وہ انہیں لیے روم کی طرف جانے لگی۔۔

کمرے میں جگہ جگہ دیئیے روشن تھے۔ علایہ رومان پرور منظر دیکھ کر کانپ کر رہ گئی۔

احکام نے اس کا ہاتھ زور سے دبایا۔

میں کچھ کھانے کو بھجواتی ہوں آپ ریسٹ کریں۔

زارا کہتی باہر نکلنے لگی۔ لیکن احکام نے روک دیا تھا۔

بھابھی بھوک نہیں ہے۔ آپ بھی ریسٹ کریں”۔ “

زارا سر ہلاتی باہر آ گئی تھی۔

احکام نے کامل کو اطلاع کر دی تھی اب وہ موبائل پر کاشان کی حالت کا پوچھ رہا تھا۔

کامل نے اسے تسلی دی تھی۔ اور اپنے آنے کا بھی بتا دیا تھا۔۔

علایہ اس کی مصروفیت دیکھ کر کچھ ریلکس ہوئی۔ وہ بہت بولڈ لڑکی تھی لیکن آج وہ احکام کی بیوی بن کر کمرے میں تھی۔۔ جسے اس نے دل سے قبول کیا تھا۔ لیکن اب تنہائی میں وہ گھبرا بھی رہی تھی۔

احکام موبائل رکھ کر واپس مڑا تو علایہ چپ چاپ کھڑی تھی۔

کسے ڈھونڈ رہی ہو میں تو یہاں ہوں۔ اس کے کندھے پر تھوڑی رکھتا وہ گھمبیر تا سے بولنے لگا۔

علایہ نے شرم سے آنکھیں بند کی تو احکام مسکرا دیا۔

اس کے سوجے گال پر نظر پڑی تو اس نے علایہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھر لیا۔

وہ سجے سنورے حلیے میں اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔

میرا دل چاہ رہا تھا میں غنی کو جان سے مار دیتا جس نے میری جان کو تکلیف دی“ ”تھی۔ لیکن وہ تمہارا بھائی ہے۔ اس لیے میں نے اسے بخش دیا۔

اس کے جان کہنے پر علایہ کی دراز پلکیں لرز گئی۔

احکام نے جھک کر اس کی ننھی سی ناک چھولی۔

”جانتی ہو تم جیسی بدتمیز لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔“

احکام کی اگلی بات پر اس نے کاٹ دار نگاہ اس پر ڈالی تو اس کے چہرے پر کمینی سی مسکراہٹ تھی۔۔

علایہ نے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔ لیکن احکام نے گرفت مضبوط کرلی۔

”پوری بات سن لو۔“

”مجھے نہیں سننی“

علایہ کو غصہ آرہا تھا۔ لیکن احکام بولنے لگا۔

مجھے یہ بدتمیز لڑکی اتنی اچھی لگی تھی دل کیا اسے اپنا بنالوں کیونکہ مجھ جیسے معصوم شریف“ اور اچھے انسان کو تم ہی ڈیزرو کرتی ہو۔”

احکام نے اس کے دونوں گال چھو کر زخموں کا اذالہ کیا تھا۔

علایہ کانپ کر رہ گئی۔ لیکن اسے احکام کا معصوم شریف کہنا ہضم نہیں ہوا تھا۔

کچھ کھاؤ گی؟" احکام نے نازک پیشانی چوم کر کہا تھا۔

پہلے تم یہ کہو کہ تم معصوم شریف اور اچھے بالکل نہیں ہو ورنہ ان لفظوں کی بدہضمی سے مجھے نیند نہیں آئے گی

علایہ کی بات پر احکام پہلے حیران ہوا اور پھر ہنستا چلا گیا۔ علایہ نے آنکھیں گھمائی۔

"تم سچ میں میرے لیے ایک بلا ہی ہو۔ جواب روز میرا خون پیئے گی۔

اس کی طرف جھک کر بولتا وہ علایہ کو دہکا گیا تھا۔

اور میں بالکل نہیں کہوں گا کہ میں اچھا شریف اور معصوم نہیں ہوں۔ کیونکہ آج رات میں "
"تمہیں واقعی ہی سونے نہیں دینا چاہتا۔

تم بہت بے شرم ہو"۔ علایہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ اس کے گال گلابی ہو گئے تھے۔ "

ایسا ویسا ابھی تو شروعات ہے آگے آگے دیکھو بے شرمی کے بہت مظاہرے دیکھو " گی"۔ اس کو سینے میں بھینچتا وہ کان مین بولا۔ علایہ کانپ کر رہ گئی تھی۔ اس کی من مانیاں بھڑنے لگی تھی۔

زارا اب بھوک سے نڈھال ہو چکی تھی کاشان کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس کا دل ہی نہیں تھا وہ کچھ کھاتی۔

اس کے پاس کوئی موبائل بھی نہیں تھا۔

گھڑی کی طرف دیکھا تو ایک بج رہا تھا۔

اسے اب رونا آنے لگا تھا۔

روتے روتے وہ اونگھتی نیند کی وادیوں میں گم ہوئی تو دروازہ آرام سے کھلا۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھی سامنے الجھے حلیے میں سفید شرٹ کو خون سے رنگی دیکھتی وہ حیران ہوئی۔ اس نے چیخ کر دونوں ہاتھ منہ پر رکھے۔ آنسو گالوں پر بہنے لگے تھے۔

کاشان نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا۔ اور انجان بنتا آگے بڑھا۔ لیکن ایک دم وہ رک گیا تھا۔

کیا ہوا یہ کیسے ہوا؟؟" وہ بازو کو چھونے لگی کاشان نے آنکھیں بند کرلی۔

"دور ہو جاؤ زارا۔"

وہ اب بھی نرمی سے بولا۔

مجھے بتائیں یہ کیسے ہوا؟؟؟" وہ چیخ کر پوچھنے لگی۔ "

بدتمیزی نہیں کرو مجھے ریسٹ کرنا ہے""۔ اس نے بازو سے پکڑا سے پیچھے کیا تو نازک سی" لڑکی اس کے سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"سوری کاشان میں بہت بری ہوں کاشان میری وجہ سے ہوا یہ سب۔۔۔ "

کاشان کو لگا اس کی ساری تکلیف ختم ہوگئی ہے۔

ساری ناراضگی ایک دم دور ہوگئی تھی۔ اس نے زارا کو باہوں میں بھرا تھا۔

اس کے ریشمی بال سہلا کر وہ اسے حوصلہ دینے لگا جو اس کو سختی سے پکڑے کھڑی تھی جیسے وہ پھر چلا جائے گا۔

کچھ نہیں ہوا چھوٹا سا ایکسڈنٹ ہوگیا تھا۔ تم پریشان مت ہو۔ ""

کاشان نے نرمی سے اس کے ریشمی بالوں پر ہونٹ رکھے تھے۔ اپنی تکلیف کو نظر انداز کرتے وہ اسے لیے بیڈ پر آیا۔۔

زارا سسکتے ہوئے دور ہوئی اور اس کے بازو کو نرمی سے چھو کر ایک بار پھر رو دی۔

"میری وجہ سے ہوا میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ "

کاشان نے بنا کچھ کہے بانہوں میں سمیٹ کر بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

اس کی شرٹ بھگوتی وہ نیند میں بھی بڑبڑاتی رہی تھی۔

اس کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو بیڈ پر پایا تھا۔

نقاہت اب بھی تھی۔

اس نے کمرے میں نظر دوڑائی تو وہ اپنے کمرے میں ہی تھی۔

نقاہت سے اس سے بولنا مشکل ہو رہا تھا۔ ہمت کرتی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

سامنے نظر پڑی تو ایک جھٹکا سا لگا۔ اجنبی شخص اس کے سامنے موجود تھا۔

سادا کو لگا وہ کسی کے چنگل میں پھنس گئی ہے۔

کک کون ہو تم؟؟ وہ سر پر ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگی۔

کامل نے نرمی سے اسے دیکھا تھا۔

وہ اٹھ کر اس کی طرف آیا تو وہ پیچھے کی طرف کھسکی۔

دیکھو میرے پاس مت آنا میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔

دھمکی آمیز انداز میں بولتی وہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ لے آئی تھی۔

میں کامل ہوں مجھے کاشان نے بھیجا ہے۔

وہ کچھ دور کھڑا ہو کر بولنے لگا تو سارا رک گئی۔

تم اندر کیسے آ گئے۔ ؟؟ وہ مشکوک ہو رہی تھی۔

دروازے سے آیا ہوں۔ کامل عام انداز میں بولا۔

کاشان نے اس دن تمہارے ہاتھ پر کارڈ رکھا تھا تو تم نے فون کیوں نہیں کیا؟؟

کامل کی بات پر اس نے نگاہ پھیر لی۔

ماما نے میرا موبائل لے لیا ہے۔ اور یہاں بند کر دیا تھا۔

تم چلے جاؤ یہاں سے ورنہ وہ تمہیں بھی مار دیں گی۔

وہ سہم کر بولی۔

کامل کو اس کی معصومیت پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

وہ مجھے کچھ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ فلحال گھر نہیں ہیں تبھی میں یہاں ہوں۔ تمہیں بس یہ کرنا ہے ان کے خفیہ کاموں کی ساری انفوریشن نکالنی ہے۔ "

میں جانتا ہوں تم یہ کر سکتی ہو۔ کیونکہ تم ایک بہادر اور اچھی لڑکی ہو"۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔

سارا کو اس کی نگاہوں میں جذبات کا الاؤ نظر آیا تو وہ نگاہ پھیرتی سٹپٹانے لگی۔

کامل کے لب مسکرا دیے۔

مجھے بھوک لگی ہے۔ وہ بات بدلنے کو بولی۔

کامل نے ٹیبل کی طرف اشارہ کیا تو وہ پیکنگ بیگ پڑا تھا۔

"اس میں تمہارے لیے کھانا ہے کھا لو۔ میں دو تین دن میں تم سے رابطہ کروں گا۔ مجھے پتہ ہے تمہاری ماں تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی"۔

"کیسے رابطہ کرو گے میرے پاس تو موبائل ہی نہیں ہے؟؟"

سارہ حیران ہوئی تھی۔

"وہ میرا کام ہے بس تم نے چوکنا رہنا ہے"۔ کامل کی ادھوری بات پر بھی وہ سر ہلانے لگی تھی۔

کچھ دیر میں وہ کھانا کھلا کر بیگ لیے وہاں سے نکل گیا تھا۔

بازو میں درد محسوس کرتے اس کی آنکھ کھلی تو زارا اس کی بازو پر سر رکھ کر مزے سے سو رہی تھی۔

"اچھی زبردستی ہے۔ میڈم ساتھ رہنا بھی نہیں چاہتی ہیں اور پاس آ کر ایمان بھی خراب کرتی ہیں"۔ وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

بازو میں اٹھتی ٹیسوں کو اس نے لبوں کو بھینچ کر دبایا۔

نرمی سے اس کا سر تکیے پر رکھ کر وہ شاور لینے کے لیے بڑھا۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تو زارا انگلیاں مسلتی کنارے پر تھی۔

کاشان نے بنا کچھ کہے شرٹ کے بٹن بند کیے اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔

زارا کا بڑھتا ہاتھ پہلو میں ہی گر گیا تھا۔

فریش سی علایہ گیلے بال سنوارتی احکام کو دیکھ رہی تھی. جس کے منہ کے بل بے سدھ سو رہا تھا۔

دل ہی دل میں اس نے رب کا شکر ادا کیا تھا۔ کہ اللہ نے اسے اتنا اچھا شوہر دیا تھا۔

اگر وہ بھٹک جاتی تو کیا کبھی ایسی قسمت پا لیتی۔

وہ گیلے بال کمر پر پھینکتی بیڈ کی طرف بڑھی۔

بارہ بج گئے تھے مگر نواب اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

مسٹر احکام اٹھ جائیں۔ ورنہ میں نے آپ کے یہ پیارا بال کاٹ دینے ہیں۔ ۔ اپنی شوخ طبعیت کے باعث وہ بال کھینچتے بولی۔

احکام کے بال کافی گھنے اور لمبے تھے۔ اس کی گردن پوری بالوں سے ڈھانپی ہوئی تھی۔

علایہ کو ان بالوں کو ہاتھ سے محسوس کرنے کا دل چاہا تو اس نے نرمی سے ان میں انگلیاں پھنسائی۔

ڈئیر بلا۔۔۔"۔ اگر اتنے پیار سے بالوں میں انگلیاں پھیر وگی تو میں معصوم شریف اور اچھا انسان ایک بار پھر بہک جاؤں گا"۔

وہ تکیے میں منہ دیئے بولا تو علایہ کے ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ رینگ گئی۔

مجھے بھوک لگی ہے اور تمہاری بہکنے کی تیاریاں ہی ختم نہیں ہو رہی"۔ وہ بال کھینچ کر بولی تو "احکام کراہ اٹھا۔۔

"تم سچ میں ایک ظالم بلا ہو"۔

وہ اٹھ کر بیٹھے نروٹھے پن سے بولنے لگا۔ لیکن اس کے کھلے کھلے حسین روپ پر وہ کچھ پل بول ہی نہیں پایا۔

"ویسے تم نے ساری تیاری کیا پہلے سے ہی کر کے رکھی ہوئی تھی؟؟

وہ اپنے کپڑوں کی طرف اشارہ کر کے بولنے لگی۔

اس وقت وہ لونگ ڈیپ مہرون میکسی پہن کر سادہ چہرے کے ساتھ بیٹھی تھی۔ لیکن سادگی میں بھی اس کے گال گلابی تھے۔ مڑی ہوئی پلکیں آنکھوں کو ڈھانپ رہی تھین۔

پرسوں شاپنگ کی تھی۔ نکاح کا جوڑا لیا تو سوچا میڈم کو اب ساتھ رکھنا ہے تو اس لیے دس بارہ جوڑے خرید لیے تاکہ اگلے کئی سال تک وہ مجھے تنگ نہ کرے"۔ وہ شرارت پن سے بول کر اسے اپنے قریب کر گیا۔

بہت کنجوس ہو تم۔۔ اور کیا یہ دس بارہ کپڑے میں کئی سال پہنوں گی۔ زیادہ شوخے ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم کل مجھے دوبارہ شاپنگ پر لے کر جاؤ گے"۔

وہ اس کی نظروں سے گھبراتی بولی تو احکام ہنسنے لگا۔

تم گھبراتے ہوئے اتنی پیاری لگتی ہو دل کرتا ہے میں تمہیں ہمیشہ پریشان کرتا رہوں" "۔

اس کے دونوں گال کھینچتا وہ ماتھے پر شدت بھرا لمس چھوڑنے لگا۔

احکام تم بہت بے شرم ہو۔ اٹھو مجھے بھوک لگی ہے۔ اگر میں باہر جا کر کہوں گی تو سب کہیں گے کتنی بدتمیز دلہن ہے جو خود کھانے کو مانگ رہی ہے"۔

وہ آنکھیں گھماتی بولنے لگی۔۔ "میں دس منٹ میں آتا ہوں"۔

اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگاتا وہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

علایہ اپنا ہاتھ دیکھتی مسرور ہوئی۔ کل احکام نے بہت محبت سے اس کے ہاتھ میں یہ ڈائمنڈ کی رنگ پہنائی تھی۔ جو کافی خوبصورت تھی۔

کامل بھی آچکا تھا۔ سب نے خوشگوارانداز میں ناشتہ کیا تھا۔

زارا بھی چپ چاپ ناشتہ کرتی رہی۔ کاشان بالکل ہی لاپرواہ بنا ہوا تھا۔ زارا کو اس کی لاپرواہی ستا رہی تھی۔

وہ چپ چاپ اٹھ کر کمرے کی طرف چلی گئی تو کاشان نے اسے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ بے قرار تو تھا ہی لیکن وہ زارا کو احساس دلانا چاہتا تھا۔

احکام کو وہ ہنی مون پر بھیجنے کا سوچ چکا تھا۔

کامل کو اس نے سیکرٹ روم کی طرف آنے کا اشارہ دیا۔

اور خود اٹھ کر روم کی طرف بڑھنے لگا۔

علایہ اور احکام گرینڈما کے ساتھ باتیں کرنے لگے تھے۔

کامل میں اب تک بزل شیخ کو اس لیے مہلت دیتا آیا تھا کیونکہ میں اس کے مین پارٹنر تک پہنچنا چاہتا تھا۔ اور وہ پارٹنر کون ہے تم بھی جان گئے ہو؟؟

دبئی عجمان شارجہ میں چھوٹی عمر کے بچیوں کے ساتھ زیادتی بہت بڑھ گئی ہیں۔ ان سے اب کھلے عام دھندہ کروایا جاتا ہے۔

اور تم جانتے ہو یہ کام کرنے والے ہمیشہ چھوٹے گھرانوں کی لڑکیان لاتے ہیں اوران گھرانوں کی رضامندی بھی شامل ہوتی ہے۔

اب ہمیں اپنا مشن سٹارٹ کرنا ہوگا۔

میں اپنی فیملی کے قاتلوں کو ایسے ہی اب آزادنہ گھومتے نہیں دیکھ سکتا۔

آنکھوں کی سرخی کامل سے اوجھل نہیں رہی تھی۔

تمہیں آج ان کی یاد آرہی ہے ناں؟؟

"کامل کے سوال پر وہ تلخ انداز میں مسکرانے لگا۔ مجھے وہ کب یاد نہیں آتے کامل۔

کچھ زارا کی ستمگری بھری باتیں اور کچھ اپنے ماں باپ کی یاد وہ ٹوٹ رہا تھا۔

ہمت کرو اور ان کے لیے دعا کرو۔ پھپھو بہت اچھی تھیں۔ لیکن ان کی زندگی ہی اتنی لکھی ہوئی تھی۔

کامل اسے حوصلہ دینے لگا۔

تم آج کل شراب نہیں پی رہے؟؟ کامل نے حیرت سے اس کو دیکھا۔

کیا وہ بات بدلنے کے لیے بولا تھا۔

تم چاہتے تھے میں شراب نہ پیا کروں تو اس لیے چھوڑ دی۔

وہ نظر چرا کر بولا تو کامل قہقہ لگانے لگا۔

سو.جھوٹے مرے ہوگے پھر تم پیدا ہوئے. میرے کہنے پر شراب چھوڑنا ہاہاہا ویری فنی کاشان۔

وہ ہنستے ہوئے بولا تو کاشان نے گھوری سے اسے نواز دیا تھا۔

کامل منہ تڑوانا چاہتے ہو کیا؟؟ وہ غرا کر بولا تو کامل پھر ہنسنے لگا۔

حیران تو وہ خود تھا۔ دو تین دن سے اس نے شراب کو منہ بھی نہیں لگایا تھا۔ اور ایسا زارا کے آنے کی وجہ سے ہوا تھا۔ وہ بھی تو اس کے لیے نشے کی طرح ہی تھی جو اسے سکون دے رہی تھی۔ اسے سامنے دیکھ کر وہ سب بھول جاتا تھا۔

تم نے وہ نمبر ٹریس کروایا تھا۔؟؟ کاشان نے اس کی توجہ نمبر کی طرف دلوائی۔۔ کامل نے موبائل نکال کر سامنے کیا۔

یہ بزل شیخ کا نمبر نہیں ہے یہ کوئی اور ہے۔ ایسا لگتا ہے بزل شیخ اس کا صرف ہتھیار ہے۔

پھر کون ہو سکتا ہے؟؟ کاشان کے ماتھے پر بل آ گئے تھے۔

مجھے ایسا لگتا ہے اس کے پیچھے احکام کے باپ کا ہاتھ ہے۔

کامل نے نظر چرا کر کہا تھا۔

کاشان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو۔؟ صاف صاف بول دو۔۔

کاشان تمہارا صرف ایک دشمن نہیں ہے ہر جگہ کوئی نہ کوئی تمہارے خلاف ہے۔ اور احکام تو ہمارا خاص آدمی ہے وہ خاص آدمی سے بڑھ کر ہمارے بھائیوں جیسا ہے۔ تم جانتے ہو وہ اپنے باپ کے چنگل سے بچ کر کیسے بھاگا تھا۔

وہ اپنے بیٹے کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جائے گا۔

کاشان اپنی داڑھی سلجھانے لگا۔

چلو دیکھتے ہیں پردے کے پیچھے کون ہے۔ احکام کو اس بارے میں کچھ پتہ نہیں ہونا چاہیے۔

کاشان نے دروازے کو دیکھتے بولا تھا۔

وہ دو دن بعد آج گھر آیا تھا۔

کچھ میٹنگز اور کچھ نئے مال کی سمگلنگ کے لیے وہ کافی مصروف رہا تھا۔

زارا دیواروں کو دیکھتی اب اکتانے لگی تھی۔ کاشان کا غصہ ناراضگی ابھی تک تھی۔

آج وہ دو دن بعد گھر آیا تو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے زارا کا چہرہ دیکھا جو بے جان سی بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ وارڈروب سے ضروری سامان لیتا باہر کی طرف بڑھنے لگا۔

زارا کو اس کی لاپرواہی دیکھ کر شدید غصہ آیا تھا۔

کاشان میری بات سنیں۔۔ زارا کی پکار پر وہ مڑا تھا۔

اس کی سوجی سوجی آنکھیں گلابی لب اس کی توجہ کھینچ رہے تھے۔

اب تو دو دن ہو گئے ہیں سامان پیک کر لیا ہو گا تم نے ؟؟ کہاں جانا چاہتی ہو؟؟ کامل چھوڑ آئے گا۔”

کاشان نے دل جلاتے کہا تھا۔ زارا نے درد بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

میں کہیں نہیں جانا چاہتی” ۔ وہ چیخ کر بولی تو کاشان طنزیہ مسکرانے لگا۔“

کیوں اتنی جلدی کیا کایا پلٹ ہونے لگی جو تم ایسے کہہ رہی ہو۔ ؟” کاشان نے گھور کر اسے دیکھا تو زارا نے نظر چرالی۔“

میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں لیکن مجھے آپ کا سچ بھی جاننا ہے” ۔ “

وہ ڈرتے ڈرتے بولی تو کاشان نے سر تا پاؤں اسے گھورا۔

کیا جاننا چاہتی ہو؟" کاشان ضبط سے بولنے لگا۔ "

"وہی جو آپ کا سچ ہے۔

وہ نظر چراتی بولی۔ کاشان کو اس کی بے اعتباری نے گہری تکلیف دی تھی۔

تم اگر میری پہچان جان کر میرے ساتھ رہنے کا فیصلہ کرنا چاہتی ہو تو میں تمہیں بتا دوں" میں ایک خونی قاتل درندہ ہوں جواب تک ناجانے کتنے قتل کر چکا ہے۔ جو دن میں ناجانے کتنی بار پستول استعمال کرتا ہے۔ جو شرابی بھی ہے شراب کو وہ پانی کی طرح استعمال کرتا ہے۔ جس کا بال بال گناہ میں ڈوبا ہوا ہے"۔

کاشان پھٹ پڑا تھا۔ اسے زارا کی بے اعتباری پر افسوس ہونے لگا تھا۔

اب سوچ لینا اگر تم میرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو میں تمہیں وہی چھوڑ آؤں گا۔ لیکن" ایک بات یاد رکھنا میں تمہیں کبھی آزاد نہیں کروں گا"۔

وہ اپنی براؤن آنکھیں اس کے سبز نگینوں میں ڈالتا سختی سے بولا تھا۔

زارا کا رنگ لٹھے کی طرح سفید ہونے لگا۔ ۔

وہ اسے افسوس سے دیکھتا مڑا تھا۔

وارڈروب سے بوتل نکال کر وہ پیگ چڑھاتا زارا کو بھی دیکھنے لگا۔

ابھی کچھ دن پہلے ہی تو کامل اسے نہ پینے کا طعنہ دے رہا تھا۔ اور جس کی خاطر اس نے پینا“ چھوڑا تھا وہی اسے دوبارہ موقع دے گئی تھی”۔

زارا آگے بڑھ آئی۔ ایک جھٹکے میں اس نے بوتل دور پھینک دی۔

کانچ کی بوتل زمین پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوئی۔

یہ کیا حرکت تھی کیوں توڑی تم نے بوتل؟؟؟ ”“وہ گلاس پھینکتا چیختا تو زارا اعتماد بحال کرتی پیچھے ہوئی۔

میں ایول کنگ کی بیوی ہوں اور یہ حق مجھے ایول کنگ نے ہی دیا ہے”۔ ۔ وہ پیچھے ہو رہی“ تھی۔ وہ جوتے اتار کر پیچھے ہوئی۔

میرے معاملات میں ٹانگ مت اڑاؤ زارا۔ ورنہ میں ظالم جلاد بننے میں ایک منٹ نہیں“ لگاؤں گا”۔

وہ اس کے قریب آتا بولا۔ اس نے زارا کا جوتے اتارنا نوٹ کر لیا تھا۔

بن جائیں جلاد ظالم۔۔ کر لیں مجھ پر ظلم کیونکہ میں نے آپ کو ستایا ہے" "۔

وہ پیچھے ہو رہی تھی کانچ تھا کہ اس کے پاؤں میں گھس جاتا لیکن کاشان نے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

"پاگل ہوگئ ہو جو پیچھے نہیں دیکھ رہی۔

اسے سینے سے لگاتا وہ بکھری شراب اور کانچ کو گھور رہا تھا۔ جس کی وجہ سے ابھی وہ زخمی ہو جاتی۔

جب اتنی محبت کرتے ہیں تو کیوں ظالم بن رہے ہیں۔"

"کیوں مجھے دو دن اتنی چاہت دے کر بے قرار کر رہے ہیں۔

وہ سینے سے لگتی پھوٹ پھوٹ کر روئی۔

کاشان نے گرفت سخت کر لی۔

اس دن آپ نیند میں کچھ بول رہے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آئی تھی۔ لیکن آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ جانتے ہیں میں کتنا ڈر گئی تھی"""۔

آئندہ یہ حرکت مت کرنا۔ خود کو تکلیف دینے سے پہلے میرا چہرہ دیکھ لینا کیونکہ ایک تم ہو“ جسے میں کھونا نہیں چاہتا۔ جسے میں تھوڑی سی بھی تکلیف دے کر گناہ گار نہیں ہونا چاہتا۔ تم وہ ہو زارا جو کچھ عرصے میں ہی میرے دل پر قابض ہو گئی ہو۔ اب اگر تم زرا بھی “دور ہوئی تو میں مر جاؤں گا

شدت پسندی بولتا وہ زارا کے بال سہلا رہا تھا۔

میں اپنا ماضی فلحال تمہیں نہیں بتانا چاہتا۔ کیونکہ میں اپنی وجہ سے تمہاری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔۔ وہ چہرہ سامنے کیے بولا تھا۔

آئندہ ان سبز نگینوں پر ظلم مت کرنا۔ وہ دونوں آنکھوں کو چھو کر بولنے لگا۔

آج کے بعد آپ یہ گندی چیز منہ کو نہیں لگائیں گے۔

وہ ناراضگی سے بولی تو کاشان نے نفی میں سر ہلا کر اس کا ماتھا چوم لیا۔

ایک بار پھر سینے سے لگاتا وہ اسے چپ کروانے لگا تھا۔

اپارٹمنٹ کی بیل بجی تھی۔ بیل کی آواز آج کئی دن بعد سنائی دی تو کاشان چونک گیا۔

ان سب کے پاس ایک ایک چابی تھی۔ گارڈز رکھ کر وہ اپنے اس گھر کا پتہ نہیں دینا چاہتے تھے تبھی راستہ اور حلیہ بدل کر وہ گھر میں داخل ہوتے تھے۔

زارا ہمیشہ کی طرح کانپ گئی تھی۔

میں دیکھتا ہوں گھبراؤ نہیں۔ اس کا گال چھو کر وہ باہر نکلا۔

اپارٹمنٹ کا کھلا دروازہ سے نظر آنے والی ہستی کو دیکھتا وہ چونک گیا۔ آنکھوں میں بھی حیرت تھی۔

کالی چادر میں لپٹی لڑکی اور کوئی نہیں کاشان کی گرل فرینڈ جوہی ہی تھی۔

کاشان کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟ وہ غصہ سے دھاڑا تو وہ روتے ہوئے اس کے گلے سے آ لگی۔

دروازے کی اوٹ میں کھڑی زارا کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی۔۔

کون تھی وہ؟ جو اتنی بہادری سے کاشان کے گلے لگی تھی۔

کاشان نے فوراً پکڑکر اسے دور کردیا۔ چادر اس کے چہرے سے ہٹ گئی تو وہ مزید حیران ہوا تھا۔

اس کے چہرے پر جگہ جگہ مار پیٹ کے نشان تھے۔

جیسے کسی نے اسے بے درانہ طریقے سے مارا ہو۔

یہ کیا ہوا؟؟ وہ حیرت سے بولا۔

کاشان مجھے معاف کردو۔ میں نے تمہیں چھوڑکر اپنے گلے مصیبت لے لی تھی۔ کاشان تم بہت اچھے تھے۔ اس نے مجھے بہت مارا پیٹا۔

روتے روتے وہ بولتی ایک بار پھر کاشان کے قریب ہوگئی تھی۔۔

زارا نے زوردار آواز سے دروازہ بند کیا تھا۔

کاشان نے مڑکر پریشان نظروں سے اسے دیکھا۔

جوہی تم میرے پاس کیا لینے آئی ہو؟؟ زارا کی فکر ابھر رہی تھی اوپر سے جوہی بھی آگئی تھی۔

کاشان پلیز میرے پاس کوئی گھر نہیں ہے۔ پلیز مجھے یہاں رکھ لو۔ کچھ دن میں میں چلی جاؤں گی۔

وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگی تھی۔

اچھا اندر آجاؤ۔ وہ اسے لیے اندر آیا۔

تم بیٹھو میں ملازم کو کچھ لانے کا کہتا ہوں۔ اسے چھوٹے سے گیسٹ روم میں بٹھا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ جہاں زارا چکر کاٹ کاٹ کر نازک جان پر مصیبت لا چکی تھی۔

کاشان اندر آیا تو اس نے کاٹ دار نظروں سے کاشان کو دیکھا۔ اس کی نظروں میں بے وفائی کا خوف بھی تھا۔

زارا میری بات سنو۔۔ وہ اسے بازوؤں سے پکڑ کر پاس کرنے لگا۔

کاشان اس کے گلے لگنے سے ہی میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ آپ کی پیاری سے گرلفرینڈ ہے۔

کاشان کے چہرے پر سیریس مومنٹ پر بھی ہنسی آئی۔

زارا نے اس کی مسکراہٹ دیکھی تو خفگی سے اسے گھورنے لگی۔

تم کیوں فکر کر رہی ہو تم میری حلال بیوی ہو اور وہ حرام گرلفرینڈ۔

اس کے گال کھینچتا بولا تو زارا نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی۔

حلال بیوی کیا ہوتا ہے؟؟

جو تم ہو“ کاشان نے کندھے اچکائے۔“

جائیں اپنی گرلفرینڈ کے پاس جو آپ کو روتے ہوئے اپنا دکھ سنا رہی تھی۔

زارا کا یہ پیارا روٹھا انداز کاشان کو نہایت خوبصورت لگا تھا۔

تم کیوں جیلس ہو رہی ہو تم میری بیوی ہو اور وہ پیاری سی گرلفرینڈ۔۔ تم بے فکر رہو وہ“ ”تمہیں کچھ نہیں کہے گی۔ بہت معصوم ہے جوہی۔۔۔۔

اس کے سبز نگینوں والی پلکوں کو چھو کر وہ سرگوشی کرنے لگا تو زارا نے اس کے ہاتھ پر زور سے تھپڑ مارا۔ وہ اس کی حرکت پر قہقہ لگانے لگا۔

"آج تو تمہارے رنگ ڈھنگ ہی بدل گئے ہیں۔ خیر ہے ناں۔۔"

کاشان کو اس کا بیویوں والا روپ کافی پیارا لگ رہا تھا۔

وہ اس سے دور ہٹ کر کمرے کی چیزیں سیٹ کرنے لگی۔

کاشان جانتا تھا وہ غصے میں ہے۔ اس لیے چپ چاپ باہر نکل گیا تھا۔

جوہی اب بھی صوفے پر بیٹھی سسک رہی تھی۔

جوہی تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ زارا کے سامنے نرم چہرہ اب سفاک بن گیا تھا۔

کاشان میری مام ڈیڈ نے بھی مجھے قبول نہیں کیا تھا۔ اس لیے میں یہاں آ گئی۔

"کاشان میں اب اس شخص کے پاس نہیں جانا چاہتی مجھے بچا لو کاشان۔۔۔۔

وہ اس کے پاؤں میں گر گئی تھی۔

جوہی پلیز اٹھو یہاں سے" وہ اسے اٹھانے لگا۔

"کاشان مجھے معاف کر دو۔۔ میں اب کبھی تمہیں چھوڑ کر نہین جاؤں گی۔

جو ہی تم مجھے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ اب تم آؤ یا جاؤ مجھے پرواہ نہیں لیکن جب تک تمہارے زخم ٹھیک نہیں ہو جاتے تم یہی رہ سکتی ہو۔

اب میری بیوی میرے ساتھ ہے تو مجھے کسی کی بھی ضرورت نہیں رہی۔
جو ہی کے چہرے پر شدید حیرانگی تھی۔ کاشان نے شادی کیسے کر لی تھی۔ لیکن وہ تو اس سے محبت کا دعویدار اتھا۔

تم یہ کیسے کر سکتے ہو؟؟ وہ روتے روتے چیخی تو کاشان کے ماتھے پر بل آنے لگے۔
یہ تمہارا مسلہ نہیں ہے۔ تم اپنی حد میں رہو۔
وہ سختی سے بولنے لگا۔

میں تمہارے لیے کچھ کھانے کو بجھواتا ہوں۔ وہ کہہ کر تیزی سے باہر نکلا۔ اسے آج اس کا اہم مال آنا تھا۔

تم گھبرانا مت میں رات کو دس بجے آ جاؤں گا۔۔" اس کے ہاتھ پکڑ کر پیار سے ہدایت کرتا وہ زارا کا معصوم چہرہ دیکھ رہا تھا۔ جواب بھی غصے سے سرخ تھا۔

وہ جوہی سے ملی نہیں تھی کیونکہ اس کی شکل دیکھنے کو بھی اس کا دل نہیں تھا۔

احکام اور علایہ بھی گھر پر نہیں تھے۔ وہ ہنی مون پر گئے تھے

کاشان کو اب زارا کی فکر تھی۔ اپنی معصوم طبعیت کی وجہ سے وہ کہیں جوہی کے ہاتھوں بے وقوف نہ بن جاتی۔

تم جوہی کے پاس ہرگز نہیں جاؤگی۔ کیونکہ میں تمہیں سختی سے کہہ رہا ہوں۔ وہ آنکھوں سے گھورتا بولا تو زارا نے غصہ سے اسے دیکھا۔ اس کا لہجہ نرم ہی تھا۔

میں جانا بھی نہین چاہتی آپ کی لاج دلاری جوہی کے پاس۔۔۔" وہ خفگی سے بولنے لگی تو کاشان نے لاج دلاری پر اسے دیکھا۔

"کیا بول رہی ہو؟

کچھ نہیں جائیں۔۔" وہ اسے جانے کا کہنے لگی۔

"سوچ لو اگر چلا گیا تو کیا پتہ لوٹ کر نہ۔۔۔۔

اس کی ادھوری بات زارا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر روک دی۔

کاشان نے اس کا ہاتھ چوم کر سینے پر رکھ لیا تھا۔

وہ خفگی بھری نگاہ سے دیکھتی رونے کی تیاری پکڑنے لگی تو کاشان نے اسے ایک بار پھر گھورا۔

اپنا خیال رکھنا میں جلد آ جاؤں گا جوہی کو نوکر دیکھ لیں گے۔ بس کچھ دن وہ ہمارے ساتھ رہے گی پھر میں اسے خود بھیج دوں گا۔ اس کی حالت کافی خراب ہے۔

کاشان نے اسے سمجھایا تھا۔ وہ کچھ نہیں بولی۔ تو کاشان اسے سینے سے لگا تا کچھ دیر بعد باہر بڑھ گیا تھا۔

انفارمیشن پکی ہے ناں ؟؟" کاشان نے کامل کو دیکھا۔

وہ آج یہاں احکام کے باپ کی تلاش میں آئے تھے۔

وہ احکام کے آنے سے پہلے اسے پکڑنا چاہتے تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے احکام انہیں دیکھ کر ایک بار پھر اسی فیز میں چلا جائے جہاں سے انہوں نے مشکل سے نکالا تھا۔

مال شپ میں لوڈ ہو رہا تھا جب ایک دم فائرنگ ہونے لگی۔ وہ لوگ چوکنا ہوتے بڑے بڑے باکس کے پیچھے چھپنے لگے۔

بزل شیخ یہاں کیا کر رہا ہے؟؟ شپ میں موجود بزل شیخ کو دیکھ کر کاشان حیران ہوا۔

کاشان بزل شیخ نے چال چلی ہے۔ کامل بولا تو کاشان نے نفی میں سر ہلایا۔

یہ چال بزل شیخ جیسا عام انسان نہیں چل سکتا۔ یہ بزل شیخ کے مین آدمی کا کام ”“ ہے۔ انہیں یہ مال لے جانے دو۔ کچھ پانے کے لیے کچھ کھونا پڑتا ہے۔ ”””

کاشان تم پاگل ہو۔ کروڑوں کا مال ہے یہ۔۔۔ ” وہ چیخ کر بولا۔

یہ مال دوبارہ کاشان ازغن کی ملکیت ہی بنے گا۔ فکر مت کرو۔ ابھی صرف تم تماشہ دیکھو۔ ”

کامل نے دانت پیسے لیکن کچھ کہا نہیں تھا۔ فائرنگ جاری تھی لیکن جیسے ہی شپ سمندر کنارے سے آگے بڑھا۔ ہر طرف خاموشی ہوگئ تھی۔

کاشان کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ جبکہ کامل اسے دیکھ رہا تھا۔

وہ لوگ ہنی مون کے لیے سنگاپور آئے تھے۔
احکام اسے کافی جگہ پر گھما کراب ہوٹل کی طرف بڑھ رہا تھا۔

وہ گاڑی سے اتر کر ہوٹل کی بلڈنگ میں داخل ہونے لگے تھے۔ جب احکام کو کسی نے آواز دی۔

احکام چونک کر مڑا تھا۔ سامنے ہی ایک آدمی ٹوپی سر پر لیے لانگ جیکٹ اور بھاری بوٹ میں چھپا ہوا لگ رہا تھا۔

تم یہاں کھڑی ہو جاؤ۔ میں ابھی آتا ہوں۔ احکام علایہ کو کہتا آگے بڑھا۔

علایہ دونوں کو دیکھنے لگی تھی۔

"کیا ہے کون ہو تم اور میرا نام کیسے جانتے ہو؟؟

احکام نے سرد لہجے میں کہا۔ تو وہ آدمی طنزیہ مسکرانے لگا۔۔ ادریس کمال بادشاہ کو بھولو مت وہ اب بھی تمہیں کھوج رہا ہے۔

اور بیٹے باپ سے اتنا دور رہے تو اچھی بات نہیں ہے۔

احکام کو لگا وہ یہی گر جائے گا۔ اس کا سراغ ڈھونڈ کر وہ کیا یہاں بھی آ گئے تھے۔؟؟

احکام کی سرخ و سفید رنگت پیلی پڑنے لگی۔ لیکن وہ اپنے خوف پر قابو پانے لگا تھا۔

احکام نے علایہ کو دیکھا تھا۔ جو مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

اسے کہو میں دبئی آ کر ان سے ملوں گا۔ مجھے یہاں تنگ نہ کریں۔

وہ سختی سے بولتا علایہ کی طرف آیا۔

کون تھا احکام؟؟... علایہ حیرت سے پوچھنے لگی۔

کوئی نہیں راستہ پوچھ رہا تھا۔

تم آؤ میرے ساتھ۔ اس کے گرد بازو پھیلا کر وہ آگے بڑھنے لگا تھا۔

زارا چکر لگا لگا کر اب اکتا چکی تھی۔ اسے کاشان کی فکر ہو رہی تھی وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔ ایک بج گیا تھا۔ اس نے دس بجے آنے کو کہا تھا۔

وہ اکتا کر باہر نکلی تو گیسٹ روم کی لائٹ جلتے دیکھ کر وہ اس طرف آ گئی۔

اس نے دروازہ کھولا تو اندر دھوئیں نے اس کا استقبال کیا۔

وہ حیران پھٹی آنکھوں سے جوہی کو دیکھنے لگی۔ جو سیگریٹ بہت مزے سے پی رہی تھی۔

جوہی کی نظر اس پر پڑی تو وہ زخمی چہرے کے ساتھ اسے دیکھتی ہنسنے لگی۔

"تم ہو کاشان کی بیوی؟؟

زارا اس کو اب بھی حیران طریقے سے دیکھ رہی تھی۔ اتنی عجیب لڑکی کاشان کی گرلفرینڈ۔۔؟

کافی پیاری ہو لڑکی۔۔ وہ اٹھ کر زارا کے پاس آئی تو زارا پیچھے کھسکنے لگی۔

"اے تم تو بہت ڈرپوک ہو۔۔ ایول کنگ کی بیوی ڈرپوک چڑیا۔۔۔

وہ ہذیاتی قہقہ لگاتی اسے بازو سے پکڑنے لگی۔

زارا کا رنگ سفید پڑ گیا۔

اس نے بازو چھڑوانا چاہا تو اس نے سختی سے پکڑ لیا۔

وہ خوف سے چیختی اس سے پہلے ہی جوہی نے سیگریٹ اس کے منہ کے سامنے کر کے خوف سے ڈرا دیا تھا۔

چیخنا مت ورنہ تمہارا چہرہ اپنے جیسا خراب کر دوں گی۔ وہ سرخ آنکھوں سے گھورتی زارا کی جان نکالنے والی ہو گئی تھی۔

زارا نے اسے دھکا دیا تھا۔ تیزی سے وہ کمرے سے باہر بھاگی۔ اپنے کمرے میں آ کر وہ کمفرٹ میں چھپتی کانپنے لگی تھی۔۔

وہ کمرے میں آ تو گئی تھی لیکن اس کی دھڑکن اب بھی قابو میں نہیں آئی تھی۔

اسے لگ رہا تھا اگر وہ کمفرٹ ہٹائے گی تو جو ہی آ جائے گی۔

کاشان بھی ابھی تک نہیں آیا تھا۔ وہ کئی سخت باتیں منہ میں ہی بڑبڑا چکی تھی۔

وہ آج کاشان سے لڑنے والی تھی جو دس بجے کا کہہ کر ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔

سر درد کی وجہ سے اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

احکام کیا ہوا تم پریشان لگ رہے ہو؟؟ کل رات سے وہ کھویا سا تھا۔

علایہ نے اس کا چہرہ چھو کر کہا تو وہ چونک گیا۔

نہین سب ٹھیک ہے۔

وہ کہہ کر مسکرایا تھا۔

سچ کہہ رہے ہو وہ مشکوک ہونے لگی تو احکام نے اس کے گال کھینچ دیے۔

تم کچھ کھاؤگی ؟؟ اسے یاد آیا اس نے علایہ سے کھانے کا نہیں پوچھا تھا۔

شکر ہے تمہیں خیال آگیا ورنہ جب میں اوپر پہنچ جاتی شاید تب تم پوچھتے۔

وہ آنکھیں گھما کر بولی تو احکام نے اسے غصے سے گھورا تھا۔

الٹی باتیں مت کیا کرو۔ وہ غصے سے کہنے لگا۔

اتنی محبت کرتے ہو مجھ سے۔ علایہ نے حسرت سے پوچھا تھا۔

بہت زیادہ محبت کرتا ہوں۔ اتنی کے میں تمہیں بتا نہیں سکتا۔ تم جیسی چڑیل لڑکی مجھے پسند آئے گی میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔

وہ سیریس بات کو مذاق کی طرف موڑ گیا تھا۔

کتنے بدتمیز ہو ناں تم۔۔۔ وہ دانت پیسنے لگی۔

بیڈ سے اترتی وہ بال سمیٹ رہی تھی۔ غصے سے ناک سرخ ہو رہی تھی۔

احکام بیڈ سے اترتا اسے بانہوں میں بھرنے لگا اس کے بال بکھر گئے تھے۔

تم سے سیریس اظہار کرتے ہوئے مجھے نا جانے کیوں ہنسی آجاتی ہے۔۔ وہ اس کے کان میں کہتا چیخا تھا۔

احکام۔۔۔۔۔۔ ””””””علایہ اس کے بال نوچنے کو مڑی تو احکام نے اسے بانہوں میں بھر لیا تھا۔

میری خونخوار بلا۔۔۔ ”وہ گدگدی کرتا اپنی پریشانی چھپا گیا تھا۔

وہ بیڈ پر کمفرٹ میں دبکی تھی۔ ماتھے پر بل تھے۔ جبکہ گلابی لبوں کو وہ دانتوں سے دباتی اس کی تیاریاں دیکھ رہی تھی۔

رات وہ لیٹ آیا تھا۔ اور آکر اس نے بتانا بھی گوارہ نہیں کیا تھا۔

اب جب آنکھ کھلی تو وہ تیار ہو رہا تھا۔

زارا کو شدید غصہ آنے لگا۔ کل سے جو ہی آئی تھی اور کل سے ہی وہ بدلا بدلا لگ رہا تھا۔

سفید شرٹ کے بٹن ہمیشہ کی طرح کھلے تھے۔

زارا نے سٹپٹا کر نظر بدل لی لیکن وہ بھی شاید تنگ کرنے کے موڈ میں تھا۔

ڈریسنگ سے ایک پرفیوم اٹھا کر اس نے اچھی طرح سپرے کیا۔

وہ کچھ گنگنا بھی رہا تھا۔ جبکہ زارا اس کی تیاریاں دیکھتی بیزاری محسوس کرنے لگی۔

کچھ پرفیوم اس نے ہوا میں بھی سپرے کیا تو تیز خوشبو زارا کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ اسے زوردار چھینک آئی تھی۔

واٹ ہیپنڈ؟؟؟ کیا تمہیں پرفیوم سے الرجی ہے۔ وہ آئی برو اچکا کر مڑا تو زارا نے ایک اور چھینک مار کر اسے گھورا۔

وہ بیڈ کے قریب آگیا تھا۔ شرٹ کے بٹن اب بھی کھلے تھے۔

بٹن بند کرلیں کسی کے کمرے میں ایسے آزاد نہیں گھومتے۔

وہ ٹیبل سے ٹشو اٹھا کر ناک پونچھتی غصہ میں بولی۔

کاشان اس کا کسی کے کمرے کہنے پر حیران ہوا۔

سیریسلی!!! کسی کا کمرا؟؟؟؟ میڈم یہ میرا کمرا ہے۔ اگر تم غور کرو تو پہلے یہ میرا کمرا تھا۔ اب تم آگئی ہو۔

وہ ارد گرد نظر دوڑا کر کہنے لگا تو زارا ہچکچائی۔

لانے والے بھی آپ تھے تو پھر اب میرا بھی کمرا ہے وہ اکڑ کر بولی۔

کاشان نے اوہ کہہ کر ہونٹ سکوڑے۔

زارا نے گردن اکڑائی تھی۔

ویسے میں کول لگ رہا ہوں ناں۔ ؟؟ آئی مین ہاٹ۔۔

تم کتنی خوش قسمت جسے میرے جیسا ہینڈسم شخص ملا۔

وہ خوش فہمی سے بولا تو زرا نے منہ بنایا۔

"واٹ ایور۔۔۔۔

میں سب سمجھ رہا ہوں تم اندر سے خوش ہو اوپر سے .بس ظاہر کر رہی ہو۔ یو نو واٹ لڑکیوں کی اوٹ پٹانگ حرکتیں۔

وہ جلدی سے قریب ہو کر سبز آنکھوں کو دیکھتے بولا۔

زارا نے آنکھیں گھما کر اس کی بات کا حظ اٹھایا۔

اب تم شرما کر لاپرواہ نہ بنو۔ زارا کی پلکیں لرزنے لگیں۔

وہ اس کے شرمانے کو انجوائے کرنے لگا۔

اچھا یہ زرا بٹن تو بند کر دو۔ وہ قریب آ کر بولا تو زارا پیچھے ہوئی۔

آپ کے ہاتھ ہیں خود کر لیں۔

اس وقت سفید شرٹ اور ٹراؤزر پہنے عام حلیے میں تھی۔۔

نہیں میں تم سے کروانا چاہتا ہوں۔

کاشان نے اپنی انگلیوں سے بال پیچھے کیے۔
گلابی ہوتی ننھی سی ناک نے کاشان کی توجہ کھینچی تو وہ نرمی سے ناک چومتا دور ہوا تو وہ مزید گلابی پڑی۔
وہ اس کی شرمیلی حرکتیں وہ خوب انجوائے کر رہا تھا۔

"بٹن بند کردو مجھے دیر ہو رہی ہے۔ سنائی نہیں دے رہا؟؟؟؟
لہجے کی سختی نے زارا کی حالت غیر کی۔
وہ اب بھی ڈر جاتی تھی۔
جلدی سے اٹھ کر وہ بٹن بند کرنے لگی تھی۔ یہ بھی خیال نہیں رہا کہ وہ اس کے قریب آگئی ہے۔
اس نے زارا کو پاس کر لیا تھا۔
زارا آنکھیں پھیلاتی سینے سے ٹکرائی۔

"زارا تم بہت ڈرپوک سی ہو اگر ایول کنگ کی کوئین تو بہادر ہوتی تو کتنا اچھا ہوتا۔۔

زارا نے اسے گھورا۔

تم کافی خوبصورت بھی ہو، وہ انگوٹھے سے اس کا گال سہلاتا بولا تھا۔

وہ شرم سے گلابی ہونے لگی تھی۔

وہ اسے ہٹانے لگی تو کاشان نے سختی سے اسے پکڑا۔

کاشان چھوڑیں پلیز۔ اسے جو ہی یاد آئی تو وہ غصے سے بولی۔

کیوں چھوڑوں میں اپنی حلال بیوی سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

حلال کی بیوی؟؟ وہ اس کے الفاظ پر حیران ہوتے بولی۔

ہاں نہ پہلے حرام لڑکیوں سے دل بہلاتا تھا اب حلال بیوی مل گئی تو اب مجھے پرمٹ حاصل ہوگیا ہے۔

وہ شوخ پن سے بولا زارا طیش سے سرخ ہوئی۔

اس نے سینے پر ہاتھ مار کر اسے دور کیا اور بیڈ پر بیٹھ کر رونے لگی تھی۔

کاشان اس کی حرکت پر بوکھلا گیا تھا۔

تم روکیوں رہی ہو؟ وہ گھبرا کر اس کے پاس آیا اور کندھوں سے پکڑ کر اسے سامنے کھڑا کیا۔

اس نے درد بھری نظر سے کاشان کو دیکھا۔

جیسے کہا ہو کہ تمہیں نہیں پتہ؟؟

تم کونسا مجھ سے پیار کرتی ہو جو ایسے بیہو کر رہی ہو۔؟؟؟

کاشان سرخ آنکھوں سے گھور کر بولا تھا وہ

مزید رونے لگی تو اس نے اپنے ماتھے پر ہلکا سا پنچ مارا۔

اسے سختی سے سینے سے لگا تا وہ جیسے اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

وہ اس کی شرٹ پر آنسو بہاتی سسکنے لگی تھی۔

کاشان اس کی پشت سہلاتے اسے بچوں کی طرح پچکارنے لگا۔

اس کے سینے پر مکے مارتی اپنا غصہ نکالنے لگی۔

کاشان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر سامنے کیا اور سختی سے اسے گھورا۔ زارا اب سہمی نہیں تھی۔

میری نرمی کا ناجائز فائدہ مت اٹھایا کرو۔ وہ مصنوعی غصے سے بولا۔

مجھے کسی کی سختی کا فائدہ بھی نہیں اٹھانا، وہ ناک سکوڑتی بولی تھی۔

افففف تم نے شرٹ گندی کر دی۔

زارا نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس کی شرٹ کو اور پھر اسے دیکھا۔

ہونٹ واہ کرتی وہ اسے دیکھنے لگی جیسے شرٹ کی زیادہ پرواہ تھی۔

اس کے آنسو کے نشان شرٹ پر اتر آئے تھے۔

وہ منہ بناتی دور ہوئی لیکن کاشان نے کوشش ناکام بنا کر اسے دوبارہ اپنی جانب کھینچا۔

تم جانتی ہو تمہارا ناراض ہو کر دور جانا مجھے کتنا تکلیف دیتا ہے۔

وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے بولا۔

زارا کے معاملے میں وہ جنونی ہوتا جارہا تھا۔

مم میں نہیں جارہی ہوں۔ وہ نظر چراتی بولی تو کاشان کے لب مسکرانے لگے۔

میں تمہیں دور کرنا بھی نہیں چاہتا۔ جلدی سے ریڈی ہو جاؤ ہم سارا سے ملنے جارہے ہیں۔

سچ میں ؟؟ وہ دوبارہ اس کے قریب آتی پوچھنے لگی تھی۔

مچی!!اس کے ناک دبا کر وہ بولا تو زارا خوشی سے مسکرائی۔

وہ جلدی سے ڈریس لے کر چینج کرنے بھاگی تو کاشان ہنستا ہوا بیڈ پر بیٹھ کر سیگریٹ سلگانے لگا تھا۔

ناشتے کی ٹیبل پر وہ آج بڑھا چڑھا کر کاشان کو چیزیں پیش کر رہی تھی۔

کاشان اس کی حرکتیں دیکھنے لگا اور ہنسی دبانے لگا۔

جوہی سوجے ہوئے چہرے کے ساتھ ایک طرف بیٹھی تھی۔ کامل بھی زارا کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

وہ اس وقت بلیک لونگ فل سلیوز میکسی میں بیٹھی تھی۔

حجاب وہ جاتے وقت لینے والی تھی۔

کاشان یہ ٹرائی کریں۔ وہ پوٹیٹو فرائڈ ایگ کاشان کی پلیٹ میں رکھتے بولی تھی۔

زارا تم کھاؤ۔ میں کھا چکا ہوں۔

وہ لاپرواہ بنا بولا تھا۔

جوہی تم کھاؤناں خاموش کیوں ہو۔؟ وہ زارا کو دیکھتا جوہی سے بولا۔

زارا کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔

جوہی اس کی زرا سی پرواہ پر ناشتہ کرنے لگی تو کامل اور زارا دونوں کو غصہ آنے لگا۔

زارا ناشتہ چھوڑتی اٹھی تھی۔ وہ تیزی سے کمرے کی طرف بڑھنے لگی جب کاشان نے ہاتھ پکڑ کر اسے روک دیا۔

میں ابھی ناشتہ کر رہا ہوں۔ وہ آنکھوں میں محبت سموتا بولنے لگا تو زارا نے نظر پھیر کر کلائی کو ہلایا جیسے اس سے چھڑوانا چاہتی ہو۔

کاشان نے بازو نہیں چھوڑی بلکہ اسے اپنی طرف کھینچ کر چئیر پر بٹھا دیا۔

جوہی نے دانت کچکچائے تھے۔

زارا خفگی بھرا چہرہ لے کر بیٹھ گئی تھی۔

کاشان نے اس کے منہ کی طرف نوالہ بڑھایا تو وہ کامل کی وجہ سے شرم سے سرخ پڑنے لگی۔ لیکن جوہی کو دیکھ کر منہ بھی کھول لیا تھا۔

جوہی اٹھ کر کمرے کی طرف چلی گئی کاشان نے اسے نہیں روکا تھا۔ بلکہ زارا کو کافی دیر ناشتہ کرواتا رہا تھا۔

تم میرا ماضی جاننا چاہتی تھی۔ وہ لوگ عجمان جا رہے تھے۔ جب کاشان نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

زارا نے حیرانگی سے کاشان کو دیکھا جس کے چہرے پر تکلیف ظاہر تھی۔

کاشان اگر آپ ماضی بتا کر تکلیف میں جائیں گے تو میں نہیں سننا چاہتی۔

وہ نرمی سے بولی تھی۔

نہیں تکلیف اب بس تم سے دور جانے پر ہی ہوگی۔ اور کسی تکلیف کو میں برداشت کرنے کی ہمت طاقت بھی رکھتا ہوں۔

کاشان میں آپ کو چھوڑ کر کبھی نہیں جاؤں گی۔

اس نے کاشان کا ہاتھ دبایا تھا۔

میرا ماضی جاننے کے بعد بھی۔

کاشان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

آپ کی گرلفرینڈ کو گھر میں دیکھ کر میں آپ کو چھوڑ کر نہیں گئی تو پھر میں کیسے آپ کو چھوڑ کر جا سکتی ہوں۔ وہ آنکھیں گھما کر بولی تو کاشان نے اس کے ہاتھ کو لبوں سے لگا لیا تھا۔

!!!.........ماضی

ازغن آپ آ گئے۔ جمیلہ بیگم نے ازغن کو دیکھا تھا۔ جو آج جلدی گھر آ گئے تھے۔

ہاں۔۔ کاشان آ گیا ہے؟؟

جی آ گیا ہے۔

بیس سال کا کاشان کمرے سے نکل کر اپنے بابا کی طرف آیا تھا۔ جو چھوٹے سے لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

ازغن صاحب نے اسے گلے لگا کر ماتھا چوما تھا۔

وہ آج ریس جیت کر آیا تھا۔

یہ دیکھیں بابا پرائز۔۔ وہ خوشی سے بولا۔

تو ازغن صاحب مشکل سے مسکرائے تھے۔ کاشان کچھ دیر باتیں کر کے اندر بڑھ گیا۔

کیا ہوا آپ کچھ پریشان ہیں؟؟ جمیلہ بیگم ازغن صاحب کا تھکا تھکا چہرہ دیکھ کر پوچھنے لگی تھیں۔

ہاں سب ٹھیک ہیں۔

مومنہ آمنہ کیا کر رہی ہیں انہوں نے بات ٹال دی۔

ازغن آپ مجھے پریشان لگ رہے ہیں بتائیں کیا ہوا ہے؟؟ جمیلہ بیگم ان کا ہاتھ تھام کر پوچھنے لگی۔

انہوں نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں کاشان کا کمرہ تھا۔ اور ساتھ چھوٹا سا روم آمنہ مومنہ کا تھا۔ وہ دونوں دس سال کی بچیاں تھیں۔

جمیلہ آج کیفے کچھ آدمی آئے تھے۔ وہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے کچن میں ان کا کچھ سامان رکھ لوں۔

ان کا چھوٹا سا کیفے تھا جن سے ان کا گزارا اچھے سے ہو رہا تھا۔ یہ دو منزلہ چھوٹا سا گھر بھی ان کی ملکیت تھا۔

وہ پریشانی سے بولنے لگے تو جمیلہ بیگم حیران ہوئی۔

تو کیا ہوا ازغن آپ رکھ لیتے"۔۔ "

جمیلہ وہ عام لوگ نہیں تھے۔ وہ دہشتگرد یا نا جانے کیا تھے۔ وہ چاہتے ہیں میں ان کے ڈرگز کے ڈبے اور کچھ رائفلز گودام میں رکھوالوں یا پھر وہ چاہتے ہیں میں وہ کیفے ان کو دے دوں۔ بدلے میں وہ مجھے پیسے دے دیں گے۔

جمیلہ بیگم خوف سے سفید پڑنے لگی۔

نہیں ازغن نہیں آپ انہیں کیفے بھی نہیں دیں گے ان کا سامان بھی نہیں رکھیں گے ۔۔جمیلہ بیگم روتے ہوئے بولی۔

جمیلہ وہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا کیا کروں؟

ازغن کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔

ازغن ہم پولیس کو بتاتے ہیں۔ وہ ہماری مدد کرے گی۔۔ نہیں جمیلہ وہ کہتے ہیں اگر ہم پولیس کے پاس گئے تو وہ سب تباہ وبرباد کردیں گے۔

پھر اب آپ کیا کریں گے؟

جمیلہ بیگم کو خوف نے گھیر لیا تھا۔

صبح میں ان کو انکار کردوں گا میں یہ حرام کام نہیں کرسکتا۔

وہ اٹھ کر آمنہ مومنہ کی کمرے کی طرف بڑھنے لگے۔

جمیلہ بھی ان کے پیچھے آئی تھی۔

آمنہ مومنہ دونوں اپنی پڑھائی کررہی تھیں۔

بابا کو دیکھ کر وہ اس کے سینے سے لگ گئی۔

وہ انہیں ساتھ لگائے رو دیے تھے نا جانے کیوں انہیں خوف ستا رہا تھا۔

ازغن صاحب کیفے آئے تو کچھ لوگ وہاں پہلے سے ہی موجود تھے۔

ان کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا۔

بولو کیا فیصلہ ہے؟؟ وہ ارد گرد دیکھ کر پوچھنے لگے تو ازغن نے انکار کردیا تھا۔

ان آدمیوں کے چہرے پر غضب آگیا تھا۔۔ تم جانتے ہو تم بزل شیخ کو انکار کر رہے ہو۔

ازغن صاحب چونک گئے۔ بزل شیخ کو کون نہیں جانتا تھا۔ وہ دبئی کا ڈان تھا۔

وہ لوگ ازغن صاحب کو دھمکا کر چلے گئے تھے۔

ازغن صاحب سارا دن کیفے میں پریشان رہے۔ رات ہوتے ہی انہوں نے پولیس سے رابطہ کرنے کا سوچا تھا۔

وہ چھپتے ہوئے پولیس اسٹیشن بڑھنے لگے تو ان کے نمبر پر کال آنے لگی تھی۔

انہوں نے فون اٹھایا تو آگے سے کسی کی رونے کی آواز آنے لگی تھی۔

تم نے کیسے سوچ لیا تم پولیس سے رابطہ کرلو گے اور ہمیں پتہ نہیں ہوگا۔ تمہارا کیفے ہمیں اس لیے پسند آیا تھا کیونکہ وہ سمندر سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔

تم یہ کیوں بھول گئے تمہاری دو خوبصورت چھوٹی چھوٹی. بیٹیاں ہیں۔

ازغن کا رنگ سفید پڑگیا۔

میری بچیوں کو کچھ مت کرنا۔ میں واپس آرہا ہوں۔

ازغن صاحب واپس گھر بھاگے تھے۔

لیکن دیر ہوچکی تھی۔۔ گھر میں جمیلہ بیگم اور دونوں ننھی پریاں بے آبرو پڑی خون میں لت پت تھیں۔

کاشان کے سر سے خون نکل رہا تھا۔

ازغن صاحب دروازے میں ہی گر گئے تھے۔

کاشان نیم بے ہوش تھا۔

بزل شیخ چہرے پر نقاب ڈال کر بیٹھا تھا۔ اس کے ساتھ دو اور آدمی تھے۔

ان کے چہرے پر بھی نقاب تھا۔

تم سمجھ رہے تھے ہم تم پر نظر نہیں رکھ رہے۔ ہم کافی دن سے تمہارے کیفے کو دیکھ رہے تھے۔

تم بہت ایماندار بن رہے تھے۔ اب اپنی ایمانداری اوپر جا کر پوری کرنا۔ ۔ چار گولیاں ان کے سینے پر مار کر ایک آدمی قہقہ لگانے لگا تھا۔

کاشان روتا روتا چیخا تھا۔ اس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔

انہوں نے ایک گولی کاشان کے پیٹ پر ماری تھی۔ وہ وہی گر گیا تھا۔

سب کو مار کر وہ وہاں سے نکل کر چلے گئے تھے۔

وہ زمین پر گرا ہوا تھا لیکن کچھ ہوش میں تھا اس کے پیٹ سے خون بہہ رہا تھا۔ درد سے وہ مرجانے کو تھا جب باہر بیل ہوئی تھی۔

ایک طرح سے کاشان کو لگا تھا کہ وہ جیسے پھر سے جینے لگا ہے۔

کچھ دیر بعد کامل اور اس کے ماموں تھے جو اندر داخل ہوئے تھے۔

وہ خون میں بھری برہنہ لاشیں دیکھ کر چیخے تھے۔ آگے بڑھ کر انہوں نے جلدی سے ان پر کپڑا اڈالا تھا۔

کاشان درد سے تڑپتا کراہ رہا تھا۔

کامل کی نظر اس پر پڑی تو وہ بھاگ کر اس کے پاس آیا۔

بابا کاشان زندہ ہے۔ وہ روتے روتے چیخا تھا۔

وہ اکثر رات کو ان کے گھر آتے تھے دونوں ہم عمر تھے اور سٹڈی بھی ساتھ کرتے تھے

آج بھی وہ اسی لیے آیا تھا۔

کاشان کو زندہ دیکھ کر کامل کے بابا مہمت نے اسے گود میں اٹھایا تھا۔

وہ اسے لے کر جلدی سے ہاسپٹل بھاگے تھے۔

اسے تین دن بعد ہوش آیا تھا اس کے پیٹ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

کچھ دیر وہ ارد گرد دیکھتا رہا پھر اسے یاد آنے لگا۔ اسے ان سب کے چہرے یاد آنے لگے۔۔ تین لوگوں کے چہروں پر نقاب نہیں تھا وہاں صرف ایک چہرے پر نقاب تھا۔

وہ رونا چاہتا تھا لیکن آنسو تھے کہ آ ہی نہیں رہے تھے۔

کامل کے بابا اندر آئے تو اس نے سرخ آنکھوں سے انہین دیکھا ان کی آنکھیں سوجی ہوئی تھی۔

کاشان نے منہ دوسری طرف کرلیا۔ شدت غم سے اس کا دل پھٹ رہا تھا۔

کامل کے بابا نے اسے گلے سے لگایا تو وہ چپ چاپ ان کے سینے سے لگ گیا۔

بزل شیخ سے جو بھی دشمنی کرتا ہے وہ ایسے ہی برباد ہوجاتا ہے۔

وہ بول رہے تھے لیکن کاشان کا ذہن کچھ اور ہی پلین کر رہا تھا۔

اپنی ننھی بہنوں اور ماں کو سرعام رسوا ہوتا دیکھنا اسے اپنی ہی نظروں میں گرا گیا تھا۔

وہ معصوم تھا کبھی کسی سے جھگڑا کرنا کبھی کسی سے سخت بات کہنا اسے پسند ہی نہیں تھا۔۔

کچھ دن میں وہ ٹھیک ہوکر گھر آگیا تھا۔ کامل کے بابا اسے اپنے ساتھ رکھنے لگے تھے۔

اس حادثے نے اسے بدل دیا تھا۔ وہ جنونی ہوگیا تھا۔

وہ اپنا غصہ اکثر چیزیں توڑ کر نکالنے لگا۔ وہ دیواروں پر مکے مار کر اپنے ہاتھ زخمی کرلیتا۔

اسے سب کچھ بھول گیا تھا۔ اس کے ذہن میں بدلا سوار تھا۔

وہ نیم پاگل ہوچکا تھا۔ کامل کے بابا نے اسے مینٹل ہاسپٹل داخل کروادیا تھا۔

دو سال وہاں اس کا علاج چلتا رہا۔

پھر وہ اسے گھر لے آئے تھے۔ اب وہ تھوڑا ٹھیک ہوچکا تھا۔

کامل کے بابا نے اس کا کالج میں ایڈمیشن کروایا تو اس نے وہاں لڑکوں کو مار مار کر حشر بگاڑ دیا۔

کامل بھی اب اس سے خوف کھانے لگا تھا۔

لیکن وہ اس کے ساتھ باتیں کرتا تھا اسے سمجھانے لگا تھا۔

ایسا ہی ایک دن تھا وہ کالج سے گھر آرہا تھا۔ جب ایک سنسان گلی میں اس نے ایک لڑکی کے ساتھ بدتمیزی کرتے دیکھا۔ وہ چار آدمی تھے۔

کاشان کو اپنی ماں یاد آنے لگی تھی۔

وہ جنون پن سے ان پر پل پڑا۔ انہیں کی گن سے اس نے چار قتل کیے تھے۔

وہ اپنے خون سے سنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔

اس کے ہاتھ بھی نہیں کانپ رہے تھے۔ اسے حیرت بھی تھی کہ وہ کیسے یہ کر چکا ہے۔

وہ اس لڑکی کو اشارہ دے کر وہ گن لیے وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

وہ کئی دن گھر میں چھپا رہا۔ گن اس نے الماری میں چھپا دی تھی۔

کامل نے گن دیکھی تو اس نے شور مچا دیا۔

مہمت نے اس سے پوچھا تو اس نے سب بتا دیا۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے انہوں نے اسے نچلے طبقے والے علاقے میں بھیج دیا۔ جہاں وہ عام لڑکوں کی طرح رہنے لگا تھا۔

ایک سال کا عرصہ گزر گیا تھا۔

وہ اب ٹرک میں مال لوڈ کروا کر اپنا گزارا کرنے لگا تھا۔

کچھ دن سے اسے شک ہو رہا تھا جیسے باکس میں کچھ اور ہوتا ہے۔

بڑے بڑے باکس میں ہوم اپلائنسز پیک ہوتی تھیں جو فیکٹری سے بڑے سٹورز میں جاتی تھیں۔

ایک دن اس نے ایک باکس سے ٹیپ ہٹا کر ہلکا سا اندر دیکھا تو وہ سفید پاؤڈر کے پیکٹ تھے۔ ۔ کاشان کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔

وہ اب لوگوں پر نظر رکھنے لگا تھا۔

کچھ لوگوں سے وہ بات چیت کرنے لگا۔ کئی مزدوران کاموں میں ملوث تھے۔

ایک مزدور سے اس نے کافی رابطہ بحال کرلیا تھا۔

کاشان نے اپنی خواہش ظاہر کی تھی کہ وہ بزل شیخ کے لیے اب کام کرنا چاہتا ہے۔

وہ مزدور سوچ میں ڈوب گیا تھا۔

کاشان کچھ دن پوری ایمانداری سے مال چیک کر کے لوڈ کرنے لگا تھا۔

پھر ایک دن مزدور نے ایک خاص لوگو والا کارڈ اسے دیا جس سے وہ بزل شیخ کے گینگ میں شامل ہوگیا تھا۔

کچھ عرصہ سکون میں گزرا تھا۔ کہ کچھ لوگ فیکٹری میں داخل ہوئے تھے۔ اور وہ دیکھ کر حیران رہ گیا تھا کہ وہ لوگ وہی تھے جنہوں نے اس کی ماں اور بہنوں کے ساتھ غلط کیا تھا۔

وہ کچھ دیر بعد فیکٹری سے نکل گئے تو وہ ان کا پیچھا کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد وہ ایک ہائی کلاس ایریا میں تھے۔۔ وہاں پیلس دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔ اور وہ جان گیا تھا کہ وہ لوگ وہی رہتے ہیں۔

کچھ دن وہ وہاں آکر راستہ یاد رکھتا رہا۔ پھر ایک دن ماموں سے ملنے گیا۔ ان کی طبعیت خراب تھی۔

کامل اس سے اچھے سے ملا۔

وہ کچھ دن وہاں رہنا چاہتا تھا۔ نانی سے بھی وہ اچھے سے ملا تھا۔

ماموں کی طبعیت ایک دن کافی بگڑ گئی تھی۔ ہاسپٹل لے جانے سے پہلے ہی ان کی دیتھ ہو گئی تھی۔

ماں تو بچپن میں ہی مر گئی تھی کامل اب اکیلا رہ گیا تھا۔

ماموں کی موت کے بعد وہ کچھ دن خاموش رہا۔ اور ایک دن ان کی الماری سے گن نکال لی۔ جس سے اس نے قتل کیے تھے۔

کامل نے اس کے ہاتھ میں گن دیکھی تو وہ حیران ہوا۔

لیکن کچھ بولا نہیں تھا۔

کون ہو تم اندر کیسے آ گئے؟؟ ایک عربی سختی سے اس سے پوچھنے لگا۔

اس نے بزل شیخ کا نام لیا اور کہا کہ وہ ان کے لیے کام کرنا چاہتا ہے۔ اسی سے ایک محفل میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے ایک کارڈ نکال کر تو وہ حیران ہوا تھا۔

وہ اسے لے کر اندر آئے تو اندر ماحول ہی اور تھا۔

اندر بے حیائی عروج پر تھی۔

وہ اب چوبیس سال کا ہو گیا تھا۔

بزل شیخ سے ملنا اتنا بھی آسان نہیں تھا۔ جتنا وہ سمجھا تھا۔

کبھی کسی کو قتل کیا ہے۔ ایک آدمی نے اس سے پوچھا تو اس نے گن نکال کر سامنے رکھ دی۔۔ وہ حیران ہوئے تھے۔

چار قتل کیے تھے۔ وہ اعتماد سے بولا تھا۔

واہ تم تو پہلے ہی سیکھے سکھائے ہو۔ بڑی عمر کے ایک آدمی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔ کاشان کے چہرے پر اس وقت سختی تھی۔

یہ گن مجھے دو بدلے میں یہ رکھ لو۔ اسی عربی شیخ نے گن اسے دی تھی۔

جو فل لوڈڈ تھی۔ کاشان نے وہ بھاری گن اٹھالی تھی۔

اسے چلاؤ۔ اس نے سامنے دیوار پر گولی چلادی تھی۔

میں جانتا ہوں مال کہاں کہاں سپلائی ہوتا ہے۔ اور جو یہ سوچ رہا ہے کہ میں سچائی جان گیا ہوں تو مجھے اندھی گولی سے اڑادیں گے یہ بھی تم لوگوں کی غلط فہمی ہے۔

کیونکہ اب بزل شیخ کے بجائے یہاں ایول کنگ کی حکومت قائم ہوگی۔

اس نے انہیں سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر گولیاں چلائی تھی۔

بزل شیخ کا خاص آدمی جو کاشان پر گولی چلانے والا تھا۔

ایک اندھی گولی کا شکار ہوگیا تھا۔ کاشان نے حیرت سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ کامل تھا۔ جو ہاتھ میں گن پکڑے کانپ بھی رہا تھا۔ کاشان طنز سے مسکرادیا تھا۔

بزل شیخ آج شاید قسمت کی خوش قسمتی سے بچ گیا تھا۔ وہ آج ہی کینڈا کے لیے روانہ ہوا تھا۔

تم یہاں تک کیسے آئے تھے اور یہ گن کس کی ہے۔

پیلس میں ان دونوں نے اپنی ہمت جرات سے جو تباہی مچائی تھی وہ دیکھنے لائق تھی۔ کوئی نہیں مان سکتا تھا کہ یہ کام دو عام سے انسان کر سکتے ہیں۔ لیکن اندر کی حقیقت کون جانتا تھا۔

کاشان نے پچھلے کئی سال ایسے ہی ضائع نہیں کیے تھے۔

وہ مختلف طریقے سے نشانے لگاتا رہتا تھا۔ راتوں کو اٹھ کر وہ کئی باکس پر مکے مارتا خود کو زخمی کر لیتا تھا۔

اس کے ذہن میں دھن سوار تھی کسی طرح وہ بزل شیخ کو مارنا چاہتا تھا۔

لیکن ابھی اسے کافی انتظار کرنا تھا۔

کامل کو شوق بھی کاشان کو دیکھ کر چڑھا تھا۔ لیکن وہ ڈرتا تھا۔

کامل کی دادی یعنی گرینڈ ما نے اسے کہا تھا کہ کبھی کاشان کو اکیلا نہیں چھوڑنا۔

یہ گن بابا کی تھی انہوں نے کافی پہلے خریدی تھی۔ لیکن چلائی آج میں نے پہلی مرتبہ ہے۔ کامل ڈرتے ہوئے بولا تو کاشان آج کئی سالوں بعد ہنسا تھا۔

اس نے کامل کو گلے سے لگایا تھا۔

ایک آدمی جو کراہ رہا تھا۔ کاشان نے اسے گریبان سے پکڑا تھا۔

بزل شیخ کہاں ملے گا؟؟ اور اس پیلس کا مالک کون ہے۔ اور سب خفیہ اڈوں کا بتاؤ مجھے۔

کاشان نے اسے کے ماتھے پر گن رکھ دی تھی۔
وہ شخص پہلے ہی درد سے تڑپ رہا تھا۔ موت کو سامنے دیکھ کر وہ غداری کر بیٹھا تھا۔

بزل شیخ کینڈا ہے۔ اور یہ ادریس کمال بادشاہ کا اڈہ ہے۔ اصل ڈان ادریس کمال بادشاہ ہے لیکن وہ نام استعمال بزل شیخ کا کرتا ہے۔

کاشان حیران ہی تو رہ گیا تھا۔ وہ کیا سمجھا تھا اور یہاں کیا ہوا تھا۔

وہ کہاں ملے گا۔
اس کا کوئی سراغ آج تک کوئی بھی نہیں جان پایا۔
ایول کنگ بہت اچھے سے جان جائے گا۔۔ کاشان نے اس کی دونوں ٹانگوں پر فائر کر دی تھی۔

وہ سارا پیلس گھوم کر جائزہ لیتے رہے۔

انہیں وہاں بہت سے پیپرز بہت سے نئے اڈوں کا پتہ چلا تھا۔

کاشان نے وہاں موجود ایک موبائل سے پولیس کا نمبر ملایا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہو؟؟" کامل حیران ہوتے پوچھنے لگا تھا۔

انہیں اس ایریا کی خبر دوں گا۔ جہاں منشیات بڑی آرام سے فروخت ہو رہی ہے۔

وہ تمہیں بھی پکڑ سکتے ہیں۔

کامل نے پوچھا تھا۔

وہ کاشان ازغن کو پکڑ سکتے ہیں لیکن ایول کنگ کو نہیں۔۔

تجوری میں پڑے مختلف ماسک جو سکن جیسے ہی تھے۔ ان میں سے ایک ماسک اس نے منہ پر لگایا تھا۔

کامل اسے حیرت سے دیکھنے لگا تھا۔

پولیس کو کال کر کے اس نے وہ موبائل سم سب توڑ دیا تھا۔ تاکہ وہ وہاں کی لوکیشن نہ جان لے۔ اور اگر جان بھی لیتے تو بزل شیخ کی ریاست میں آنے سے پولیس بھی ڈرتی تھی۔

کاشان نے دوسرے موبائل سے بزل شیخ کا نمبر ملایا۔

لیکن کال نہیں اٹھا رہا تھا۔

اسے اب اپنی ٹیم تیار کرنی تھی۔ جو اس ریاست کے چپے چپے کو جان جاتی۔

کامل کے چہرے پر بھی ایک ماسک فٹ کر کے وہ وہاں سے نکل کر کلب کی طرف گیا تھا۔

وہ جانتا تھا۔ جتنی سمگلنگ جتنے خفیہ کام کلبز بار ریڈ لائٹ ایریا میں ہوتے ہیں کہیں نہیں ہوتے۔

کاشان کے پاس کارڈ تھا۔ مزید پیپر بھی آ گئے تھے۔

اب اسے ایسا جوا کھیلنا تھا۔ جس میں سمجھ بوجھ کی ضرورت تھی۔ اس کی ایک غلطی اسے موت کے منہ میں دھکیل سکتی تھی۔

اسے بزل شیخ کا کوڈ ورڈ جاننا تھا۔

جس سے وہ آسانی سے لوگوں کو بیوقوف بنا سکتا تھا۔

وہ بزل شیخ کے کمرے کی طرف گیا تھا۔

اس نے ایک ایک چیز چھان ماری تھی۔ لیکن اسے کچھ نہیں ملا تھا۔

ایک دم اس کے ذہن میں وہ کارڈ گھوم گیا۔

اس نے کارڈ نکال کر گھورا تھا۔

کارڈ پر بنا گول لوگو وہ کافی دیر دیکھتا رہا۔ اور پھر اسے سراغ مل گیا تھا۔

لوگو میں باریک باریک تین ورڈ لکھے تھے۔

"اے کے بی" ادریس کمال بادشاہ"

بزل شیخ کا نام استعمال کرنے والا آدمی شاطر تو تھا ہی لیکن بے وقوف بھی تھا۔

اور پھر مختلف کلبز مختلف بارز میں جا کر وہ کو ڈورڈ یوز کرنے لگا تھا۔

بہت سے لوگ بزل شیخ کے غدار بھی تھے جو اسے کافی انفاریمیشن دیتے تھے۔

انہیں کے ذریعے اس نے اپنے نام کی دہشت پھیلائی تھی۔ قتل کرنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔

اس اندھیر نگری میں وہ مکمل دھنستا چلا گیا تھا۔ شراب کو وہ غم کی کیفیت کم کرنے کے لیے پینے لگا تھا۔

پھر جوہی اس کی زندگی میں آئی تھی۔

وہ اس وقت ایک کلب میں تھا جب جوہی نے اسے جوس دیا تھا۔

وہ کلب میں کام کرتی تھی اور کافی معصوم تھی۔ لیکن یہ صرف کاشان کا خیال تھا۔

وہ روز کاشان کے پاس آنے لگی تھی۔ اپنی معصومیت سے وہ کاشان کو گھائل کر رہی تھی۔ اس کی نیلی آنکھیں سفید رنگت متناسب سراپا ایک نشہ طاری کرتا تھا۔

لیکن وہ فاصلے پر ہی رہتا تھا۔

کامل کو جوہی ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔

پھر ایک دن جوہی کے ساتھ کچھ لوگوں نے زبردستی کی کوشش کی تھی۔

اس کلب میں کاشان نے خون کی ہولی کھیلی تھی۔

ایول کنگ کو قتل کرتے کئی لوگوں نے دیکھا تھا۔

لیکن سب کی زبان سل گئی تھی۔

اسی دوران بہت سے لوگ اس کی زندگی میں ایول کنگ کے حق میں آئے تھے۔

بزل شیخ کا نام اس نے پولیس میں بھی استعمال کیا تھا۔

وہ بزل شیخ کو پکڑ تو نہیں پایا تھا لیکن اس نے اس کا نام بہت خراب کیا تھا۔

لوگ بزل شیخ کو بھول کر اب ایول کنگ کی دہشت سے کانپتے تھے۔

وہ کئی خفیہ خانے کا مالک بن گیا تھا۔

کامل کاشان نے اپنا گھر بیچ کر اور ماموں کی دکان بیچ کر ایک اپارٹمنٹ خریدا تھا۔ اس میں اس نے دو خفیہ روم بنوائے تھے۔

جس کے بارے میں کامل اور کاشان ہی جانتے تھے۔
کاشان کا دماغ کافی شاطر تھا وہ چیزوں کو دو طریقوں سے دیکھتا تھا۔
ایک سیدھے رخ سے اور ایک الٹے رخ سے۔

کاشان بلیک پیلس میں ہر مہینے لڑکوں کی بولی لگائی جاتی ہے۔ اور ان سے بہت برا سلوک کیا جاتا ہے۔ اور یہ کام کرنے والا اور کوئی نہیں بزل شیخ ہے۔"

وہ کھانا کھا رہا تھا جب کامل نے اسے انفارمیشن دی تھی۔

کھانا چھوڑ کر وہ کمرے کی طرف گیا۔ کچھ دیر میں وہ گن چاقو جو اس نے خود تیار کروایا تھا۔ اور کٹر پاکٹ میں ڈالا تھا۔

جس گن سے اس نے پہلا قتل کیا تھا۔ اس پر اس نے ایول کنگ لکھوایا تھا۔

کچھ دیر میں وہ اسی پیلس کے پاس تھے جو شاندار انداز میں کھڑا تھا۔

اپنی بنائی چھوٹی سی ٹیم کے کچھ لوگوں نے پیلس کو گھیر لیا تھا۔

کاشان اندر بزل شیخ بھی ہے۔

کاشان کا خون کھول گیا تھا۔ جس کی تلاش میں وہ اتنے سالوں سے گھوم رہا تھا۔ آج وہ اسے مار ہی دیتا۔

فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔

ہر طرف خون ہی خون تھا۔

کاشان اس سے پہلے اندر جاتا۔ ایک ایکس بائیس سال کا لڑکا اسے پاؤں میں گرا تھا۔

وہ بہت پیارا تھا۔ لیکن ڈرا اور سہما ہوا تھا۔

کاشان اسے دیکھتا ہی رہ گیا تھا۔

صاف رنگت گہری نیلی آنکھیں اور معصوم چہرہ۔

سر مجھے۔ بچالیں بابا میرا سودا کر دیں گے وہ بہت غلط لوگ ہیں انہوں نے میرے ساتھ بہت غلط کیا تھا۔

وہ روتے روتے کاشان میں چھپنے لگا تھا۔

کاشان اسے لیے وہاں سے نکل آیا۔ وہ ناجانے کیوں اسے انکار نہیں کر پایا تھا۔

بزل شیخ ایک بار پھر بچ گیا تھا۔ اور جب بزل شیخ بچ گیا تو ادریس کمال بادشاہ بھی سلامت تھا۔

تمہارا نام کیا ہے۔

احکام کمال بادشاہ۔۔۔

وہ سہمے ہوئے بولا تھا۔

کاشان کی آنکھیں پھیل گئی۔ کوئی آدمی اپنے سگے بیٹے کے ساتھ کیسے کر سکتا ہے۔

لیکن وہ ابھی آدھا سچ جانتا تھا۔

تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟" کاشان اسے گھر لے آیا تھا۔

احکام نے ڈرتے ڈرتے اسے باپ کا نام بتایا تھا۔

ادریس کا نام سن کر کاشان کا خون کھول گیا تھا۔۔ کوئی اپنی سگی اولاد سے غلط کام اور اسے کیوں بیچے گا۔ کیا وہ اتنا ظالم انسان تھا۔

کاشان نے اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا۔

وہ اسے ادریس کے خلاف استعمال کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کی معصوم شکل دیکھ کر اسے اپنے گینگ کا حصہ بنا کر احکام کو طاقتور غصیلا اور نڈر بنایا تھا۔

زارا کا ہاتھ اب بھی کاشان کے ہاتھ میں تھا۔

اس کی آنکھوں سے بہتی نمی کو اس نے اپنے ہاتھوں سے صاف کیا تھا۔

کاشان آپ کو چھوڑنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتی۔ آپ نے اگر برے کام کیے ہیں تو کئی کام اچھے بھی کیے ہیں۔۔ میں اللہ سے دعا کروں گی وہ آپ کو معاف کر دیں۔ بلکہ ہم دونوں معافی مانگیں گے۔

اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتی وہ نرمی سے بولنے لگی تو ٹوٹا بکھرا کاشان اس کے گلے سے لگا تھا۔

مجھ سے کبھی دور نہ جانا۔ میں نے بہت سالوں بعد تمہیں پا کر خوشی کو محسوس کیا ہے۔ تم

"اگر مجھے چھوڑ گئی تو میں جیتے جی مر جاؤں گا۔

وہ اس پر گرفت مضبوط کرتے سسکنے لگا تھا۔

کبھی نہیں جاؤں گی آپ بھیجے گے تب بھی نہیں جاؤں گی"۔ "

وہ اس کے گرد باز و حائل کرتے دکھ سے بولی تھی۔

کاشان کافی دیر اس کے گلے لگا رہا تھا۔ اس کی نرمی میں ڈھلی حسین قربت اسے بہکانے لگی تھی۔

زارا نے اسے سامنے کیا تو اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

کاشان آپ نے جوہی کا نہیں بتایا وہ آپ کو کیوں چھوڑ کر گئی تھی۔

میں جانتا تھا تم یہ سوال ضرور پوچھو گی۔ لیکن ابھی اس کا ذکر کر کے میں موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا ابھی میں اپنی سویٹ کیوٹ انوسینٹ حلال کی بیوی کے ساتھ وقت گزارانا چاہتا ہوں"۔ "

اس کی ننھی سی ناک مروڑتا وہ ڈرائیونگ سٹارٹ کرنے لگا تھا۔

زارا کا منہ پھول گیا تھا۔

کاشان اسے دیکھتا ہنسنے لگا تو اس نے مضبوط بازو پر ایک چٹکی کاٹ کر اس کی بازو پر سر رکھ دیا تھا۔

سارا اپنے سامنے زارا کو دیکھتی نم آنکھوں سے مسکرانے لگی تھی۔

اجیہ بیگم ان دونوں کو ملتا دیکھ کر مشکل سے ہی برداشت کرپائی تھیں۔

کاشان ایک شان سے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔

ساسوماں۔۔۔ سنا ہے آج کل آپ کا دھندا بڑا سست چل رہا ہے۔ اجیہ کو دیکھ کر وہ سرد آنکھوں سے بولا تو ان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

زارا نے بھی آنکھیں پھیلائے کاشان کو دیکھا جو نا جانے کیا کہہ رہا تھا۔

اجیہ بیگم جو زارا کا پیارا سا حلیہ ہی برداشت نہیں کرپائی تھیں۔ اب کاشان کے اگلے دھماکے پر ان کا رنگ اڑ گیا تھا۔

وہ آپ کا بھتیجا بھی ہاتھ پر گولی کھا کر سکون میں ہوگا۔

زارا کے لیے تو آج جھٹکوں کا دن تھا۔

ایول کنگ کی دہشت سے بچنا پھر آسان تو نہیں ہے۔ اس نے وہ گن سامنے رکھی تھی جو آج آتے وقت لایا تھا۔

اجیہ کی سانسیں جیسے تنگ ہونے لگی۔ ایول کنگ کے نام سے ہی ان کی جان خشک ہوگئی تھی۔

سارا بھی اب ماں کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

کاشان آپ کیا کہہ رہے ہیں اور ماما کو کیوں گن سے ڈرا رہے ہیں۔ زارا ماں کی حالت دیکھ کر پوچھنے لگی تو کاشان نے نرم آنکھوں سے زارا کو دیکھا۔ اسے ٹوٹ کر پیار آیا تھا زارا پر جو اس دنیا کی لڑکیوں سے کئی زیادہ معصوم تھی۔

ٹینشن نہ لو زارا تمہاری ماں روز اس گن سے کئی لوگوں کو مارتی ہے وہ گولی سے بالکل بھی نہیں ڈرتی۔ کیوں سارا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔۔

اس نے سارا کو دیکھا تو وہ طنزیہ مسکرا دی تھی۔

اجیہ بیگم کا خون کھولنے لگا تھا۔ زارا ناسمجھی سے کاشان کو دیکھنے لگی۔

سارا بے فکر ہو کر یہاں رہو۔ اب تمہارا بڑا بھائی ہے تمہاری حفاظت کے لیے کسی سے نہیں گھبرانا میرا نمبر تمہارے پاس محفوظ ہے۔

سارا کے سر پر ہاتھ رکھ کر وہ زارا کو بازو سے تھامتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

کاشان ماما کو کیوں تنگ کر رہے تھے۔

زارا کی خفگی بھری آواز پر کاشان نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔

میری جان تمہاری ماں نے تمہیں اتنا تنگ کیا تھا۔ کیا میں اب بدلہ بھی نہ لیتا۔

زارا نے غصے سے اسے دیکھا۔ جواب مسکرا رہا تھا۔

زارا سے سخت غصے میں بات کرنا جیسے اسے گناہ جیسا لگنے لگا تھا۔

وہ میری ماما ہیں۔ بے شک انہوں نے میرے ساتھ برا کیا پھر بھی مجھے عزیز ہیں۔

تو تم کرو ان کی عزت۔۔ میں کیوں کروں۔ مجھے وہ ایک آنکھ نہیں بھاتی جس نے میری زارا کو تکلیف دی تھی۔

اس کا میری زارا کہنا زارا کو حد درجہ اچھا لگا تھا۔

وہ آپ کی جو ہی بھی مجھے بہت تکلیف دے رہی ہے کل سے۔۔" وہ منہ بناتے بولی۔

کیا کیا ہے اس نے؟؟ میں نے منع کیا تھا اسے پاس نہیں جانا پھر تم کیوں گئی۔

وہ گاڑی روک کر اس کے چہرہ دیکھنے لگا تو زارا بوکھلا گئی تھی۔

کچھ نہیں کیا ضروری نہیں وہ مجھے کچھ کرے گی تو بری لگے گی بس آپ اسے جلدی گھر سے نکالیں۔ وہ منہ بنا کر بولی تو کاشان مسکرا دیا۔

بہت جلد جائے گی تم بس پریشان مت ہوا کرو۔۔

اس کا ہاتھ تھپک کر اس نے دوبارہ گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

احکام علایہ واپس آ گئے تھے۔

وہ جوہی کو دیکھ کر حیران ہونے لگے۔ لیکن کاشان کی وجہ سے خاموش رہے تھے۔

کامل ان سے اچھے سے ملا تھا۔

علایہ وارڈروب میں کپڑے سیٹ کرنے لگی تو احکام بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

علایہ دو دن سے نوٹ کر رہی تھی وہ کہیں کھویا ہوا ہے۔

وہ اسے چہرہ دیکھتی رہی۔

اس کی نیلی گہری سی آنکھیں علایہ کو بہت خوبصورت لگتی تھی۔ گھنے براؤن بال جو پہلے سے بڑھ گئے تھے ماتھے پر بکھرے تھے

وہ چیزیں رکھ کر احکام کے پاس آئی۔

اس کے بال ہٹا کر وہ سر دبانے لگی تو احکام مسکرانے لگا۔

تمہیں کیسے پتہ چلا میرے سر میں درد ہے۔

وہ اس کا دوسرا ہاتھ تھام کر پوچھنے لگا تو علایہ مسکرا دی۔

کیونکہ مجھے اپنے معصوم اچھے شریف شوہر) جو کہ وہ نہیں (سے بہت محبت ہو گئی ہے اب مین بنا کہے اس کی پریشانی جان لیتی ہوں۔

احکام نے اس کا ہاتھ لبوں سے لگا لیا۔

تم سچ میں مجھ سے محبت کرتی ہو۔ وہ آنکھیں موند کر پوچھنے لگا۔

علایہ نے اس کے ماتھے پر گلابی لب رکھ کر جیسے جواب دے دیا تھا۔

میں منہ سے بھی اظہار چاہتا ہوں وہ غنودگی میں بولا تھا۔

ابھی کیا تو ہے۔" وہ چڑ کر بولی۔

مجھے لمبا والا اظہار چاہیے۔ وہ شرارت پن سے کہنے لگا۔ آنکھیں اب بھی بند تھیں۔

علایہ سمجھ رہی تھی وہ بہت پریشان ہے کچھ تو ایسا ہوا جو وہ بتانا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اگلے دن بھی ایک آدمی احکام سے ملنے آیا تھا جس سے مل کر اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اس نے علایہ کی بات پر بھی صحیح جواب نہیں دیا تھا۔

میں احکام سے بہت محبت کرتی ہوں۔ جیسے احکام کو اپنی بلا سے محبت ہے۔ اس سے زیادہ مجھے اس سے محبت ہے۔ وہ اچھا برا جیسا بھی ہے صرف میرا ہے۔ اسے کوئی تکلیف آئے گی تو علایہ بھی مر جائے گی۔

احکام نے اس کا ہاتھ زور سے دبایا۔۔ جس سے اس کی کراہ نکلی تھی۔۔

اس کا ہاتھ سینے پر رکھتا وہ گہری نیند میں چلا گیا تھا علایہ اب بھی ایک ہاتھ سے اس کا سر دبا رہی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہوئے تو رات ہو چکی تھی۔

اپنے کمرے کی طرف بڑھتے زارا اور کاشان رک گئے تھے۔

سامنے جوہی لونگ ڈیپ گلے والی زارا کی نیو میکسی پہنے تیار کھڑی تھی۔ جس کے اوپر چھوٹا سا جالی دار اپر تھا۔

یہ میکسی کاشان کل ہی لایا تھا لیکن وہ ابھی زارا کو دے نہیں پایا تھا۔

زارا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔ اس نے وہ پیکٹ دیکھ لیا تھا پر کاشان سے نہیں پوچھا تھا۔

زارا کا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔ جبکہ کاشان کی آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔

جوہی معصوم چہرہ بنائے کھڑی تھی جیسے اس کے پاس کپڑے ہی نہ ہو۔

تم نے میرا ڈریس کیوں پہنا؟؟ زارا آج پہلی بار چیخی تھی۔

میرے پاس کپڑے نہیں تھے مجھے کچھ اور مل نہیں رہا تھا اس لیے میں نے یہ پہن لیا۔

جوہی کے چہرے پر زرا سی بھی شرمندگی نہیں تھی۔۔

زارا نے کاشان کو دیکھا جو سرخ چہرے سے جوہی کو گھور رہا تھا۔

یہ کاشان میرے لیے لائے تھے تم نے کیوں پہنا کچھ اور پہن لیتی۔ وہ آگے بڑھتی اپر کو کھینچنے لگی تھی۔

انہوں نے ابھی مجھے دیا بھی نہین تھا اور تم نے یہ پہن لیا۔ کیسے ہمت ہوئی تمہاری۔

جوہی اس کے شدیدری ایکشن پر سہم کر کاشان کو دیکھنے لگی جو زارا کو شیرنی بنے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

اتاروا بھی کے ابھی اتارو۔۔ وہ ڈریس کھینچنے لگی تو آستین ایک جھٹکے میں پھٹ گئی۔

”آپیی۔۔۔۔

کتنی بدتمیز ہو تم۔۔ پہلے میرے گھر رہنے آ گئی۔ اب میرا ڈریس پہن لیا۔ میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔۔ وہ مارنے کو دوڑی تو کاشان نے اسے باذوں میں جکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

سٹاپ زارا۔ میں بات کرتا ہوں غصہ مت ہو۔۔ وہ نرمی سے بولتا سر چوم گیا تھا۔ جواب رونے والی ہو چکی تھی۔

چھوڑیں کاشان آپ کی وجہ سے سب ہوا۔ چھوڑیں آپ رہیں اپنی جوہی بے بی کے ساتھ اس کے ہاتھوں پر ناخن مارتی وہ گرفت سے آزادی لیتی جوہی کو دھکا دیے کمرے میں بند ہوگئی تھی۔

اس کا شدیدری ایکشن کاشان سے ہضم کرنا مشکل تھا۔

وہ تو اب بھی سمجھ نہیں پارہا تھا یہ وہی معصوم سی زارا ہے جو جلدی سے سہم جاتی تھی۔

جوہی کسی کی پرائیوسی میں دخل دینا اچھا نہیں ہوتا وہ میری بیوی ہے۔ تم نے اس کی وارڈروب کیوں کھولی۔ اور اگر تمہیں کچھ چاہیے تھا تو مجھے کہتی۔ میں لا دیتا۔ ایٹ لیسٹ زارا کے کپڑے تو نہ پہنتی۔

کاشان کے یہ پیک ڈریس تھا میں نے اس لیے پہنا تھا کیونکہ مجھے اترن پہننے کی عادت نہیں ہے۔ اور یہ تم بھی جانتے ہو۔

کاشان نے گھور کر اسے دیکھا۔

میں کچھ ڈریس منگواتا ہوں یہ چینج کرلو پھٹ گیا ہے۔

وہ اسے کہتا کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

دروازہ کھولنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا تو اندر سے لاک تھا۔

اس نے جھینپ کر ماتھا مسلا۔

جوہی نے بھی طنزیہ مسکان سے اسے دیکھا تھا۔

ان دونوں کے درمیان وہ پہلی لڑائی آرام سے کروا گئی تھی۔۔

اندر غصے سے وہ وارڈروب کھولے دیکھ رہی تھی جہاں جوہی نے سارے کپڑوں کی حالت بگاڑ دی تھی۔

وہ پیکٹ تو کاشان والی سائیڈ پر تھا۔ پھر اس نے کیسے وہ کھول لیا۔ اسے حیرت بھی ہو رہی تھی۔

اسے رہ رہ کر افسوس کے ساتھ غصہ آنے لگا تھا۔ دل تو چاہا اس جوہی کے سنہری گندے سے بال کھینچ دے۔۔ جس نے اس کا ڈریس تو پہنا ہی تھا الٹا پھاڑ بھی دیا تھا۔

رو رو کر اس کی ناک سرخ ہو گئی تھی۔

کاشان کی دروازے پر آواز سنتی وہ بھری بن گئی۔

کچھ دیر وہ روتی رہی تھی۔ وہ اپنی کیفیت بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی۔ وہ کونسا کاشان سے اتنی محبت کرتی تھی۔۔

نہیں ہو محبت ہی تو کرنے لگ گئی تھی۔ آج اسے احساس ہو رہا تھا وہ اس سے بہت زیادہ محبت کرنے لگ گئی۔ کاشان کے لیے وہ پوزیسو ہو گئی تھی۔

کمرے کی ونڈو پر شور سنتی وہ چونکی تو حیران رہ گئی۔

کاشان معصوم سا منہ بنائے لانڈری والے رستے سے ونڈو کی دوسری طرف کھڑا تھا۔

زارا کو حیرت بھی ہوئی تھی وہ لانڈری میں دو بار گئی تھی لیکن اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہاں ونڈو بھی جہاں سے اس کا کمرہ نظر آتا ہے۔

لانڈری کے آدھے حصے پر لاک لگا ہوا تھا۔ تبھی وہ نہیں سمجھ پائی تھی اور ویسے بھی یہ گھر اسے بھول بھلیا ہی لگنے لگا تھا۔

کہنے کو اپارٹمنٹ تھا لیکن چار کمروں اور چھوٹے سے گیسٹ روم میں سے بھی نا جانے کتنے راستے بنے ہوئے تھے۔

کاشان مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔ وہ منہ پھولائے بولی تو وہ نہ چاہ کر بھی سیریس ہونے لگا

"زارا دروازہ کھولو۔"

وہ سختی سے بولا تو سبز نگینوں میں پانی بھر کر وہ کاشان کو دیکھنے لگی۔

اوکے میں غصہ نہیں کررہا اگر تم دروازہ نہیں کھولوگی تو مجھے پھر گیسٹ روم میں سونا پڑے گا۔ اور وہاں تو جوہی رہتی ہے۔

زارا کا خون کھول اٹھا تھا۔ اس نے لیمپ اٹھا کر زور سے زمین پر پھینکا تو قیمتی لیمپ کا نازک حصہ ٹکروں میں بٹ گیا۔

زارا سٹاپ دس نان سینس۔۔۔ مجھے غصہ کرنے پر مجبور نہ کرو۔ تمہیں لگ جائے گا۔ ایک ڈریس ہی تو تھا میں نے تمہیں ابھی دیا نہیں تھا۔

وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ وہ غصہ کیوں کررہی ہے؟؟

کاشان آپ مجھ پر غصہ کررہے ہیں۔

وہ روتے روتے چیخی تو کاشان اسے نرمی سے سمجھانے لگا۔

دیکھو کچھ نہیں ہوتا۔ ڈریس ہی تو تھا۔ میں تم پر غصہ کبھی نہیں کرسکتا۔

وہ تھا تو میرا ناں۔ جیسے آپ صرف میرے ہیں۔ جو ہی آپ کی کچھ نہیں لگتی آج کے بعد وہ میرے کمرے میں آئی تو میں اس کا گلا دبا دوں گی۔

آپ پر میرے علاوہ کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔

نازک سی جان تھی لیکن باتیں بڑی بڑی کررہی تھی۔

لیکن اس کا میرا کہنا کاشان کے دل پر ٹھنڈی پھوار ڈال گیا تھا۔

اچھا دروازہ کھولو میں اسے سمجھاتا ہوں۔ اور اگر تم دروازہ نہیں کھولوگی تو میں جو ہی والے روم میں چلا جاؤں گا۔

کاشان۔۔۔۔ ”””””” وہ چیخ کر دروازہ کھولنے لگی تو وہ اپنے قہقتے کا گلا گھونٹتا تیزی سے لانڈری سے باہر نکل آیا تھا۔

اندر آتے ہی اس نے زارا کو سینے سے لگایا اور اس کا سر تھپکنے لگا تھا۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ سینے پر اپنے نازک ہاتھوں کے مکے مارنے لگی تھی۔

دنیا میری دہشت سے کانپتی ہے اور یہاں میں اپنی بیوی کی دھمکیوں سے کانپ کر رہ گیا ہوں۔

اس کا سر چومتا وہ تاسف سے کہنے لگا تو زارا نے ایک اور تھپڑ اسے مارا تھا۔

آپ کو مجھ سے ہی ڈرنا چاہیے۔۔

تم پر ایسے لاکھ ڈریس قربان میری جان۔۔ لایا میں سپیشل مومنٹ کے لیے تھا لیکن خیر کیا کر سکتے ہیں۔ شکر کرو تمہاری نازک جان بچ گئی۔

بے باکی سے سرگوشی کرتا وہ اس کا چہرہ لال سرخ کر گیا تھا۔

اس کے سینے میں چھپتی وہ شرم سے دوہری ہوئی تھی۔

رات جوہی ان کی لڑائی دیکھ کر مزے سے سوئی تھی۔

صبح ان کو اکٹھے ناشتہ کرتے دیکھ کر سلگ کر رہ گئی تھی۔

کاشان ہمیشہ کی طرح اسے اپنے ہاتھ سے ناشتہ کروا رہا تھا۔

بلیو لونگ فراک میں وہ کمر پر بال پھیلائے کافی پیاری لگ رہی تھی۔

زارا نے غصیلی نگاہ سے جوہی کو دیکھا اور پھر کاشان کے ہاتھ سے ایک اور بائٹ کھایا۔

احکام بخار کی وجہ سے باہر نہیں آیا تھا۔ اور کامل کہیں گیا ہوا تھا۔

زارا روم میں جاؤ میں احکام سے مل کر آتا ہوں۔ نرمی سے اس کا گال تھپتپا کر وہ احکام کے کمرے کی طرف جانے لگا۔

وہ تب تک وہاں رہی تھی جب تک کاشان کمرے میں نہیں چلا گیا تھا۔

علایہ احکام کے پاس ہی بیٹھی تھی۔ اس کی سفید رنگت بخار سے سرخ تھی۔

گہری نیلی آنکھیں بند تھی۔

علایہ فکر سے رونے والی ہو رہی تھی۔

علایہ جاؤ زارا تمہیں بلا رہی تھی۔ علایہ کو کہتا وہ احکام کو دیکھنے لگا۔ جواب بمشکل اٹھ رہا تھا۔ کاشان نے اسے لیٹے رہنے کا اشارہ دیا تھا۔

میں سمجھتا تھا تم مجھے سچائی بتا دو گے۔ لیکن تم شاید مجھے اپنا نہیں سمجھتے۔ خیر میں کیا شکوہ کروں۔

احکام سر جھکانے لگا۔

تم ایک گنگسٹر ہو اور گینگسٹر کسی سے نہیں ڈرتے۔ تم اپنے خوف پر قابو پانا سیکھ گئے تھے پھر اب کیوں اتنا گھبرا رہے ہو۔؟

کاشان کی باتوں کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

اگر تم نہیں چاہتے کہ میں علایہ کو تم سے دور کروں اور تمہیں سزا کے طور پر ایک مہینہ کلب بھیج دوں تو کل صبح مجھے تم۔ فریش ناشتے کی ٹیبل پر نظر آؤ۔۔۔

وہ مڑ کر باہر جانے لگا۔ جب احکام اٹھ کر بیٹھا۔

سر پلیز علایہ کو مجھ سے دور مت کریں۔ میں اس کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہ سکتا۔

اس کی بے تابی پر کاشان کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

سد شکر تھا وہ مڑا ہوا تھا۔ ورنہ احکام اس کا مصنوعی انداز سمجھ جاتا۔

یہ تمہارے پر ڈیپینڈ کرتا ہے تم اگر اس کو قریب رکھنا چاہتے ہو تو ہمت کرو دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ پھر ہی کچھ بات بنے گی۔

اپنی بات کہہ کر وہ لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا تھا۔

جب کے وہ بے بسی سے بیٹھا رہ گیا تھا۔

کامل کی کال پر وہ سیٹ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیسے ہوا یہ؟؟ وہ ٹھیک ہے؟

کاشان کو پریشان دیکھتی زارا بھی سہمی تھی۔

وہ وارڈروب سے اپنا کوٹ پہننے لگا تو زارا اس کے قریب آئی تھی۔

"کاشان سب ٹھیک ہے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ مجھے بتائیں سارا۔۔۔

کاشان نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرا۔۔

سارا کا ایکسڈنٹ ہوگیا ہے۔ تم گھبرانا نہیں وہ ٹھیک ہوجائے گی بس تم رونا مت۔۔۔ اس کے سبز نگینوں پر لب رکھ کر وہ اس کی جان نکال گیا تھا۔

زارا پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ کاشان مجھے اس کے پاس جانا ہے۔ پلیز آپ مجھے لے جائیں۔ وہ ہاتھ ہٹا کر بولی تو کاشان نے اسے سینے سے لگایا۔

میں ابھی نہیں لے جاسکتا۔ یہ دشمن کی کوئی چال ہے پہلے میں خود سراغ لگالوں پھر لے جاؤں گا۔ یہ موبائل رکھو۔ میں اسی نمبر پر کال کروں گا۔

علایہ کو کہتا ہوں وہ تمہیں کھانا کھلا دے گی۔

اس کی نرم پیشانی چوم کر وہ ماسک لگاتا گھر سے نکلا تھا۔ جو ہی نے اسے نکلتے دیکھا تو شاطر طریقے سے مسکرانے لگی تھی۔

سارہ کو آئی سی یو میں لے جایا گیا تھا۔ اس کے ماتھے پر شدید چوٹ آئی تھی۔

اجیہ بیگم بھی پاس ہی پریشان کھڑی تھیں۔

کاشان ماسک ہڈی پہنے آگیا تھا۔

اجیہ بیگم نے جب اس کو دیکھا تو خوف سے اچھل گئی تھیں۔

کیا ہوا ہے سارا کو وہ تو گھر میں تھی۔ پھر کیسے ایکسڈنٹ ہو سکتا ہے۔

وہ آتے ہی دھاڑا تھا۔

کامل جو دیوار کی اوٹ میں کھڑا سرخ آنکھوں سے سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

چہرے پر ہاسپٹل ماسک لگاتا آگے آیا۔

بولو کیا کیا ہے تم نے سارا کے ساتھ؟؟؟

وہ۔۔۔۔۔ وہ۔۔۔۔۔ غنی نے اسے بری طرح مارا ہے۔۔۔ میں اسے روکتی رہی۔۔۔ لیکن اس نے بہت برے طریقے سے مارا تھا۔ یہ میرے ماتھے پر بھی۔۔ ان کے ماتھے پر چوٹ کا نشان دیکھ کر کاشان پریشان ہوا تھا۔

اسے خطرے کا احساس ہوا تھا۔

سائیڈ پر جا کر اس نے گھر کا نمبر ڈائل کیا۔

احکام جو پوری طرح اٹھا نہیں تھا۔ کاشان کی کال دیکھ کر حیران ہوا۔

اس نے فوراً کال پک کی تھی۔

احکام زارا کو دیکھو۔ فوراً جاؤ۔۔۔ وہ جوہی نے۔۔۔ خوف سے اس کی آواز رک رہی تھی۔

ماتھے پر پسینہ آنے لگا تھا۔ احکام تیزی سے باہر بھاگا۔

زارا کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سارا سامان بکھرا پڑا تھا۔

جوہی بھی اپنے کمرے میں نہیں تھی۔

علایہ فریش ہو کر واش روم سے نکلی تو احکام کو نہ دیکھ کر باہر آئی۔

زارا میم۔۔۔۔ احکام چلا رہا تھا۔

کیا ہوا احکام ؟؟ علایہ گھبرا گئی تھی۔

وہ جوہی زارا میم کو لے گئی ہیں۔ وہ بخار سے نڈھال تھا لیکن اسے زارا کی فکر تھی۔

وہ گرینڈ ما کے کمرے کی طرف بھاگا۔ گرینڈ ما دوائی کھا کر سو رہی تھیں۔

جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ جوہی نے چالاکی سے زارا کو کڈنیپ کر لیا تھا۔

سارا کی حالت کافی کریٹکل تھی۔ اس کے سر پر بھاری پتھر مارا گیا تھا۔

خون بہنے کی وجہ سے وہ ہوش میں نہیں آ رہی تھی۔

کامل کو وہی چھوڑتا وہ باہر بھاگا۔

کسی بھی طرح اسے دبئی واپس جانا تھا۔

جوہی آئی ول کل یو۔۔۔" وہ سٹیرینگ پر دونوں ہاتھ مار کر دھاڑا تھا۔

فون پر ہوتی بیل نے اس کی توجہ کھینچ لی۔

اس نے فوراً کال اٹھالی تھی۔

اس دن تو میں نے چھوٹا سا مذاق کیا تھا۔ لیکن آج تمہاری بیوی کو قریب سے دیکھا تو میں سراہے بنا رہ نہین پایا۔۔ یہ بہت ہی زیادہ خوبصورت ہے۔

جوہی ویلڈن۔۔۔ کاشان کا خون کھول اٹھا تھا۔

میری بیوی کو ایک کھرونچ بھی آئی تو تیری لاش بھی نہیں ملے گی دفنانے کے لیے

"ادریس کمال بادشاہ۔۔۔۔

اپنا نام سن کر ادریس گھبرا گیا تھا۔ وہ یہ سچ کیسے جانتا تھا۔

تم مجھے بیوقوف سمجھتے تھے لیکن اصل میں تم بیوقوف تھے۔ بزل شیخ کا نام استعمال کرنے

"والا بزدل آدمی۔۔۔۔

اور وہ غنی۔۔ نام چور۔۔۔ اس کا جو ایک ہاتھ سلامت تھا وہ بھی نہیں بچے گا۔۔۔

بکواس بند کرو اگر اپنی بیوی بچانا چاہتے ہو۔ جتنے میرے اڈوں پر قبضہ کیا ہے جتنا میرا مال ہتھیایا ہے سب واپس کرو۔

وہ سب جس کا تھا ان کو مل گیا۔ تمہارے لیے قبر کی جگہ خالی کروا دیتا ہوں۔ اس میں تمہارے ٹکرے دفنا دوں گا۔

ادریس کمال قہقہ لگانے لگا تھا۔

پہلے اپنی بیوی کو تو بچا لے۔ رک میں تجھے ابھی لائیو دکھاتا ہوں ایول کنگ۔۔ کاشان ازغن۔۔۔۔۔"""""

کاشان نے سختی سے آنکھیں بند کرلی تھیں۔

اس کا سکون اس کی زندگی تکلیف میں تھی۔ اور وہ بے بسی سے کچھ کر نہیں پایا تھا۔

کاشان نے گاڑی کی سپیڈ بڑھا دی تھی۔

کاشان کے موبائل پر ویڈیو آئی تو اس کے ماتھے پر پسینہ آنے لگا تھا۔

اس نے کال پک کرلی تھی۔

سامنے ہی زارا بے ہوش پڑی تھی۔ اور ادریس ماسک لگا کر اس پر جھکا ہوا تھا۔

دیکھو ہم دونوں کتنے پاس پاس ہیں۔

وہ اسے تکلیف دینے کے لیے پاس ہوا تو کاشان کو لگا وہ آخری سانس لے رہا ہے۔ اس نے فوراً کال کاٹی تھی۔

ادریس کال کٹ دیکھ کر سخت بدمزہ ہوا تھا۔

اس نے جوہی کو دیکھا جو سہم کر ادریس کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔

کاشان نے زارا کے کان کے پیچھے لگی چپ سے لوکیشن چیک کی تھی۔

یہ چیپ وہ اگلے دن ہی لگا چکا تھا۔ جب زارا مال سے غائب ہوئی تھی۔

اس کی حیرت کی انتہا نہین رہی تھی کیونکہ وہ اس کے گھر کے قریب ایک چھوٹے سے کیفے میں بند تھی۔

جو بیچ سے بھی تھوڑے فاصلے پر تھا۔

مطلب اس نے اس کی جگہ ہی استعمال کی تھی۔

اسے وہ اذیت یاد آنے لگی تھی۔ جب اس کی ماں بہنیں تکلیف میں تھی۔

دس منٹ کا سفر رہ گیا تھا۔ اور دس منٹ میں کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

پانچ سات منٹ میں وہ وہاں پہنچا۔ ۔ چہرے پر ماسک اب بھی تھا۔

وہ کیفے کو دیکھتا حیران تھا۔

تمہیں ذلیل کر کے تمہاری تصویریں تمہارے اس شوہر کو بھیجوں گا۔ پھر اسے اندازہ ہو گا کہ کسی کی ریاست چھیننا کیسا ہوتا ہے.

اس کے بال جکڑ کر اس نے منہ پر تھپڑ مارے تو زارا درد سے روتی بے ہوش ہونے لگی تھی۔

اس نے اپنے ہاتھ استعمال کر کے اسے مارنا چاہا تھا۔ لیکن بے دردانہ سلوک کرتے وہ زارا کی حالت بگاڑ چکا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید جھکتا باہر سے شور سن کر وہ چونکا تو جوہی بھی الرٹ ہوئی۔

پاس کھڑے لوگوں نے اس کو دیکھا تو گھبرانے لگے۔ وہ سمجھ گیا تھا وہ بالکل صحیح جگہ پر ہے۔

وہ اس پر وار کرنے کے لیے بڑھے تھے۔ جب اس نے ایک دم پشت سے گن نکال کر گولیاں چلائی تھیں۔

خود وہ ایک طرف ہو گیا تھا۔

وہاں بھگدڑ مچ گئی تھی۔

لوگوں کے بیچ سے بچتا بچاتا وہ کیفے کے اندر داخل ہو کر کچن کی طرف بڑھنے لگا۔ کچن کے پیچھے ہی چھوٹی سی گلی تھی۔

جو دوسرے راستے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔

کاشان کے اتنی جلدی پہنچ جانے پر اس نے زور سے زارا کو نیچے پھینکا۔

جوہی بوکھلا گئی تھی۔ اور بزل شیخ جو ایک طرف کھڑا ہوا تھا۔ ادریس کمال کو بھاگتا دیکھ کر سمجھ ہی نہیں پایا تھا۔

وہ پچھلے راستے سے نکل گیا تھا۔

کاشان اندر آیا تو جوہی کو دیکھ کر زارا کو دیکھنے لگا جو زمین پر گری تھی ماتھے سے خون نکل رہا تھا۔

اس نے تیزی سے بزل شیخ کی ٹانگ پر فائر کیا۔ اور زارا کی طرف بھاگا۔

سرخ ہوتی آنکھیں لٹا پٹا حلیہ دیکھ کر کاشان کا دل لہو ہوا تھا۔

اس کا سکون اس کے جینے کی وجہ زمین پر خون سے لت پت تھی۔

وہ زمین پر گرنے سے کے انداز میں بیٹھ گیا تھا۔

زمین پر ارد گرد اسکا خون گرا ہوا تھا۔ ماتھے اور پچھلی طرف زخم آیا تھا۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے زارا کو بانہوں میں بھر لیا۔

جوہی کو اس نے خون آلود آنکھوں سے دیکھا اور بزل شیخ کی ٹانگوں پر دو فائز اور کیے وہ وہی زمین پر گر گیا تھا۔

جوہی خوف سے سفید پڑی تھی۔

زارا میری جان میرے سکون۔۔۔ "آنکھیں کھولو۔ دیکھو میں آگیا ہوں۔۔ ادھر دیکھو مجھ سے لڑو زارا۔۔۔

وہ اس کا چہرہ پکڑے چیخ رہا تھا۔

جوہی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ وہ جانتی تھی وہ گناہ کر بیٹھی ہے۔

دو دن گزر چکے تھے۔ زارا کو ہوش آگیا تھا۔ اس کے پچھلے حصے پر زیادہ گہرا زخم آیا تھا۔

کاشان اس کا بہت خیال رکھ رہا تھا۔ ادریس کو ڈھونڈنے کی اس کی کوششیں اور زیادہ ہو گئی تھیں۔

وہ زارا کے پاس آیا تو اس نے انجان نظروں سے اسے دیکھا۔

اس کا دل کٹ کر رہ گیا لیکن وہ آنکھیں جھپک کر آگے آیا اور بکے اس کے پاس رکھ دیا۔ اسے سینے سے لگا کر پشت تھپکنے لگا تھا۔
آج تم ڈسچارج ہو جاؤ گی۔ پھر ہم گھر چلیں گے میں تمہارے لیے پہلے سے زیادہ پیاری "میکسی لایا ہوں۔

مگر میں اب نہیں پہنوں گی کیونکہ میں اب اچھی نہیں رہی۔" وہ فوراً بولی تو اس اونچے لمبے" مرد کی آنکھیں بھیگ گئی۔
"زارا۔۔۔۔ تم میرا سکون ہو۔ تو کیوں میرا سکون برباد کر رہی ہو ایسی باتیں کر کے۔۔
وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر پوچھنے لگا۔ تو وہ اب بھی سفید آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔
کاشان کو وہ وقت یاد آیا تھا جب وہ ماموں کے گلے لگا تھا۔ اور اس کے پاس رونے کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ اس نے سب کھو دیا تھا۔

ڈاکٹر کے مطابق ادریس نے جو زبردستی میں اسے چھوا تھا وہ بے ہوش ہونے سے پہلے اس کے دماغ سے چپک چکا تھا۔

وہ نیم پاگل سی ان لمحوں میں چلی گئی تھی۔

کاشان کا دل دھاڑیں مارمار کر رونے کو کر رہا تھا۔

ادریس کمال کو بھیانک موت وہ اب جلد ہی دینے والا تھا۔

اس نے تمہارے ساتھ کچھ نہیں کیا۔ میں ہوں سب کچھ تمہارا جب میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا تو تم کیوں سر پر سوار کر رہی ہو۔

اس کے گال چھو کر پوچھ رہا تھا۔ زارا نے دور دھکا دیا تو وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھا تھا لڑکھڑا کر نیچے گرتا سنبھلا تھا۔

یہ دیکھیں۔۔ یہ بھی دیکھیں۔۔ اپنی خراشوں والی بازو اور چہرہ دکھاتی وہ چیزیں نوچنے لگی تھی۔۔ ڈرپ کھینچ کر اتار دی تھی۔

سب میرے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہیں پہلے غنی پھر آپ نے اور اب اس نے۔۔۔ کیوں کیا سب نے میرے ساتھ برا۔۔

وہ تکیہ پھینکتی چیخی تھی۔ کاشان نے آگے بڑھ کر اسے پناہوں میں لے لیا تھا۔

کچھ نہیں کیا تم کیوں ایسا سوچ رہی ہو۔ میں ہوں ناں۔ ۔ ۔ میں تمہارے سامنے اسے ماروں گا کتے کی موت دوں گا اسے مجھ پر ظلم مت کرو۔

وہ اب ہمت ہار رہا تھا اس کی زندگی اسی کے سامنے دور ہونے لگی تھی

کاشان وہاں چار لوگ تھے سب نے مجھے دیکھا ہو گا۔ ۔ چپ ایک دم چپ۔ ۔ اسے سینے سے لگاتے اس نے باقی الفاظ روک دیئے تھے۔

تم میرے سامنے صحیح سلامت ہو میرے لیے یہی کافی جو ہی تمہاری مجرم ہے اسے تم خود سزا دینا۔ بس جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔

بے تابانہ اس کا سر ماتھا چومتا وہ زارا کو سمیٹ رہا تھا۔ زارا کی چپ ٹوٹی تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

کاشان اسے فلحال رونے ہی دینا چاہتا تھا۔

بزل شیخ کی دونوں ٹانگوں پر گولیوں کا زہر پھیل گیا تھا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کاٹی جا چکی تھیں۔ بستر پر پڑا وہ تکلیف سے تڑپ رہا تھا۔ جب کاشان ماسک لگا کر اندر آیا۔

ابھی تو وہ مکمل ٹھیک بھی نہیں ہوا تھا۔ اور وہ پھر آگیا تھا۔

مجھے معاف کردو۔ معاف کردو۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔ ادریس کمال بادشاہ نے ہمیشہ میرا نام استعمال کیا تھا۔

میں تو اس کی کٹھ پتلی ہوں۔ وہ ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگا تو کاشان نے چاقو سے اس کا ہاتھ کاٹا تھا۔

وہ درد سے چیخ اٹھا تھا۔

انہیں ہاتھوں سے میری زندگی میرے سکون کو کمال کے سامنے پھینکا تھا۔ وہ تڑپ رہی ”ہے اور میں اس کا درد کم نہیں کر پارہا۔۔

اس کو مار کر ادھ موا کرتے کاشان کا سانس پھول گیا۔
جلد ہی تیرے بیٹے کو بھی تیرے پاس بھیجوں گا۔
چاقو اس کی گردن میں گھسیڑ کر وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

وہ گھر آیا تو زارا کو کمرے میں نا پا کر اس کی سانس رک گئی تھی۔

”زارا۔۔۔ زارا۔۔۔ کہاں ہو زارا۔۔۔ علایہ زارا کہاں ہے۔۔۔؟؟

وہ چیختا ہوا باہر آیا تو علایہ کچن سے نکل کر کاشان کے سامنے آئی۔

احکام بھی باہر گیٹ سے اندر آتے حیران ہوا تھا۔

کاشان نے اسے سرد آنکھوں سے دیکھ کر علایہ سے پوچھا۔

"زارا کہاں ہے۔۔ بتاؤ مجھے؟؟

وہ چیخ کر علایہ کو دہلا رہا تھا۔

وہ۔۔۔ کہہ۔ رہی تھی۔۔ مم میں نے چینج کرنا ہے۔۔۔ واش۔۔ روم میں ہوگی۔

تیزی سے وہ دوبارہ کمرے میں گیا۔ اپنے کمرے کا دروازہ بند کرکے اس نے واش کا دروازہ کھٹکٹایا۔

واش روم کا ڈور دھکیلتا وہ دیوانہ ہوا۔

اندر زارا باتھ ٹب میں بے ہوش پڑی تھی۔ اس کی بازو پوری طرح زخمی ہوگئی تھی۔

زارا۔۔۔ کیوں کیا۔۔ زارا آنکھیں کھولو۔

وہ اس کے گال جکڑ کر اسے اٹھانے لگا تھا۔

بانہوں میں بھر کر وہ اسے کمرے میں لایا تھا۔

بھیگے کپڑوں کو دیکھ کر اس نے لائٹ بند کی اور اسے موٹی شرٹ پہنا دی۔

نرمی سے اسے بانہوں میں بھرتے وہ سسکنے لگا تھا۔ تم شفاف ہوزارا۔ کیوں نہیں اس حقیقت کو قبول کر رہی۔۔۔ کیوں اذیت دے رہی ہو۔۔۔" اس کا سر چومتا وہ سسک کر رو رہا تھا۔

تم ستمگر ہوزارا۔ میری ستمگر۔۔۔ تمہیں میں کبھی اس اذیت کے لیے معاف نہیں کروں گا۔۔

اسے سختی سے بانہوں میں بھر کر وہ کل کے لیے ادریس کمال کی موت کا سامان تیار کرنے کی پوری پلیننگ کر چکا تھا۔

وہ سارا کو سوپ پلا رہا تھا۔ سارہ کو گھبراہٹ بھی ہو رہی تھی وہ بولڈ لڑکی تھی۔ لیکن کامل کے سامنے وہ ہلکا سا کانپ رہی تھی۔

غنی نے اس کے سر پر وار کیا تھا۔ اس کا ہاتھ بھی کافی زخمی تھا۔ جس کی وجہ سے وہ کچھ بھی کھا نہیں پا رہی تھی۔

اجیہ بیگم کو وہ اب سارہ کے پاس بھی نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

سارا میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ اس کے ہونٹ ٹشو سے صاف کر کے بولنے لگا۔

اس کی خوشبو محسوس کرتی وہ نظر جھکانے لگی تھی۔

کامل آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں ماما سے کرلینا۔ بے شک وہ جیسی بھی ہیں میری ماما ہیں۔

وہ جلدی سے بولی تو کامل مسکرانے لگا۔

اور اگر میں نے اس لحاظ سے بات نہ کرنی ہو تو۔ وہ ہونٹ دبا کر ہنسی چھپاتے بولا۔

سارا نے جلدی سے سر اٹھایا تو وہ آنکھوں میں جذبات بھر کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مذاق کررہا ہوں۔ ان سے بھی پوچھ لوں گا لیکن میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کیا تم میری بیٹر ہالف بنو گی۔

سارا نے اس کے انداز پر مشکل سے ہنسی روکی تھی۔

اس کا ہاتھ تھام کر اس نے سہلایا تو وہ شرما کر منہ موڑ گئی۔

تم نے رات وہ حرکت کیوں کی۔۔؟ کیا تمہیں میرا احساس نہیں ہے۔ تم شفاف ہو میری نظر سے دیکھو گی تو تمہیں احساس ہو گا۔۔ اس کے گال تھام کر بولتا وہ درد سے چور تھا۔

زارا نے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا جس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔

اب میں تمہیں اپنے پاس آنے پر فورس نہیں کروں گا۔ تم اگر یہاں سے جانا چاہتی ہو چلی جاؤ۔

وہ بیڈ سے اٹھنے لگا تو زارا اس کے سینے سے لگتی اسے سختی سے پکڑ گئی تھی۔

چھوڑ دو زارا تم ستمگر ہو۔ میں سمجھتا تھا میں ستمگر ہوں۔ لیکن ستمگر تم ہو۔

اس کے درد بھرے انداز پر زارا پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

کاشان۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ مجھے وہ سب بھول نہیں رہا۔

پہلے غنی میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کرتا تھا اب اس آدمی نے۔ میں نے ”کسی کا کیا بگاڑا تھا۔

تو میرے ساتھ ظلم کیوں کر رہی ہو۔ میں دنیا کے لیے ظالم ہوں۔ سخت دل ہوں۔ لیکن تمہارے لیے بچے جیسا دل رکھتا ہوں۔

کاشان میں ٹھیک ہو جاؤں گی۔ میں آپ سے بہت پیار کرنے لگی ہوں۔ آپ کے علاوہ میرا اب کوئی نہیں ہے۔ مجھے آپ سے دور نہیں جانا۔ مجھے مت چھوڑیں۔ پلیز۔۔

کاشان نے اسے نرمی سے بانہوں میں بھر لیا تھا۔

تم میری سانسوں کی وجہ ہو۔ سانسیں کون خود چھین لیتا ہے۔

اس کا سر چومتے وہ بولا تو زارا نے اس کے ماتھے کو چھو لیا تھا۔

آئی لو یو کاشان۔۔۔ "اس کے اتنے خوبصورت انداز پر کاشان خوشی سے دیوانہ ہوتا اس کو خود میں چھپانے لگا تھا۔

غنی اور ادریس کمال کو میں تمہارے سامنے ماروں گا۔

بس اب تم نے رونا اور ڈرنا نہیں ہے۔

وہ اس کا سر سہلا کر بول رہا تھا۔

میں اپنے باپ سے ملنا چاہتا ہوں۔

احکام کو جو نمبر کچھ دن پہلے دیا گیا تھا اس نے اسی نمبر پر فون کیا تھا۔

دوسری طرف سے ادریس کے آدمی نے سامنے بیٹھے ادریس کو دیکھا۔ جو شراب کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

علایہ اس کے چہرے کی سرخی دیکھ کر سہم رہی تھی۔

کل بیچ پر ملنا۔ اس نے کہہ کر فون کاٹ دیا تھا۔

احکام پلیز ایسے مت کرو۔ میں تمہیں دور جاتے نہیں دیکھ سکتی تم کیوں نہیں سمجھ رہے۔ تم کاشان بھائی کو سب بتا دو۔ وہ سب سنبھال لیں گے۔

علایہ میں سر سے نظر ملانے کے قابل نہیں رہا۔۔ وہ مجھ سے بات نہیں کر رہے۔ زارا میم میری وجہ سے تکلیف میں ہیں۔

مجھے ان سے ملنا ہی ہوگا۔ وہ اگر مجھے حاصل کر کے کاشان سر کو سکون سے رہنے دے سکتے ہیں تو میں اپنی جان بھی دینے کو تیار ہوں۔

میرا سوچا ہے تم نے۔۔ میں کیسے رہوں گی۔ بولو کیسے رہوں گی میں۔۔ وہ اس کا گریبان پکڑے چیخی تو احکام نے نظر پھیر لی۔

"میری طرف دیکھو۔ جواب دو مجھے۔۔۔

علایہ نے اس کا داڑھی والا گال اپنی طرف کیا تو وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا۔

اس نے علایہ کو سینے سے لگا لیا تھا۔

میں تمہیں کھو نہیں سکتا۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ پلیز مجھے کمزور مت کرو۔

وہ اس کو سینے سے لگائے سسکا تھا۔ تو علایہ نے اس کی شرٹ جکڑ لی تھی۔

رات کا پہر تھا جب احکام علایہ سے ملتا گھر سے نکل آیا تھا۔ علایہ کے آنسو اسے بے چین کر رہے تھے۔ لیکن وہ مجبور تھا وہ اب اپنی وجہ سے کاشان کو زیادہ تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔

اس کے پاس اب چند یادیں ہی بچی تھیں۔
وہ بیچ پر پہنچا تو ہر طرف خاموشی تھی۔ موسم خوشگوار تھا۔ ٹھنڈی ہوا اس کے جسم کو سکون دے رہی تھی لیکن آج اسے سب عجیب لگ رہا تھا۔

دور سے ایک روشنی نظر آئی تو وہ اس طرف بڑھ گیا۔
آگے چھوٹی سی شپ تھی۔
شپ کے ساتھ ایک گاڑی کھڑی تھی۔

ادریس کمال بادشاہ سفید لباس پہنے آگے آیا تو احکام کو وہ اذیت یاد آنے لگی۔ جو اس نے پچھلے چند سالوں میں برداشت کی تھی۔

میرا بیٹا۔۔ میرا شیر۔ آخر لوٹ آیا۔

"اب بنے گا ادریس کا بیٹا احکام بادشاہ ڈان۔۔۔

ادریس اس کے گلے لگا تو اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔ اسے خوف محسوس ہونے لگا۔

سوری کاشان سر۔ میں سب مصیبتوں کی وجہ رہا ہوں۔ آج نہ مین زندہ رہوں گا اور نہ ہی ادریس کمال۔

اس نے چاقو پچھلی طرف سے نکالا اور ادریس کے پیٹ میں گھونپ دیا۔ ادریس پیچھے کو ہوا تھا۔

اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔ اس کے آدمی اس پر حملہ کرنے کے لیے آگے آئے تو اس نے چاقو اپنی گردن پر رکھ لیا۔

تم۔ مجھے کیا مارو گے میں خود مرنے والا ہوں۔ اس سے پہلے وہ چاقو گلے پر پھیرتا ایک دم فائرنگ ہوگئی تھی۔

ادریس کو چاقو گہرائی میں نہیں لگا تھا۔ وہ اٹھ کر بیٹے کی طرف بڑھنے لگا تو ایک گولی اس کی ٹانگ پر آکر لگی وہ وہی گر گیا تھا۔

ادریس کے ساتھ آٹھ نو آدمی تھے۔

جن پر بری طرح فائرنگ کر کے انہیں مار دیا گیا تھا۔

احکام اب تک حیران کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ جب کاشان آگے آیا اس کے چہرے پر آج ماسک نہیں تھا۔

اس نے ایک تیز نظر احکام پر ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ زارا کو بھی ساتھ لایا تھا۔

زارا کانپتے ہوئے کاشان کے ساتھ لگی۔

وہ مجھے مار دے گا پلیز کاشان یہاں سے چلیں۔

چپ اگر تم زرا سی بھی ڈری تو میں تمہیں سمندر میں پھینک دوں گا۔

وہ آج پہلی بار زارا کو سب کے سامنے ڈانٹ رہا تھا۔

زارا کو اس سمندر سے ہی نفرت ہونے لگی۔ پہلی بار یہاں ہی اس نے تھپڑ مارا تھا اور آج دوسری بار ڈانٹ رہا تھا۔

ادریس تکلیف سے ٹانگ پکڑے بے حال ہو رہا تھا۔

یہ پکڑو اس کے ہاتھوں پر ڈالو۔

زارا کے ہاتھ پر ایک بوتل رکھ کر اس نے زارا کو دیکھا کو سفید حجاب میں سہم رہی تھی۔

کاشان۔۔۔وہ خوف سے کانپی تو کاشان نے اسے گھورا۔۔

ڈالو۔۔۔۔۔

ادریس کا رنگ سفید پڑنے لگا تھا۔

وہ پیچھے کھسکنے لگا جب کاشان نے زارا کی بازو دبائی۔

اس نے تمہیں انہیں ہاتھوں سے چھوا تھا۔ گراؤ ان ہاتھوں پر تیزاب۔۔۔۔ فوراً گراؤ۔

وہ اب اور سختیت سے بولنے لگا تھا۔

زارا نے کانپتے ہاتھوں بہتی آنکھوں سے بوتل اس کے ہاتھوں پر انڈیل دی۔

ادریس کمال چیختا رونے لگا تھا۔

کاشان نے آگے بڑھ کر اس کے منہ میں دوسری بوتل ڈالنا شروع کی۔

یہ میرے ماں باپ دونوں بہنوں کی اذیت کے لیے۔ اور یہ اپنے ہی بیٹے کا سودا کرنے کے لیے۔ اس نے تیزاب اس کے پیٹ پر ڈالا تھا۔ جہاں پہلے ہی زخم تھا۔

احکام کے گال آنسوؤں سے بھیگنے لگے تھے۔

ادریس کی حالت دیکھتی زارا نے کاشان کے سینے میں اپنا چہرہ چھپا کر اس کی شرٹ کو پکڑ لیا۔ اور آنکھیں بند کرلی تھی۔

وہ کچھ دیر میں ہی تڑپ کر مر گیا تھا۔

ایک طرف کامل بھی کھڑا احکام کو خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

کاشان زارا کو لے کر احکام کے سامنے آیا تو وہ پیچھے ہونے لگا۔

زارا کو اس نے سیدھا کھڑا کیا تھا۔

ایک زوردار تھپڑ اس نے احکام کے منہ پر مارا تو زارا چیخ کر اچھلی۔

تم پاگل ہو۔ کیوں کی یہ حرکت۔ اس کا گریبان پکڑ کر اس نے جبڑے پر مکہ مارا تھا۔

کاشان۔۔۔ بس کریں۔ وہ مر جائیں گے۔

زارا کی سہمی آواز پر اس نے احکام کے سینے پر ہاتھ مار کر اسے دور پھینکا۔

آج کے بعد مجھے اپنی شکل مت دکھانا۔

انگلی اٹھا کر اسے دھمکی دیتا وہاں سے زارا کو لے کر نکل گیا تھا۔

ایول کنگ نے اپنا بدلہ لے لیا تھا۔ ادریس کمال بادشاہ صبح تک کیڑوں مکوڑوں کی خوراک بننے والا تھا۔

کاشان احکام بھائی کہاں جائیں گے۔ آپ اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ علایہ اکیلی ہوگئی ہے۔

زارا گاڑی میں بیٹھی مسلسل بول رہی تھی۔

زارا چپ کر جاؤ۔ وہ سختی سے بولا تو وہ رونے لگی۔

دوسری مرتبہ مجھے ڈانٹا ہے۔ میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔

وہ منہ بسور کر رونے لگی۔ لیکن کاشان نے اسے نہیں دیکھا۔

اسے احکام پر شدید غصہ تھا۔ اور وہ اب کافی دن اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

زارا روتے ہوئے رات ہونے کی وجہ سے سوگئی تھی۔

کاشان اسے معصومیت سے سوتا دیکھ کر جھک کر گال چھونے لگا۔

زارا اس کی شیو محسوس کر کے کسمسائی تھی۔

میں تمہیں کبھی نہیں ڈانٹ سکتا تم کاشان کی دھڑکن ہو اور سب سے بڑھ کر میری ستمگر ہو۔

اس کا ہاتھ چوم کر وہ گاڑی بھگانے لگا تھا۔

”علایہ۔۔۔۔

احکام کی آواز پر وہ فورا سیدھی ہوئی سامنے ہی احکام بکھرے حلیے میں تھا۔

احکام۔۔ تم آ گئے۔ احکام وہ آگے آ کر اس کے گلے سے لگ کر سسکنے لگی تھی۔

احکام کی آنکھیں لال تھیں۔ علایہ کو سینے سے لگاتا وہ سسکنے لگا تھا۔

احکام تم بہت ظالم ہو۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ وہ اسے مارتی دور ہوئی تھی۔

تم نے کاشان سر کو بتایا تھا۔

وہ علایہ کو سامنے کرتا پوچھنے لگا تھا۔

نہیں تم مجھے منع کر کے گئے تھے میں تمہاری مرضی کے بنا کیا کر سکتی تھی۔

وہ حیران ہوا تھا۔

مجھے سر سے پوچھنا چاہیے۔ وہ علایہ کو چھوڑتا باہر آیا جہاں کاشان لاؤنج میں ہی بیٹھا تھا۔

کامل نے اسے سخت نظروں سے گھورا جبکہ کاشان نے اسے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

سر۔۔ میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔ وہ آگے آیا تو کاشان اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

سر پلیز بات سن لیں۔ وہ اس کی طرف بھاگا لیکن کاشان نے اس کے منہ پر دروازہ بند کر دیا تھا۔

کاشان بالکل ٹھیک کر رہا ہے تم اسی قابل ہو۔ کامل کی آواز پر اس نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔

کامل گنگناتا ہوا اپنے روم کی طرف بڑھ گیا تو وہ بھی سر جھکائے علایہ کی طرف آگیا تھا۔

کاشان کے اٹھنے سے پہلے ہی وہ آج کمرے سے نکل آئی تھی۔۔

اسے اس پر غصہ بھی تھا۔ کیونکہ کل اس نے ڈانٹا تھا۔

وہ کچن میں کھڑی کاشان کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی۔

وہ ابھی تک سو رہا تھا۔ تبھی وہ آرام سے کچن میں کھڑی تھی۔

آج اس کا کاشان کے لیے ناشتہ بنانے کو دل کر رہا تھا۔

پچھلے دنوں وہ اسے کافی پریشان بھی کر چکی تھی۔

پین کیک کے ساتھ چیزی سینڈوچ ڈیسائیڈ کرتی وہ تیاری میں مگن ہو گئی۔

مجھے ڈانٹا تھا ناں اب میں مزہ چکھاؤں گی۔

کھانا بناتے ہوئے زارا کو شرارت سوجھی۔

موبائل فون اٹھا کر اس نے کاشان کا نمبر ڈائل کیا۔۔ وہ جانتی تھی اسے نیند میں فون سننا کتنا برا لگتا تھا۔

تبھی نمبر ملا کر کان سے لگایا۔

کچھ دیر بیل جاتی رہی لیکن اس نے فون نہیں اٹھایا تھا۔

وہ جان گئی تھی وہ بے سدھ سو رہا ہے۔

بار بار کال کرنے پر کاشان کی نیند خراب ہوئی تو اس نے زارا کو پکارا۔

لیکن وہ کمرے میں ہوتی تو ملتی۔

کون بدتمیز ہے جو مجھے فون کر رہا ہے۔ کس کی موت آئی ہے۔ دانت کچکا کر اس نے فون اٹھایا تو سامنے مائے لائف کا نام دیکھ کر اس نے خود کو گالیوں سے نوازا۔

”گدھا ہوں میں

فون کان سے لگا کر اس نے سانس لیا۔

ازا یوری تھنگ اوکے تم کال کیوں کر رہی ہو؟

آپ سو رہے تھے؟ زارا نے معصومیت سے پوچھا۔

کاشان نے حیرت سے فون کو گھورا۔

کیا وہ پاگل تھی۔ جو یہ سوال کر رہی تھی۔

ظاہر ہے کمرے میں سویا ہی جاتا ہے۔ خیر تم کیوں پوچھ رہی تھی۔ اور تم ہو کہاں جو فون پر“ بات کر رہی ہو؟۔

میں آپ سے ناراض ہوں۔ آج آپ مجھے منائیں گے۔

کاشان کو آج وہ جھٹکے پر جھٹکا دے رہی تھی۔

۔

کیوں ناراض ہو؟

آپ نے رات مجھے ڈانٹا تھا۔ میرے آنسو بھی صاف نہیں کیے تھے

اور میں نے آپ کو اٹھایا تھا۔ آپ گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔

"زارا تم جھوٹ مت بولو۔ میں ہمیشہ جاگ جاتا ہوں۔ اور ناراض کیوں ہو؟؟

کل جیسے رات ڈانٹا تھا۔ اور میں اتنا ڈر گئی تھی۔

میری حالت دیکھی تھی آپ نے؟؟

آپ کو مجھ سے پیار نہیں ہے نہ ہی آپ میری فکر کرتے ہیں۔

وہ سوں سوں کرتی بولی تو کاشان فکر سے پاگل ہوا

اچھا تم رومت میں کب تم سے پیار نہیں کرتا۔ کب فکر نہیں کرتا۔ ؟ اور میں تمہارے ساتھ ہی تھا۔۔

کاشان کو نئی فکر نے گھیر لیا تھا۔

اچھا آپ کو فکر ہے ؟ زارا فوراً بولی۔

کمرے میں آؤ فکر پیار سب دکھا دوں گا۔

اس کے ذو معنی انداز پر زارا سٹپٹانے لگی۔

نہیں آج میں کمرے میں نہیں آؤں گی۔ آپ خود باہر آئیں گے لیکن اس سے پہلے آپ کو میرا کام کرنا ہوگا۔

وہ انگلی منہ میں دباتی بولی تھی۔

کام !! مس زارا آر یو کریزی ؟ ؟ آپ کو لگتا ہے میں کام کروں گا۔

آپ مجھ سے پیار بھی نہیں کرتے۔ وہ پھر روتے روتے بولی تھی۔

زارا کیوں تنگ کر رہی ہو۔ سونے دو مجھے"۔

سو جائیں آپ۔۔۔ "اب میں آپ کے پاس بالکل نہیں آؤں گی۔ سونا اکیلے تکیے کو۔۔۔۔

ایییی!!!اس نے دانت پیسے اور آنکھیں بند کرلی۔

کاشان کا قہقہ فون سے سنائی دیا۔

کیا بول رہی تھی۔ بات تو پوری کرو۔۔"اسے چڑاتا کاشان دوبارہ بولا تو زارا نے شرم سے پلکیں جھکا لی۔

"نہیں کرنی بات"

"میں سامنے نہیں ہوں پھر بھی شرما رہی ہو۔ اگر سامنے ہوا تو کیا کروگی۔"

کاشان کی صحیح بات پر وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

میں روم میں ہی ہوں کمفرٹ میں لیٹ کر سونے کی دوبارہ تیاری کر رہا ہوں۔

کاشان آپ بہت بدتمیز ہیں۔

وہ تو میں بہت ہوں۔ وہ شوخ پن سے بولنے لگا۔

اب میری بات سنیں اگر آج آپ نے روم کی صفائی نہ کی تو میں عجمان چلی جاؤں گی۔

اسے دھمکی دیتی وہ کال کاٹتی ہنسی تھی۔

کاشان نے حیرت سے فون کو دیکھا۔

واٹ کمرے کی صفائی اور میں؟ اور یہ عجمان۔۔۔ اس کی تو میں۔۔۔ وہ کچھ کہتا کہتا رک گیا۔

کنٹرول کاشان کنٹرول۔۔۔

وہ کمرہ دیکھتا بڑبڑایا۔

صوفہ پر بکھرے کاشان کے کپڑے۔ ڈریسنگ ٹیبل پر ساری پرفیوم اور باقی چیزیں بکھری ہوئی تھی۔

کمفرٹ ایک طرف گرا ہوا تھا۔

یہ بیویاں بھی ناں انسان کو کیا سے کیا بنا دیتی ہے۔ سر کھجاتا اٹھا۔

وہ عجمان چلی جائے گی۔ اسے عجمان کی یاد آئی تو غصہ بڑھ گیا۔

اس کو میں پوچھتا ہوں۔ ایسے کیسے جائے گی۔

وہ شرٹ پہنتا باہر بڑھا۔ ماتھے پر تین لکیریں تھی۔

زارا نے دروازے کی آہٹ سنی تھی۔

وہ فوراً سلیب کے نیچے ہو کر چھپ گئی۔

زارا!!! وہ اونچی آواز میں بول کر ادھر ادھر زارا کو تلاشنے لگا۔

ضرور لانڈری میں ہوگی۔ وہ چلاتا ہوا وہاں بڑھا۔ زارا ہنسی کنٹرول کرتی دہری ہو رہی تھی۔

کیا مسلہ ہے؟ کیوں شور کر رہے ہو۔ کامل کا کمرہ لانڈری کے ساتھ تھا۔ وہ شور سن کر اٹھ گیا تھا۔

شٹ اپ اپنا کام کرو۔ وہ اسے جھڑکتا لانڈری میں نظر دوڑانے لگا۔ لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی۔

یہ لڑکی آج میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گی۔ گرینڈما کے کمرے میں بھی وہ نظر نہیں آئی تھی۔

وہ گرینڈما کے کمرے میں گیا تو زارا فوراً اپنے کمرے میں بھاگ گئی تھی۔

احکام نیند سے بیدار ہو کر باہر آیا تو کاشان کو بوکھلاہٹ سے دیکھتا حیران ہوا۔

کاشان نے اسے پھر نظر انداز کر دیا تھا۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

زارا کہاں ہو؟ کیوں تنگ کر رہی ہو۔ کاشان کی آواز اب غصے سے بھاری ہو گئی تھی۔ زارا کو اپنی ہنسی کنٹرول کرنا مشکل لگا تھا۔

ٹھیک ہے میں کمرا صاف کر دوں گا۔ وہ بڑبڑاتا کمفرٹ طے کرنے لگا تو وہ اس کے ہاتھ سے پھسلتا زمین پر گرا۔

پہلے یہ کپڑے اٹھا لیتا ہوں۔ وہ صوفے کی طرف آیا تو زارا کا سانس اٹک گیا۔ وہ صوفے کنارے پر ہی چھپی ہوئی تھی۔

زارا پیچھے ہونے لگی تو کاشان نے بازو سے پکڑ کر اسے سامنے کیا تھا۔

آ۔۔۔آ۔۔وہ چیخ کے ساتھ کھڑی ہوئی اور کاشان کی شرٹ کو پکڑا۔

اب بتاؤ۔۔کون صفائی کرے گا کون ناراض تھا۔ اس کو کمر سے پکڑ کر ساتھ لگاتے وہ شرارت سے بولا تو زارا کے گال سرخ ہونے لگے تھے۔

مت بھولو مین ایول کنگ ہوں۔ اور تم میری کوئین۔ تمہاری سانسوں سے میں تمہیں پہچان سکتا ہوں۔ اس کے گال پر لب رکھتا وہ شدت سے بولا تھا۔

"بڑے آئے مجھے پہچاننے والے۔

زارا نے منہ بنایا تو کاشان اسے گدگدانے لگا تھا۔

سب تیاریاں ہو چکی تھیں۔ چھوٹے سی تقریب تھی جو گھر میں ہی ہونی تھی۔

غنی کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ اس لیے وہ الرٹ تھے۔

جوہی کو کاشان نے قید کیا ہوا تھا۔ وہ اسے نہ مار سکتا تھا نہ اسے تکلیف دے سکتا تھا وہ عورت زاد کی عزت کرنا اچھے سے جانتا تھا۔ اس کی قید ہی اس کی سب سے بڑی سزا تھی۔

وہ کمرے میں آیا تو حیران رہ گیا۔ دل کی دھڑکن بڑھی تھی۔

سامنے زارا گولڈن مہرون لونگ میکسی پہنے اپنا سنہری اور براؤن بال سلجھا رہی تھی۔

وہ بہت کم بال کھولتی تھی اس کے کمر سے نیچے آتے بال کاشان کا دل ڈگمارہے تھے۔

وہ ٹرانس میں چلتا آگے آیا تو زارا شرما کر نظر جھکانے لگی۔
اوپر دیکھو لڑکی۔ اور یہ کیا بالوں کو پھیلایا ہے۔ کتنگ عجیب لگ رہے ہیں۔

اس کی بھاری سرد آواز پر سر اٹھا کر اس نے آنکھوں میں نمی بھر کر اسے دیکھا جو سنجیدہ شکل بنائے کھڑا تھا۔

‘کیا مین عجیب لگ رہی ہوں۔۔؟
وہ روہانسی ہوتی پوچھنے لگی تو کاشان نے ہاں میں سر ہلایا۔ جاؤ چینج کرو۔ زرا پسند نہیں آیا مجھے یہ ڈریس۔

وہ ماتھے پر بل لیے مڑنے لگا تو زارا نے زور سے برش ٹیبل پر پھینکا۔

میں یہی پہنوں گی۔ آپ ہی تو لائے تھے میرے لیے۔ اب میں نہیں جاؤں گی۔

وہ غصے سے بول کر بیڈ پر جا بیٹھی تھی۔

کاشان مسکراہٹ دباتا اس کے برابر آ کر بیٹھا تو وہ دور کھسک گئی۔

پیچھے ہوں آپ بھی زرا اچھا نہیں لگ رہے۔

وہ ناک سکوڑے بولی تو کاشان کا قہقہ گونج اٹھا۔

جانتی ہو اگر میں نے تمہاری تعریف کی تو میں پھر دوسرے طریقے سے کروں گا۔ اور میری دوسری تعریف کرنا تمہیں ہضم نہیں ہوگا۔

وہ گال چومتا بولا تو زارا نے فوراً چہرہ چھپالیا۔

اتنی پیاری لگ رہی ہو دل کر رہا ہے اپنی پناہوں میں چھپا کر سب سے دور لے جاؤں۔

اس کے چہرے پر رکھے ہاتھوں پر لب رکھے وہ گھمبیر انداز سے بولتا زارا کے دل کو شدت سے دھڑکانے لگا۔

کاشان بس کریں ہمیں جانا ہے۔ وہ ہاتھوں پر لب محسوس کرتی شرم سے دوہری ہوئی تو کاشان نے اسے بانہوں میں بھر لیا تھا۔۔

آج تمہاری خیر نہیں ہے۔ اور میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔

وہ کان میں سرگوشی کرتا زارا کا دل حلق میں لے آیا۔

بہت بے شرم ہیں۔ وہ منہ بنائے بولی

"ہاں مجھے بے شرم ہونا ہی چاہیے۔۔

وہ نازک گالوں کو ایک بار پھر چھو کر اس کے بالوں میں منہ چھپا گیا تھا۔

کامل نے بلیک پینٹ کوٹ پہنا تھا جس کے بارڈر پر باریک ڈیزائن تھا۔

سارا کو یاد کر کے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی تھی۔

اس نے کل ساری شاپنگ اپنی پسند سے کی تھی۔ ایک ایک چیز خرید کر وہ سارا کی نازک جان کو تصور کرتا رہا۔ ۔ احکام بھی اسے چھیڑتا رہا تھا۔ وہ ڈھیٹ بنا شاپنگ کرتا رہا۔

کچھ دیر میں وہ نکلنے والے تھے۔

علایہ بلیک اور سلور گاؤن پہنے احکام کا دل دھڑکا رہی تھی۔

وہ کئی بار اس سے شرارتیں کرتا اسے سرخ کر چکا تھا۔

کاشان کا رویہ اب بھی اس سے بگڑا ہوا تھا۔ لیکن وہ اپنا اور اس کا ڈریس سیم لے کر آیا تھا۔

دونوں مہرون پینٹ کوٹ پہننے والے تھے۔

کچھ دیر میں گرینڈ ما کے ساتھ وہ عجمان کے لیے نکل گئے تھے۔

سرخ لونگ میکسی کے ساتھ مہرون ڈوپٹے میں سارا کو دیکھ کر کامل کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔

احکام نے اسے ٹوکا تو وہ منہ بنا کر دوبارہ اسے مسکرا کر دیکھنے لگا۔

یہ تو گیا کام سے۔ یہ کاشان سر سے بھی زیادہ دیوانہ بنے گا۔

وہ آنکھیں گھماتے بولا تو کامل نے کہنی اس کی پسلی پر ماری تھی۔ سامنے دیکھا تو کاشان زارا کو ساتھ بٹھا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

پھنس گیا میں۔۔ علایہ اس کی نازک حرکتوں پر کھلکھلانے لگی تھی۔

کچھ دیر میں نکاح کی رسم شروع ہوئی تو سارا نے روتے ہوئے حامی بھر دی۔

کامل نے بے تابی سے جلدی جلدی سائن کیے تھے۔

سارا کو اس کے ساتھ بٹھایا گیا تو کامل نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

بہت پیاری لگ رہی ہو دل کر رہا ہے تمہیں اٹھا کر بھاگ جاؤں۔۔" سارا اس کی بے باک سرگوشیوں پر اچھلی تھی۔

شکل سے وہ جتنا سیدھا تھا ٹھرکی حرکتوں میں وہ اپنا بنا بنایا امیج خراب کر رہا تھا۔

"کامل تو ابھی سے دیوانہ بن گیا ہے۔

کاشان نے زارا کے کان میں کہا تو زارا مسکرائی تھی۔

آپ بھی تو میرے دیوانے بنے بیٹھے ہیں ایول کنگ کو کوئی بیوی کے سامنے دیکھ لے تو "یقین نہیں کرے گا یہ ڈرپوک سے چوہے ہیں۔ وہ بھی موٹے تازے ڈرپوک چوہے۔۔

کاشان نے اسے گھور کر دیکھا تو زارا ہنسنے لگی۔

اجیہ بیگم نے اس کی ہنسی کو آج بھی نفرت سے دیکھا تھا۔

آج میں تمہیں شیر بن کر دکھاؤں گا اور تم بنو گی ڈری ہوئی چوہیا۔ "۔

کاشان کی سرگوشی پر اس نے گردن اکڑائی۔

"دیکھتے ہیں کون شیر اور کون چوہا ہوگا۔ "

"میں بتا رہا ہوں آج تم خود کہو گی تم چوہیا ہو۔

اس کی آنکھوں میں دیکھ کر لب کا کونا دبا کر اس نے آنکھ سے ذو معنی اشارہ کیا تو زارا کا چہرہ سرخ ٹماٹر کی طرح ہوا تھا۔

نہایت بے شرم ہیں بات مت کیجیے گا۔ وہ اٹھ کر جانے لگی تو کاشان نے سامنے موجود مٹھائی کا ٹکرا اس کے منہ میں ڈال دیا۔

"نیک کام سے پہلے کچھ میٹھا ہو جائے۔۔

کاشان۔۔۔ "وہ دانت کچکا کر چیخی تھی۔ اور شرم سے سر بھی جھکانے لگی تھی۔

کاشان بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کر پایا تھا۔

وہ سب گھر واپس آ گئے تھے۔

کامل کی حرکتیں دیکھ دیکھ کر احکام اور علایہ نے اسے خوب چھیڑا تھا۔

کاشان اور زارا آج ہوٹل میں ٹھہرے تھے۔ گرینڈ ما اپنے کمرے میں ریسٹ کرنے جا چکی تھی۔

علایہ نے سارا کو اس کے کمرے تک پہنچایا تھا۔

وہ بیڈ کے کنارے پر بیٹھی تھی۔ جب کامل اندر آیا۔

پھولوں سے سجا کمرا سارا کو بے چین کر رہا تھا۔

کامل اندر آیا تو اس کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔ اس کی بے باکیاں وہ گاڑی میں ہی دیکھ چکی تھی۔

میرے لائے ڈریس میں تم اتنی خوبصورت لگو گی میں نے سوچا بھی نہیں تھا۔ "

اس کے ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑا کر کے اس نے سارا کی کمر میں اپنا بازو حائل کیا۔

اس کی نزدیکی سے سارا کی دراز پلکیں لرزنے لگی تھیں۔

میرا پورا ارادہ تھا تمہیں وہاں سے غائب کرنے کا پر افسوس میرا کھڑوس باس وہی بیٹھا تھا۔

کاشان بھائی کھڑوس تو نہیں ہیں۔ سارا فوراً بولی تو کامل نے منہ بنایا۔

اچھا وہ کھڑوس نہیں تو کیا میں کھڑوس ہوں۔ وہ ناراضگی سے بولا تو سارا نے دہل کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

سارا نے فوراً سر جھکا لیا۔

ویسے میں کھڑوس بالکل نہیں ہوں ہاں رومینٹک میں بے شمار ہو سکتا ہوں۔

اس کے لب سہلائے وہ گھمبیر انداز میں کہنے لگا تو سارا کی دھڑکنیں بے قابو ہونے لگی۔

کامل نے اس کی گردن میں نازک چین ڈالی تھی۔

جانتی ہو اس دن زارا کو چھوڑنے میں نہایت غصے میں گیا تھا لیکن تمہارا مینجر کہنا مجھے اتنا اچھا لگا تھا کہ مین نے تمہارا مینجر بنا ہی پسند کر لیا۔

اس کے سر کے ساتھ سر جوڑتے وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے تھے۔

آپ مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟" زارا کا نپتی پوچھنے لگی تو کاشان مسکرایا۔

اپنی حلال بیوی سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔

اس کی کمر کو جکڑ کر قریب کرتا وہ کان میں بولا تھا۔

اینی۔۔۔۔ "آپ حلال بیوی مت کہا کریں بڑی عجیب فیلنگ آتی ہے۔

وہ دانت کچکچائے بولی تو کاشان کا قہقہ گونج اٹھا تھا۔

"کیسی والی فیلنگ۔۔۔

زارا اس کی نئی سرگوشی پر سرخ پڑی تھی۔۔ وہ میں نہیں بتاؤں گی گھر چلتے ہیں گرینڈما ویٹ کر رہی ہوگی۔

وہ شرما کر بولنے لگی تو کاشان نے اسے مزید پاس کیا۔

اس کے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں اس نے ڈائمنڈ کی رنگ پہنائی اور دونوں ہاتھوں کو لبوں سے چھو لیا تھا۔۔

گرینڈما ایک پیارا سا پوتا چاہتی ہیں۔ ہمیں انہیں وہی دینے کی تیاری کرنی چاہیے۔۔

کاشان۔۔۔" زارا بولتی منہ ہاتھوں میں چھپانے لگی تھی۔

زارا۔۔۔ میری زندگی کا سکون۔ ایول کنگ کی کوئین۔ ایول کنگ کی زندگی بدلنے والی ایک پیاری سی پری۔۔۔۔ ....." اس کے ماتھے کو چھو کر اس نے کئی محبت بھرے نام اس کی ذات کے حوالے کر دیے تھے۔

کاشان اسے بانہوں میں بھر کر بیڈ کی طرف بڑھنے لگا تھا۔

صبح اس کی آنکھ کھلی تو وہ کاشان کی بانہوں میں تھی۔

کاشان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

زارا اس کا چہرہ دیکھتی رب کی شکر گزار ہوئی تھی جس نے اسے غنی سے چھڑوا کر کاشان جیسا اچھا انسان دیا تھا۔

اسے اجیہ بیگم کے رویے نے رات کافی دکھ دیا تھا۔ وہ ان کے گلے لگنا چاہتی تھی لیکن انہوں نے منہ موڑلیا تھا۔۔ کاشان نے اس کا اترا چہرہ دیکھ لیا تھا تبھی یہاں لایا تھا۔

اداس مت ہوا کرو۔ تم اداس ہوتی ہو تو سارے موسم سارا ماحول اداس ہوجاتا ہے۔۔ اور ایول کنگ کی ساری خوشیاں کہیں کھوجاتی ہیں۔۔

اسے اپنے پاس کھینچ کر سینے سے لگاتا بولا تو زارا کے کئی آنسو بہہ گئے تھے۔

"تمہاری ماں ایک بے حس عورت ہے۔"

کاشان وہ میری ماما ہیں لیکن انہوں نے کبھی مجھ سے پیار نہیں کیا۔

میری جان میرے سکون میں ہوں ناں تمہیں پیار کرنے کے لیے اس کے نم بالوں میں انگلیاں پھیر کر اس نے زارا کا دھیان بٹانا چاہا۔

زارا نے اس کے سینے پر تھپڑ مارا تو وہ آوچ کر کے رہ گیا۔

ویسے رات چوہیا کون تھا۔۔؟ "کاشان نے اسے سامنے کیا تو وہ دوبارہ اس کے سینے میں چہرہ چھپاتی شرمائی تھی۔

"بہت ہی زیادہ بدتمیز اور بے شرم ہیں اپ مجھ سے بات مت کیجیے گا۔۔۔

کاشان مسکرانے لگا تھا۔

کاشان اس کے بال سہلا کر اجیہ بیگم کے بارے میں سوچنے لگا تھا۔ وہ جانتا تھا وہ سیدھی عورت نہیں ہیں۔ اب بس ان کے گرداب جال کسنا چاہتا تھا۔

سر میں آج آپ سے سوری کیے بنا نہیں جاؤں گا۔ احکام کاشان کو آج ہر حال میں منانا چاہتا تھا۔۔

وہ اور زارا ابھی گھر آئے تھے۔

جب احکام اور علایہ اس کے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ علایہ جانتی تھی کاشان کو دکھ ہے۔ لیکن احکام کو اس کی غلطی کا احساس دلانا ضروری تھا۔

میں نے تمہیں معاف کیا اب جاؤ یہاں سے۔ کاشان اپنا چہرہ موڑ کر بولا تو احکام کی آنکھیں دکھ سے سرخ ہو گئی تھیں۔

سر میں زارا میم اور آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔ میرے باپ نے جو تکلیف مجھے دی ہے۔ اور میری وجہ سے جو زارا میم نے برداشت کیا وہ مجھے پل پل مار رہا تھا۔

وہ کاشان کے زبردستی گلے لگ کر بولا تو زارا کی آنکھیں بھی بھیگنے لگی۔

میں نے تمہیں اپنے سگے بھائیوں سے بڑھ کر مانا ہے کیونکہ تمہارا اور میرا دکھ ایک جیسا تھا۔

لیکن تم نے اس دن وہ غلط حرکت کر کے مجھے میری ہی نظروں میں گرادیا۔ تم نے بتایا کہ میں تمہارا کچھ نہیں لگتا۔ ایسا مت کہیں سر پلیز۔ اس نے اپنے بازو سختی سے کاشان کے گرد باندھ لیے تھے۔

زارا نے بھیگی آنکھوں سے اسے اشارہ دیا تو وہ اسے گھورنے لگا۔

جیسے ابھی معاف نہ کرنا چاہتا ہو۔ لیکن زارا کی بات وہ کیسے ٹال سکتا تھا۔

اگر معافی چاہتے ہو تو یہ پورا مہینہ تم کلب میں گزارو گے اور علایہ گرینڈما کے پاس رہے گی۔

کاشان کی خوفناک سزا پر احکام جھٹکے سے دور ہوا اور علایہ بھی احکام کی بازو سے چپکی۔

کاشان کا چہرہ سیریس تھا لیکن آنکھیں مسکرا رہی تھی۔

زارا نے آنکھیں صاف کر کے کاشان کو حیرت سے دیکھا جواب ایول کنگ بنا کھڑا تھا۔

کاشان آپ ایسی سزائیں کیوں دیتے ہیں؟" وہ چڑ کر بولنے لگی۔

کاشان نے اسے گھورا تو وہ ہاتھ مارتی منہ موڑ گئی۔۔

علایہ اب بھی احکام کا بازو پکڑے کھڑی تھی۔

جاؤ اگر میری معافی چاہتے ہو تو میرا حکم بھی مانو۔

وہ وارڈوب کی طرف بڑھتا کہنے لگا جیسے اب وہ کچھ نہیں سننا چاہتا تھا۔

احکام بیچارگی سے کاشان کی حرکتیں دیکھنے لگا۔

دلہے صاحب ہنی مون پر پھر کبھی جانا فلحال اجیہ بیگم کے اڈے پر حملہ کرنا ہے۔ میں نے ساری انفارمیشن نکال لی ہے وہ آج قریباً سولڑکیاں شپ کے ذریعے بھیجنے والی ہے۔ اور

اسی شپ میں زہریلی شراب کی بوتلیں بھی ہیں ڈرگزاس نے لڑکیوں کے پیٹ میں آپریشن کروا کے رکھوائے ہین۔

کامل کو سارا کے ساتھ چپک کے بیٹھے دیکھ کر کاشان ظالم سماج بن کر حکم دینے پر کامل بدمزہ ہوا۔ جبکہ سارا شرم کر دور ہوتی فاصلہ بنا گئ۔

لیکن حقیقت سن کر اس کا چہرہ سفید ہونے لگا تھا۔

خود تو تم اچھا خاصہ انجوائے کر چکے ہو اور مجھے اگلے دن ہی ہنی مون سے ڈریگن ورلڈ میں بھیجنا چاہ رہے ہو۔

کامل نے منہ بنا کر کہا تو احکام کو اپنا بدلہ پورا ہوتا محسوس ہوا۔۔ اس نے طنزیہ مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی تھی۔

کامل نے اسے گھورا تھا۔

کاشان بھائی میں آپ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔

سارا بولی تو کاشان نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

جبکہ کامل بھی سنجیدہ ہو گیا تھا۔

کاشان بھائی میں جانتی ہوں وہ میری ماما ہیں لیکن ان کے جرم بہت زیادہ ہیں لیکن پھر بھی "میں چاہتی ہوں انہیں سخت سزا مت دینا۔

وہ بولی تو زارا کی آنکھیں بھی بھیگ گئی۔

پریشان مت ہو۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا میں انہیں جیل بھیجنے کا ارادہ ہی رکھتا ہوں جانتا ہوں تم لوگو کو دکھ ہو گا۔ لیکن میں انصاف کرنا چاہتا ہوں۔

میرا طریقہ بے شک غلط ہے لیکن مجھے دشمنوں کو اس کے انجام تک پہنچائے بنا سکون نہیں آتا۔

سارا اور زارا نظریں جھکا کر رہ گئی تھیں۔

کامل اپنا خیال رکھیے گا۔" وہ اس کے سینے سے لگی بولی تو کامل نے اسے باہوں میں "بھر لیا۔

میں جانتا ہوں تم اداس ہو لیکن میں وہاں تمہیں لے جاتا لیکن میں نہیں چاہتا میری جان اداس ہو۔ اس کی پیشانی چوم کر اس نے سارا کو ریلکس کرنا چاہا۔

سارا کی آنکھیں نم تھی۔ کامل کا دل پریشان ہونے لگا تھا۔

اچھا بتاؤ میں کھڑوس ہوں یا رومینٹک؟؟ "وہ اس کا موڈ بحال کرنے کے لیے پوچھنے لگا۔ تو سارا نے ہاتھ مسلے تھے۔

بتاؤ مس سارا۔۔ ورنہ میں کھڑوس بن کر رومینٹک ہوا تو تمہیں برداشت نہیں ہو گا۔

وہ مصنوعی رعب سے پوچھنے لگا تو سارا نے اسے گھور کر دیکھا۔

نہ آپ کھڑوس ہیں نہ آپ رومینٹک۔۔ وہ منہ بنا کر بولی۔ تو کامل حیران ہوا

آگر میں رومینٹک کھڑوس نہیں ہوں تو کیا ہوں؟

کامل نے دونوں ہاتھوں سے کمر جکڑ کر اسے لاک کیا تھا۔

آپ کامل ہیں سارا کے کامل۔۔ سارا کی پہلی محبت۔۔ "اسے کے سینے سے لگ کر اس نے اظہار کیا تو کامل کے لب مسکرانے لگے تھے۔

لیکن میں اب رومینٹک کامل بننا چاہتا ہوں سارا کا رومینٹک کامل۔

اس کے چہرے پر کئی شرارتیں کرتے اس نے سارا کو بوکھلا دیا تھا۔

"تم گاڑی میں رہو گی میں تمہیں لانا نہیں چاہتا تھا لیکن تمہاری ضد۔۔۔

اس نے زارا کے منہ پر سادہ ماسک لگا دیا تھا۔

کامل اور احکام دوسری گاڑی میں تھے۔ زارا نے کاشان کو غصے کو دیکھ کر جلدی سے اس کے گردن میں باہیں ڈالی تاکہ وہ مزید غصہ نہ کر سکے۔

اپنی انہیں حرکتوں سے تم مجھے ایول کنگ نہین بننے دیتی۔ جس دن میں ستمگر بن گیا ناں تم روتی رہ جاؤ گی۔"

اس کی ننھی ناک چوم کر اس نے پاس کیا تو زارا کا دل دھڑک گیا۔

زارا پلیز خود کا خیال رکھنا کچھ بھی ہو جائے گاڑی سے باہر مت آنا"۔ "

اسے ہدایات دیتا وہ گاڑی سے اترا ہی تھا جب زارا نے اسے آواز دی۔

کاشان نے اس کے سبز نگینے دیکھے تو بے قرار سا آگے بڑھ کر اسے باہوں میں بھر گیا۔

تم میرا آخری سکون ہو۔ اور میرے سکون کبھی مجھ سے دور مت جانا۔ ورنہ ایول کنگ" "مرجائے گا۔

زارا سہم گئی تھی۔ لیکن کچھ نہیں بولی۔

کچھ دیر بعد اسے آزاد کرتا وہ تیزی سے کلب کی طرف بڑھا جو اجیہ بیگم کا خفیہ اڈہ تھا۔

کامل اور احکام پچھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے اور کاشان عام آدمی بن کر اندر داخل ہوا۔

زارا گاڑی میں مکمل طور پر سیو تھی گاڑی سے سیاہ شیشے تھے جس کی وجہ سے کوئی اندر نہیں دیکھ سکتا تھا۔

نیچے والے پورشن میں ڈانس اور جام کا دور چل رہا تھا۔

کاشان سانس بھر کر اوپر جانے لگا تو ایک آدمی نے اسے روکا۔ کاشان نے جیب میں سے لوگو والا کارڈ نکالا تو اس نے کاشان کو غور سے دیکھا اور پھر اوپر کی طرف بڑھنے لگا۔

وہ آدمی ساتھ چل رہا تھا۔ اوپر مڑتے ساتھ ہی کاشان نے اس کی گردن مروڑ کر اسے دور پھینکا اور آخری کمرے کی طرف بڑھا جس کے دو دروازے تھے۔

اندر غنی لڑکیوں کو چیک کر رہا تھا اور اجیہ بیگم بھی پاس ہی تھیں۔

احکام اور کامل پچھلے دروازے سے داخل ہوئے تو اجیہ بیگم خوف سے سفید پڑ گئی۔

انہیں یقین نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی آجائیں گے۔ ابھی کل ہی تو سارا کی شادی ہوئی تھی اسی لیے انہوں نے آج ہی کام کا سوچا تھا تاکہ ایول کنگ مصروف رہے۔

غنی کا کالا چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔

آج میں تمہیں اپنا اصلی چہرہ دکھاؤں گا تاکہ موت کے وقت تم یاد رکھو گے ایول کنگ کون تھا۔

وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

غنی کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

احکام اور کامل لڑکیوں کو پچھلے دروازے سے نکالنے لگے۔

اجیہ بیگم اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی تھی۔

اجیہ بیگم وہیل چئیر پر بیٹھی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ باہر نہیں جا سکتی تھی۔

غنی نے ایک دم گن نکال کر اجیہ بیگم پر فائر کر دیا۔

ان کی بازو پر گولی لگی تو وہ چیخ اٹھی۔

کاشان کا ماسک اتارتا ہاتھ رک گیا۔

کاشان کی نظر بھی ان پر گئی تو غنی نے تیزی سے اجیہ بیگم کی گردن پر گن رکھ دی۔

کاشان رک گیا تھا۔

اگر اس عورت کی جان بچانا چاہتے ہو تو مجھے جانے دو۔

"رک جاؤ غنی۔۔ ورنہ میں تمہیں ایسی کتے کی موت دوں گا تمہاری روح کانپ اٹھے گی۔

کاشان کی دہشت سے اسے کے ہاتھ تو کانپے لیکن وہ قابو رکھنے لگا۔

میں آج کسی سے نہیں ڈروں گا۔ تمہاری وجہ سے آج میرا کروڑوں کا نقصان ہو گیا ہے۔

کاشان نے گن تانی تو اس نے زور سے اجیہ بیگم کی گردن پر پستول ماری۔

اجیہ بیگم کی درد چیخ نکلی تھی۔

کاشان اسے جانے دو پلیز۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تھیں۔

کاشان سائیڈ پر ہوا تو وہ وہیل چئیر سے کھڑا کر کے اسے گھسیٹتے باہر کی طرف بڑھنے لگا۔

کامل احکام آدھی لڑکیوں کو باہر چھوڑنے گئے تھے تبھی غنی نے موقع سے فائدہ اٹھا لیا تھا۔

وہ اجیہ بیگم کو گھسیٹ کر سنسان راستے سے باہر لایا تو کاشان تیزی سے اس کے پاس بھاگا۔ وہ اجیہ بیگم کو موت دینا نہیں چاہتا تھا۔

تھوڑی دور ہی گاڑی میں دبکی زارا کا سانس رکا۔ سامنے ہی غنی اس کی ماں کو پکڑ کر کھڑا تھا۔

جس کا ڈر تھا وہی ہوا تھا۔ غنی سنسان راستے میں ہی اجیہ بیگم کو لے آیا تھا

ماما۔۔۔ وہ چیخی اور گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔

اجیہ بیگم کے آنسو بہہ نکلے تھے۔

جبکہ کاشان کا دل خوف سے دھڑکا۔۔

جس سے نفرت کی آج وہی اس کے لیے رو رہی تھی۔ اور جس کا ساتھ دیا وہ ہی دھوکے باز نکلا تھا۔

زارا جاؤ یہاں سے۔ وہ چیخی تو غنی کی توجہ اس کی طرف گئی۔

زارا گاڑی میں بیٹھو۔ جلدی کرو۔۔۔ میں نے تمہیں منع کیا تھا "کاشان چیخ اٹھا اس کی زندگی موت کے نشانے پر تھی۔

آج تم دونوں کو موت کے گھاٹ اتار کر میرا بدلہ پورا ہو جائے گا۔

غنی کے خوفناک قہقہے گونج رہے تھے۔

اس نے زارا کی طرف گن کر کے ایک دم گولی چلائی تو ایک دم جوہی آگے آئی۔۔

کاشان غنی اور اجیہ بیگم حیران رہ گئے تھے۔ گولی اس کے پیٹ کو چھو کر نکلی۔

وہ یہاں کیسے پہنچی وہ تو سیکرٹ روم مین بند تھی۔

کاشان نے ایک دم غنی پر گولی چلائی جو آج پھر اس کا ہاتھ زخمی کر کے نکلی۔

اجیہ بیگم کی بازو سے خون بہہ بہہ کر انہیں بے ہوشی کی طرف لے جا رہا تھا۔

زارا نے فوراً جوہی کو سنبھالا جو نیچے گر چکی تھی۔

مجھے معاف کر دینا زارا۔ تم ایول کنگ کی اصلی کوئین ہو۔ تمہیں کچھ ہوتا تو ایول کنگ بھی ختم ہو جاتا جو میں ہر گز نہیں چاہتی۔

"تم باہر کیسے آئی اور تم نے کیوں۔۔۔

سیکرٹ روم کا کوڈ مجھے پتہ تھا اسی لیے میں وہاں سے نکل آئی تھی۔

ایول کنگ ظلم کی دنیا میں انصاف کے لیے پیدا ہوا ہے۔
اور تم اس کی ہمت کے لیے اس کے ساتھ جڑ گئی ہو۔
وعدہ کرو تم ایول کنگ کو اس انصاف سے کبھی نہیں روکو گی۔۔ اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتی وہ وعدہ لینے لگی تو زارا نے روتے روتے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔
کاشان غنی کو ایک گولی ٹانگ پر مارتا جو ہی کے پاس آیا جو سرخ بہتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

میں نے بزل شیخ یعنی ادریس کمال کے لیے تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ تم نے کبھی مجھے سراہا نہیں تھا کبھی مجھ سے محبت کے لفظ نہیں بولے تھے۔ لیکن بزل شیخ نے مجھے اپنی باتوں سے ایسا پھنسایا کہ میں ہیرا چھوڑ کر کوئلے کے پاس چلی گئی۔

اور اس کوئلے نے مجھے بازاری عورت بنا دیا۔

کاشان کی آنکھ کا کونا نم ہونے لگا۔

جوہی میں ہوس پرست مرد نہیں تھا میں تمہیں اپنی چاہت احساس سب شادی کے بعد دینا چاہتا تھا۔ لیکن۔۔۔ وہ خاموش ہوا تو جوہی درد سے ہنسنے لگی۔

مجھ جیسی بد قسمت لڑکی کی قسمت میں یہی ہونا لکھا تھا۔ تمہارے جیسے کنگ کے لیے زارا جیسی کوئین ہی ہونی چاہیے تھی۔

غنی کو چھوڑنا مت نا جانے اس نے کتنی کلیاں مسلی ہیں۔ ایک کلی میں بھی تھی جو اس کی ہوس کا سب سے پہلے نشانہ بنی تھی۔

"جوہی اٹھو میں تمہیں ہاسپٹل لے جاتا ہوں۔۔

وہ اسے اٹھانے لگا تو جوہی نے اسے روک دیا۔

میں تمہیں دیکھ کر مرنا چاہتی ہوں۔

وہ اذیت سے بولنے لگی تھی۔

کاشان نے سرخ آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔ تو اس نے ماسک اتارنے کا اشارہ دیا۔ کاشان نے ماسک اتارا تھا۔

اس کا خوبصورت چہرہ اور براؤن آنکھیں دیکھ کر وہ اپنے آپ کو سیراب کرنے لگی۔

کچھ دیر میں وہ ہچکی لیتی موت کی وادی میں چلی گئی تھی۔

کامل نے اجیہ بیگم کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا تھا۔

اپنے خاص آدمیوں کے حوالے وہ ساری لڑکیاں کر کے واپس آئے تھے۔

کاشان کی آنکھیں بھیگ گئی تھی۔

احکام نے ڈگی سے شیٹ لا کر جوہی پر ڈالی جو وہ گاڑی میں رکھتے تھے۔

وہ کلب کو لاک لگا چکے تھے تاکہ کوئی باہر نہ آسکے۔

کاشان آنکھیں صاف کر کے غنی کی طرف آیا۔

وہ غنی کی طرف واپس آیا اور اسے بری طرح مارنے لگا۔ اپنے بھاری ہاتھ کے گھونسے مار کر اس نے اس کی شکل بگاڑ دی تھی۔

زارا سہمی ہوئی کھڑی تھی۔

کاشان نے اسے اشارے سے گاڑی میں بیٹھنے کو کہا تو وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔ کاشان اس سے بعد میں حساب کرنے والا تھا۔

غنی درد سے کراہ رہا تھا۔

کاشان نے اپنا خاص چاقو نکال کر اس کے گلے کے درمیاں میں گھسیڑا اور اس کے دونوں ہاتھ پر فائر کیے. جس سے اس نے زارا کو مارنا چاہا تھا۔ اور جو ہی ماری گئی تھی۔ اس کی دونوں ٹانگوں پر بھی کئی فائر کر کے اس نے غنی کی لاش کی حالت بگاڑ دی تھی۔ کئی چھینٹے کاشان کے کپڑوں پر اور منہ پر گرے تھے۔

غنی اپنے انجام کو پہنچ گیا تھا۔

زارا یہ منظر دیکھ کر حواس کھو کر زمین پر گری اور بے ہوش ہو گئی تھی۔

اسے ہوش آیا تو کاشان اس کا ہاتھ پکڑ کر سامنے ہی بیٹھا تھا۔ وہ کپڑے بدل چکا تھا۔ پہلے اس کے چہرے پر فکر تھی لیکن جیسے ہی اس نے زارا کو دیکھا اس کا چہرہ سرد ہوگیا اور آنکھوں میں دہشت تھی۔

زارا خوف سے کانپ کر دور ہونے لگی تو اس نے ہاتھ دبا کر اسے اپنی طرف کھینچ لیا۔

زارا کی سسکی نکلی تھی۔ وہ خوف سے بے ہوش تھی۔

میں ماما کو دیکھ کر باہر آئی تھی میں باہر نہیں آنا چاہتی تھی۔۔ وہ خشک ہوتے حلق سے بولی تو کاشان نے اس کی کمر جکڑ کر اسے بالکل پاس کر لیا۔

میں سچ کہہ رہی ہوں کاشان میں آپ کے ساتھ کچھ غلط کیوں کروں گی۔۔ آپ تو اتنے“ ”اچھے ہیں۔

وہ معصوم بن کر بولی تو کاشان کو ہنسی آنے لگی لیکن وہ اپنی ہنسی دباتا زارا کو گھور کر دہلا رہا تھا۔

”کاشان میں رونے لگ جاؤں گی۔“

وہ بھیگی آنکھوں سے بولی تو کاشان نے کمر اور تیزی سے جکڑی۔

ایک کام کرو۔ یہ چاقو لو اور اسے میرے سینے میں مار دو۔ تاکہ ایک بار ہی میں تمہاری ستمگری برداشت کرلوں۔“

وہ چاقو سامنے کرتا بولا تو زارا نے چاقو ایک ہاتھ سے دور پھینک کر اس کی گردن میں بازو حائل کرلی۔

ایسے مت کہیں میں مر جاؤں گی ماما تکلیف میں تھیں جس کی وجہ سے میں باہر آئی۔ اس کی گردن میں منہ چھپاتی بولی تو کاشان نے اسے خود سے دور کیا اور بیڈ سے اٹھ گیا۔

”مجھ سے بات مت کرنا۔

میں خود کو کچھ کرلوں گی عجمان میں رہ جاؤں گی۔ اور دوبارہ جاب کرنے لگ جاؤں گی۔۔۔۔“

زارا روتے روتے بول کر ناک رگڑنے لگی تو اس کی حرکت پر وہ اب ہنسی نہیں دبا پایا تھا۔ اس کے لب تھوڑے سے پھیل گئے۔

میں تمہیں چھوڑوں گا تو تم کچھ کروگی۔ اور اگر میری ناراضگی کی پرواہ ہے تو مجھے اچھے سے “
”منانے کی تیاری کرو۔

اس کے بال پیچھے سے ہلکے سے کھینچ کر چہرہ اوپر کیے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔
اس کے عمل پر زارا کی ریڑھ کی ہڈی مین سنسناہٹ دوڑ گئی تھی۔
کاشان نے نرمی سے بال چھوڑے اور دوسرے کمرے کی طرف بڑھا جہاں اجیہ بیگم موجود تھیں۔

اجیہ بیگم کی بازو پر پٹی بندھی تھی۔ اور گردن پر بھی ایک پٹی تھی۔
کاشان کمرے میں آیا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

میں نے اپنی بچی سے اپنی خوشی کی خاطر ہمیشہ نفرت کی۔ اور اس کے باپ کو بھی مرنے کے لیے چھوڑ دیا۔

زارا میرے پہلے شوہر سے ہے۔

میں کلب میں جاب کرتی تھی جب وہ آدمی وہاں آنے لگا۔۔ وہ مجھے اچھا لگتا تھا۔۔

ہم دونوں قریب آنے لگے تھے۔ وہ اچھا انسان تھا۔ وہ بھی وہی جاب کرتا تھا۔

کچھ دن میں ہم کافی کلوز ہو گئے تو ہم نے شادی کرلی۔

وہ میرا بہت خیال رکھتا تھا لیکن مجھے باہر کی آزادی پسند تھی۔

اس نے مجھے جاب سے منع کیا تو رک گئی۔ لیکن میں گھر میں بور ہونے لگی دو سال بعد زارا میری گود میں آئی تو میرے پاؤں میں جیسے بیڑیاں ہی ڈل گئی۔

عزم باہر رہنے لگا تھا وہ دو جگہ جاب کرتا تھا۔

میں ایک دن شاپنگ کرنے باہر نکلی تو مجھے سارا کے بابا افضل ملے جو اسی کلب میں آتے جاتے تھے۔

وہ مجھے پسند کرتے تھے لیکن میری شادی ہو گئی۔ میری گود میں تین ماہ کی زارا تھی۔

عزم کی جاب کی وجہ سے وہ مجھ پر توجہ کم دینے لگے تو میں نے افضل کے ساتھ رابطے بڑھا لیے ہم کلبز میں ملنے لگے۔

ایک دن عرزم نے مجھے دیکھا تو انہوں نے مجھے بہت مارا۔ اور کمرے میں بند کر دیا۔

سارا روتی رہی لیکن میں نے اسے نہیں اٹھایا۔

مجھے سارا سے نفرت ہونے لگی تھی۔

پھر ایک دن ایسے ہی افضل ہمارے گھر آیا۔ تو میں اس کے گلے لگ کر خوب روئی۔

عرزم کا خون کھول اٹھا تھا وہ مجھے مارنے کے لیے آگے بڑھا تو افضل نے اسے دھکا دیا۔ اس کا سر سیڑھی کے کارنر سے لگ گیا تھا۔

پچھلے حصے سے خون بہنے لگا تو وہ فرید اور میں گھبرا گئے۔

میں سارا کو لیتی گھر سے نکل آئی۔

دو دن میں افضل کے گھر چھپی رہی تو تیسرے دن پتہ چلا عرزم مر گیا ہے۔

میں چپ چاپ عدت گزارنے لگی۔ تو افضل بھی خاموش ہو گیا۔ میری عدت پوری ہوئی تو اس نے مجھ سے شادی کر لی۔

وہ مجھے ہر طرح سے آزادی دیتا تھا میری اپنی دنیا تھی لیکن زارا کا ہر وقت میرے ساتھ چپکنا مجھے غصہ دلاتا تھا۔

افضل نشے کے عادی تھے۔ تو گھر میں پیسہ ختم ہونے لگا۔ ان کی ریسٹورنٹ کی جاب سے بھی گھر کا خرچہ پورا نہیں ہوتا تھا

ان کے چھوٹے بھائی جن کی شادی کافی پہلے ہوئی تھی ان کی دبئی میں کئی خفیہ فیکٹریاں تھی۔ ۔ بزل شیخ اور ادریس شیخ سے ان کے کافی معاملات تھے۔

ایک دن میں نے ان کی باتیں سن لی تو وہ مجھے مارنے کے لیے آگے آئے لیکن میں نے کہا کہ میں ان کا ساتھ دوں گی۔

اور پھر میں افضل سے چھپ کر ان کے لیے کام کرنے لگی۔

سارا کی پیدائش پر زارا صرف دو سال کی تھی۔

مجھے سارا سے قدرتی لگاؤ تھا جبکہ زارا کو دیکھ کر عرزم یاد آتا جو ظالم تھا جو مجھ سے پیار نہیں کرتا تھا۔

یوں وہ لڑکی میری نفرت کی عادی ہوتی گئی۔

غنی کے باپ کی موت ہوئی تو علایہ چھوٹی ہی تھی۔ پھر اس کی ماں بھی کار حادثے میں مرگئی تو غنی نے چھوٹی عمر میں ہی ذمہ داری سنبھال لی۔

سارا کو میرے معاملات کی خبر تھی۔ میں نے زبردستی رشتہ غنی سے کروادیا تھا۔

افضل نشے کی وجہ سے بیمار رہنے لگے تو ڈاکٹر نے کینسر کا بتادیا۔

کچھ عرصے میں ان کی موت ہوگئی۔ پھر میں مکمل آزاد ہوگئی۔ سارا کو میں اپنے ساتھ رکھتی ”تھی وہ میرے جیسی ہی تھی جبکہ زارا اپنے باپ جیسی اچھی تھی۔

ان کی باتیں سن کر کاشان کا دل کیا وہ اس عورت کو گولی سے اڑا دے لیکن وہ زارا کی ماں تھی۔

میں نے زارا کو ہمیشہ تکلیف دی رلایا مارا پیٹا لیکن وہ آج مجھے تکلیف میں دیکھ کر فوراً باہر آگئی۔

مجھے معاف کردو جسے اپنا سمجھا تھا وہی دشمن نکلا۔۔

کاشان جھٹکے سے اٹھ کر کمرے سے نکل گیا تھا۔ اور وہ رونے لگی تھیں۔

کاشان کمرے میں آیا تو زارا پریشان سی صورت بنا کر دانتوں میں انگلی دبائے بیٹھی تھی۔

وہ اسے ایک نظر دیکھتا وارڈروب کی طرف آیا۔ جو ہی کو عجمان میں ہی دفنا دیا گیا تھا۔۔ وہ پریشان تو تھا لیکن وہ زارا کو مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔

زارا نے اپنا اگنور ہونا دیکھ کر منہ بنایا۔

آؤچ کاشان میرا پاؤں درد کر رہا ہے۔

وہ پاؤں پکڑے چیخی تو کاشان نے حیرت سے اسے دیکھا جو آنکھیں میچے درد سے کراہ رہی تھی لیکن چہرے پر مصوعی تاثر بھی تھا۔

کونسے پاؤں میں درد ہے۔؟ کاشان سینے پر ہاتھ باندھتا آگے آیا تو زارا نے مزید درد والا منہ بنایا

اس پاؤں میں کاشان بہت درد ہے۔ آؤچ کاشان۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولی تو کاشان کو مزید غصہ آیا۔

زارا ناٹک مت کرو۔ تمہارا پاؤں بالکل ٹھیک ہے۔

وہ منہ بنا کر بولا تو زارا نے فوراً آنکھیں کھولی۔ جہاں کاشان آنکھوں میں سختی بھر کر اسے ہی گھور رہا تھا۔

آپ کیسے مانیں گے؟ پھر مجھے وہ طریقہ بھی بتا دیں۔ وہ چڑ کر بولی تھی۔

جا کر سب الٹے کام کرو جس سے میں تکلیف محسوس کروں۔

کاشان میں نے سوری تو کیا ہے اور آپ کے غنی کو مار بھی دیا۔

وہ منہ میں منمنائی تو کاشان نے اسے گھورا۔

تو اسے بھی تم بچا لیتی۔ اس کی بھی مدد کر دیتی تاکہ کاشان ازغن کو اپنی ستمگری سے اچھے سے نواز دیتی۔

وہ جھٹ سے اٹھ کر اس کے سینے سے لگ گئی۔ میں سوری کر رہی ہوں لیکن آپ مان ہی نہیں رہے اگر میں رونے لگ گئی تو بالکل بھی چپ نہیں کروں گی۔

وہ سینے سے لگ کر ناک رگڑتے معصومیت سے کہہ کر کاشان کے جذبات بھڑکا رہی تھی۔

پیچھے ہٹو جو دل میں آئے کرو۔ میں ویسے بھی اپنی نیو گرل فرینڈ کے ساتھ آؤٹنگ پر جا رہا ہوں۔

وہ شیشے کے آگے کھڑے ہو کر سپرے کرنے لگا۔ شیشے میں سے اسے دیکھا جسے ابھی بیڈ پر پٹکا تھا۔

زارا جلدی سے اٹھ کر کاشان کی طرف آئی۔

ماتھے پر بل لیے وہ سبز نگینوں سے گھور رہی تھی۔

کاشان لاپرواہ بنا اپنے بال سیٹ کرنے لگا۔

میں آپ کو جان سے ماردوں گی اگر آپ کسی اور کے پاس گئے۔

وہ اس کی شرٹ جکڑے غرائی تو کاشان نے ابرو اچکائی۔

میں نے کل چاقو دیا تھا۔ تم مار ہی نہیں سکی۔

وہ کندھے اچکا کر بولا تو زارا کو اس کی ناراضگی سے رونا آنے لگا۔

ٹھیک ہیں جائیں میں آپ سے بات نہیں کروں گی۔

وہ منہ بنا کر دوسری طرف ہو گئی تھی۔

کاشان سپرے کرتا گنگناتا ہوا باہر نکل گیا۔

زارا کا چہرہ دکھ سے سرخ ہو گیا تھا۔

وہ ماما کو سوپ پلا رہی تھی۔ اجیہ بیگم سارا کو دیکھنے لگی جس کا کھلا کھلا چہرہ اور دلہنوں والا حسن انہیں سکون دے رہا تھا۔ لیکن وہ ان سے بات نہیں کر رہی تھی۔

سارا۔۔۔!! وہ پکارنے لگی تو اس نے ماما کو دیکھا جن کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ماما آپ کو زارا پر کبھی پیار نہیں آیا۔ وہ اتنی اچھی ہے اس نے آپ کی خاطر اپنی جان کی پرواہ نہیں کی لیکن آپ نے نہ اسے بلایا نہ سینے سے لگایا۔

اجیہ بیگم پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔

میں اس کا سامنا بھی نہیں کر پا رہی ہوں۔ وہ سچ میں ایک اچھی بیٹی ہے۔ جس نے مجھے کبھی کسی چیز کے لیے تنگ نہیں کیا۔ اسے کہو۔ مجھے معاف کر دو۔

اجیہ نے سارا کا ہاتھ پکڑ لیا۔

پریشان مت ہو اجیہ بیٹا۔ زارا بیٹی کا دل بہت بڑا ہے۔ وہ تمہیں ضرور معاف کر دے گی۔

گرینڈما نے بھی اجیہ بیگم کو حوصلہ دیا تھا۔

سارا ان کا منہ صاف کرتی باہر نکل گئی تھی۔

وہ کچن میں باؤل رکھ کر زارا کے کمرے کی طرف بڑھنے لگی جب کامل نے ایک جھٹکے میں اسے دروازے سے اندر کھینچ کر دروازہ بند کیا اور اسے دروازے کے ساتھ لگایا۔

سارا کی چیخ نکلی جو اس نے ہاتھ رکھ کر روکی تھی۔ وہ اسے کے قریب تھا سارا کے منہ پر اس کی گرم سانسیں اپنا تاثر چھوڑنے لگی۔

کیا کر رہی ہو لڑکی۔ کیوں میرے ظالم بوس کر جگا رہی ہو۔

وہ سارا کی آنکھوں میں دیکھتے بولا تو سارا کی سانس میں سانس آیا۔

آپ نے مجھے ڈرا دیا تھا۔

وہ دور ہوتی سینے پر ہاتھ رکھ کر سانس بحال کرنے لگی۔

کامل نے اس کی عجیب نظروں سے دیکھا جو اس کی قربت میں کچھ محسوس نہیں کر رہی تھی۔

"عجیب لڑکی ہو؟ میں تمہارے قریب آیا نہ تمہارا دل دھڑکا نہ تم شرمائی؟

وہ حیرت سے بولا تو سارا نے ناراض نظروں سے اسے گھورا۔

جیسے آپ نے مجھے پکڑا مجھے کھینچا ایسے انسان صرف ڈرتا ہے کچھ فیل نہیں کرتا۔

وہ منہ بنا کر بولی تو کامل نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسے گھورا۔

"اب ایسے کیا دیکھ رہے ہیں؟

وہ منہ پھولائے بولی تو کامل نے اس کی کمر کو جکڑ کر اپنے پاس کر لیا۔

کامل۔۔۔ وہ دانت پیستی بولی تھی کامل نے اسے سینے سے لگایا تو وہ سرخ پڑتی نظر جھکانے لگی۔

"اب تو کچھ فیل ہوا ناں؟

وہ اس کی کان میں سرگوشی کرتا کان پر لب بھی رکھ گیا۔

نن نہین مجھے کیا فیل ہو گا۔ وہ لرزتی بولنے لگی۔ تو کامل کے عنابی لب مسکرانے لگے۔

اس کا مطلب تم فیلنگ لیس ہو اوہ مائی گاڈ۔ مطلب تم میں فیلنگ کا ہارمون ہی نہیں ہے۔

کامل نے بیچارگی بھرا منہ بنا کر سارا کو دیکھا۔

سارا خود حیران تھی۔

ایسا کچھ نہیں ہے۔ آپ جھوٹ بول رہے ہیں وہ نظر چراتی بولی تھی۔

ایسا ہی ہے۔ مجھے فیلنگ لیس بیوی مل گئی۔ یہ کیا ہو گیا۔

وہ بیڈ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

سارا روہانسی ہوتی اس کی طرف آئی۔ تو کامل نے اپنی ہنسی چھپانا مشکل ہو گیا تھا۔

کامل آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔ وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ڈرتے ہوئے بولی تو کامل نے افسوس سے اسے دیکھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں جس میں فیلنگز نہیں ہوتی اس کے پارٹنرز دوسرج شادی کر لیتے ہیں کیونکہ وہ نہ اپنے ہسبنڈ سے پیار کرتی ہیں نہ اظہار کرتی ہیں۔

وہ معصوم سا منہ بنائے بولا تو سارا کا دل جیسے حلق میں آیا۔

نہیں کامل آپ صرف میرے ہیں میں آپ کو کبھی دوسری شادی نہیں کرنے دوں گی میں فیل کرتی ہوں ابھی جب آپ نے مجھے یہاں چھوا تو میرا دل دھڑکا تھا اور ہاں میرا فیس بھی ریڈ ہو گیا تھا۔ اور میں آپ سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہوں۔

اس نے اپنے گال کی طرف اشارہ کیا تو کامل کو اس کی معصومیت پر ٹوٹ کر پیار آیا لیکن وہ اسے مزید ستانا چاہتا تھا۔

سچ میں فیل ہوا تھا۔؟ کامل نے اس کی آنکھوں میں جھانکا تو اس نے ڈرتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔۔

پر اس کی آنکھوں میں شرارت دیکھتی وہ سب سمجھ گئی۔

ہاں جی بہت بہت برا فیل ہوا۔ اتنی بڑی بڑی مونچھیں رکھ کر مجھے آپ سے ڈر کی فیلنگ آتی ہے۔

اپنے نازک ہاتھوں سے اس کے سینے پر تھپڑ مارتی وہ شیرنی بنی چیخی تو کامل بھی حیران ہوا لیکن پھر ہنستا چلا گیا۔

میری پاگل بیوی کو الو بنانا تو بہت آسان ہے۔ وہ ہنستا ہوا بولا تو سارا کو مزید غصہ آیا۔

کامل آپ بہت برے ہیں آئی ہیٹ یو۔ وہ اسے مارتی رونے لگی تو کامل نے اسے سینے سے لگایا تو وہ مزید رونے لگی تھی۔

میں اتنا ڈر گئی تھی۔ مجھے لگا سچ میں مجھ میں فیلنگز نہیں ہے۔ وہ ناک رگڑتی بولی تو کامل کو اس کی معصومیت پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔

اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھرتا وہ جگہ جگہ چھو کر اسے بوکھلانے لگا۔

ایسے کیسے ڈر سکتی ہو۔" اس کا ماتھا چوم کر اس نے دوبارہ سینے سے لگا لیا تھا۔

اب ناں میں اپنی فیلنگز آپ سے چھپا لیا کروں گی۔ تاکہ آپ کو بھی مزہ آئے۔ مجھے لگا سچ میں۔۔ کہیں۔۔ وہ اب بھی خوف میں تھی۔۔

کامل ایک بار پھر مسکرایا تھا۔

دیکھتے ہیں کون فیلنگز چھپاتا ہے کیونکہ میرا پیار معصومانہ پیارا چھے اچھوں کی فیلنگ جگا دیتا ہے۔

"اور کس سے معصومانہ پیار کرتے ہیں بتائیں زرا مجھے۔۔۔

وہ بازو اوپر چڑھاتی کامل پر چڑھ دوڑی۔۔

میں تو مذاق کر رہا تھا۔ میری کیوٹی تو سیریس ہوگئ۔ اس کی نازک سے تھوڑی چومتا وہ اسے سینے مین بھی چھپانے لگا تھا۔

وہ ڈرتے ڈرتے گرینڈما کے کمرے میں داخل ہوئی جہاں اجیہ بیگم آرام کر رہی تھی۔

ان کے چہرے پر پیلاہٹ نمایاں تھی۔ زارا کو اپنے آنسو روکنے مشکل لگنے لگے۔

اجیہ بیگم کسی کی نظر محسوس کرتی آنکھ کھلی تو دروازے میں زارا تھی۔

وہ ڈر کر مڑنے لگی۔ کہیں اجیہ بیگم اس سے ناراض نہ ہو جائے۔

لیکن ان کے بڑھے ہوئے ہاتھ اور بہتی آنکھیں اسے کئ زیادہ ہمت دے گئ تھی۔

وہ دوڑتے ہوئے ان کے سینے سے لگی۔

ماما میں آپ کو کچھ نہیں کہوں گی کوئی فرمائش نہیں کروں گی لیکن آپ مجھے اپنے پاس بلالیا کریں میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔

وہ ان کے سینے سے لگتی شدت سے رونے لگی۔

اجیہ نے ایک بازو اس کے گرد لپیٹ دیا تھا۔ دوسرے پر پٹی بندھی تھی۔

مجھے معاف کردو زارا میں تم سے نفرت کرتی رہی۔ ایک بلاوجہ کی نفرت۔

میں دعا کروں گی اللہ تم جیسی بیٹی سب کو دے پر میری جیسی ماں کسی کی نہ ہو

اس کا ماتھا چومے بولی تو زارا نے نفی میں سر ہلایا اور دوبارہ ان کے گلے سے جا لگی۔

آج اتنے سالوں بعد ان دونوں کو ایک دوسرے کا پیار نصیب ہوگیا تھا۔

علایہ۔۔" وہ کمرے میں آیا تو علایہ نے اسے دیکھا۔

وہ کچھ دن سے نوٹ کر رہا تھا علایہ اس سے روٹھی سی ہے۔ اس کے ساتھ بھی وہ اداس یا چپ رہتی تھی۔

غنی کی موت کا اسے دکھ تھا۔ لیکن وہ گناہ گار بھی بہت سے لوگوں کا تھا۔

کیا ہوا؟ غنی کی موت کا دکھ ہے؟

وہ اس کو کندھوں سے تھام کر پوچھنے لگا۔

وہ میرا بھائی تھا۔ اس کی موت کا افسوس تو ہوگا۔ لیکن وہ گناہ گار بھی تھا۔

وہ نظریں چرا کر بولنے لگی۔

پھر مجھ سے اچھے سے بات کیوں نہیں کرتی۔ کیا میں نے کچھ کہا ہے؟ میں کافی دن سے دیکھ رہا ہوں۔

وہ اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر بے قرار ہوا تو علایہ نے آنسو بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔

احکام کی جان پر بن گئی تھی۔

کیوں رو رہی ہو بتاؤ کہاں درد ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے وہ اس کا چہرہ ہاتھوں سے چھوتا جگہ جگہ دیکھنے لگا۔ اس کی بے قراری لفظوں سے ظاہر ہو رہی تھی۔

لیکن وہ آنسو بہاتی لب دبا کر کھڑی رہی۔

علایہ۔۔ کچھ بولو کیا ہوا ہے۔

آئی ایم پریگننٹ۔۔" وہ روتے روتے بولی تو احکام حیران ہوا۔ لیکن پھر خوشی سے مسکراتا خود کو یقین دلانے لگا۔

علایہ میری جان۔۔۔ تم جانتی نہیں ہو یہ کتنی بڑی خوشی ہے اور تم رو کیوں رہی ہو۔؟

وہ اس کے ماتھے کو چومتے سینے سے لگا گیا۔ تو وہ شدت سے روئی اور اس کے دل پر مکہ مارا۔

علایہ کیا ہوا۔ دیکھو ایسے رو کر مجھے ڈراؤ مت بتاؤ کیا ہوا ہے۔ وہ اس کی کمر سہلائے بولنے لگا تھا۔

مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تم حالات سے ڈر کر دوبارہ اپنی جان دینے نہ چلے جاؤ۔ اور تمہارے جانے کے بعد میری اور تمہاری اولاد بے آسرا زندگی گزارے۔

کبھی نہیں علایہ۔۔ وہ میری ایک غلطی تھی۔ میں حالات سے ڈر گیا تھا۔

"میں اپنی دنیا کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا۔ اور میری دنیا تو تم ہی ہو۔

علایہ نے دوبارہ اس کے سینے پر مکہ مارا۔

مجھے اس دن لگا میں نے تمہیں کھودیا اگر تم اس دن واپس نہ آتے تو صبح تمہیں میری لاش کمرے میں لٹکی ہوئی ملتی۔

شٹ اپ علایہ۔۔ ہوش میں ہو کیا بول رہی ہو۔ میں خود ماردوں گا اگر ایسا سوچا بھی تو۔ تم پر صرف احکام کا حق ہے۔

تو کیا کرتی تم حالات کو خود پر اتنا سوار کر چکے تھے کیا تمہیں میرا خیال آیا تھا یہ ہے تمہاری محبت؟ وہ چیخی تو احکام کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔

آج کے بعد احکام کی زندگی پر تمہارا حق ہے احکام کی زندگی کا ہر فیصلہ تم کروگی۔"

میں وعدہ کرتا ہوں علایہ کا ہر حکم احکام کے سر آنکھوں پر ہوگیا۔

وہ اس کا ماتھا چومے ہاتھوں کو پکڑے بولتا علایہ کو خوشی دے گیا تھا۔

"اب مجھے کبھی چھوڑ کر مت جانا نہ ہی کبھی کوئی ایسا فیصلہ کرنا جس سے میں۔۔۔

احکام نے اسے دوبارہ سینے سے لگایا تھا۔

کبھی نہیں تمہارا معصوم شریف اور کچھ سمجھدار شوہر کبھی تمہیں خود سے دور نہیں جانے دے گا۔

"احکام۔۔۔۔" پلیز یہ سب نہ کہا کرو۔ مجھے یقین نہیں آتا تم معصوم ہو۔

معصوم تو میں بہت ہوں لیکن صرف تمہارے لیے باقیوں کے لیے تو احکام خوف کا نام ہے۔

اس کے دونوں گال سہلا کر اس نے آنکھوں پر لب رکھے تھے جو رونے سے سرخ ہو رہی تھی۔

تم نے مجھے اتنی بڑی خوش خبری دی ہے تو کچھ سیلبریشن تو بنتی ہے وہ اسے دہکتی نگاہوں سے دیکھتا جھکنے لگا تو علایہ شرماتی بھاگی تھی۔۔

"رکو لڑکی۔۔ ایسے کیوں کر رہی ہو۔ بھول گئی تم۔۔۔

وہ اسے لیے بیڈ پر بیٹھا تھا۔ اسے ساتھ لٹائے وہ نرمی سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانے لگا تھا۔ اور دل میں اپنے رب کا شکر ادا کر رہا تھا۔ جس نے اسے اتنی بڑی خوشی عطا کر دی تھی۔

کاشان۔۔ "زارا کے پاؤں پر گہری چوٹ لگ گئی ہے۔ وہ درد سے تڑپ رہی ہے اور تمہیں بلا رہی ہے۔

کامل کی کال پر اسے غصہ آنے لگا۔

جھوٹ مت بولو وہ بالکل ٹھیک ہے۔ صبح ہی میں اسے چھوڑ کر آیا تھا۔

کاشان کا دل تو دھڑکا تھا لیکن اسے لگا زارا مذاق کر رہی ہو گی۔

تمہیں یقین نہیں آرہا کیا۔ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔

کامل چڑا تھا۔۔

وہ آج غنی کے خفیہ اڈوں کے خاتمے کے لیے آیا تھا۔ سارا دن وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ مگن تھا۔

کچھ آج اسے اپنے ماں باپ کی یاد بھی بہت آرہی تھی۔ وہ ان کی قبر پر آیا تھا۔ اس کے بعد وہ بیچ پر وقت گزارنے چلا گیا تھا۔

اب رات ہو رہی تھی لیکن اس کا آج دل گھر جانے کو نہیں تھا۔ لیکن اسے زارا کی بھی فکر تھی۔

میں تمہیں اس کے پاؤں کی تصویر بھیجوں وہ رو رہی ہے۔

میں آتا ہوں۔ تم سارا کو اس کے پاس بھیجو میں بس پانچ منٹ میں آتا ہوں۔ اسے کہو فکر نہ کرے کاشان یہی ہے۔۔

وہ فون کان سے لگائے بے قرار سا بولتا گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔

وہ بے قرار سا گھر میں داخل ہوا جب گھر میں ہوا اندھیرا اسے حیران کر گیا۔

زارا۔۔۔ وہ اونچی آواز میں چلایا تھا۔

ایک دم گھر کی روشنیاں جل گئیں تھیں۔ اور شور بھی بلند ہوا تھا۔ سب برتھ ڈے وش کے گیت گاتے اسے ایک حیران کر گئے تھے۔

بالونز اور ڈیکوریشن دیکھ کر وہ مزید خوش ہوا۔

سامنے وال پر ہیپی برتھ ڈے کاشان لکھا تھا۔

اس نے بے قراری سے نگاہیں ارد گرد ڈالی جہاں زارا ریڈ گاؤن پہنے بالوں کو پشت پر پھیلائے میک اپ سے سبز نگینوں کو سجائے وہ حد درجہ پیاری لگ رہی تھی۔

اس کے ہاتھ میں پیارا سا کیک تھا۔

کاشان کی پریشانی ایک دم ختم ہوئی جب سب کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔

وہ آگے آیا تھا۔ سب نے اسے پھول اور گفٹس دیے تو وہ اپنی خوبصورت مسکان سے سب کے گفٹ لینے لگا۔

زارا نے ایک نظر اسے دیکھ کر کیک ٹیبل پر رکھا تو وہ اسے دیکھتا دیوانہ ہوا جو اتنے حسین روپ میں اس کا ایمان ڈگمگا رہی تھی۔

وہ اپنی جگہ ہی کھڑی تھی۔

کاشان سب سے گفٹ لے کر اس کی طرف آیا تو زارا کی پلکیں لرز گئی۔

تم سچ میں ستمگر ہو تمہیں پتہ ہے ایول کنگ کو کیسے کاشان بنا کر دیوانہ بھی بنانا ہے۔

اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس نے کیک کاٹنے کے لیے پاس کیا تو اس کی بے باکی پر سب نے ہوٹنگ کی تھی۔

کچھ دن پہلے لوگ مجھے کہہ رہے تھے کہ ہنی مون بعد میں منا لینا اور تم یہیں اپنا ہنی مون شروع کرنے لگے ہو۔

کامل بے شرمی سے بولا تو سارا نے اس کے کندھے پر ہاتھ مارا جبکہ کاشان نے اسے گھوری سے نوازا۔

تم شادی کے بعد بہت بے شرم ہو گئے ہو۔

کاشان نے سرد انداز میں کہا جب کامل نے اس کی بات ہوا میں اڑائی۔

کیک کاٹیں کاشان۔۔" وہ شرما کر بولنے لگی۔

کاشان نے جھک کر کیک کاٹا تھا۔

زارا کو کیک کھلا کر اس نے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا تو اس کا دل شدت سے دھڑکا۔

مجھے سرپرائز بہت پسند آیا ہے۔ لیکن ابھی میں ناراض ہوں۔ اور مجھے منانے کے لیے تمہیں مجھے پرپوز کرنا ہو گا۔

اپنی آنکھیں اس کے سبز نگینوں میں گاڑے وہ شدت پسندی سے بولا تو زارا کانپی تھی۔

وہ مسکرا کر سب کو کیک کھلانے لگا۔ سب کو ایک ساتھ دیکھتا آج اسے اپنی ماں اور باپ کی کمی تو محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کی فیملی اللہ پاک نے ایک لے لی تھی تو دو بہنیں سارا اور علایہ کی صورت میں لوٹا بھی دی تھی۔

احکام کو کیک کھلا کر اس نے گلے سے لگایا تو احکام کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے تھے۔

تم آئندہ ایسی حرکت کبھی مت کرنا ورنہ تمہیں میں کلب میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ آؤں گا۔

اس کے گال پر نرم سا پنچ مارا تو وہ شدت سے کاشان کے گلے لگ گیا تھا۔ کاشان نے علایہ کے سر پر بھی پیار سے ہاتھ رکھا۔

کامل کو کیک کھلانے کے لیے وہ آگے آیا تو کامل نے جلدی سے منہ کھولا۔ کاشان نے سارا کی طرف کیک کر کے اس کے منہ میں ڈال دیا تھا۔

کامل نے منہ بنا کر کاشان کے پیٹ میں پنچ مارا۔

میں بوس ہوں بوس پر ہاتھ نہیں اٹھاتے جاہل آدمی۔ باقی بچا کیک اس نے زبردستی کامل کے منہ میں ڈال کر اس کے کندھے پر پنچ مارا تھا۔

تمہیں میں جتنا شریف سمجھتا تھا تم اتنے ہی شادی کے بعد بیہودہ انسان نکلے ہو۔ شادی کے بعد بھی اگر شرافت سے رہنا ہے تو انسان کنوارہ رہ لے۔

کامل نے کندھے اچکائے تو سارا سرخ چہرہ چھپانے لگی تھی۔

کاشان سر جھٹک کر رہ گیا۔

گرینڈ ما کے گلے لگ کر اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تو آج انہوں نے اسے مزید شدت سے اپنے ساتھ لگا کر حوصلہ دیا تھا۔

سب خوش گپیوں میں مصروف ہوئے تو کاشان کی نظر زارا پر گئی جو تھکی سی چئیر پر ہی بیٹھی تھی۔

کاشان نے اسے دیکھا تو مسکرانے لگی۔

کچھ دیر میں سب سونے کے لیے چلے گئے تو لاؤنج میں زارا اور کاشان رہ گئے تھے۔

روم میں نہیں جانا۔ کاشان آنکھوں میں جذبات بھر کر اس کی طرف آنے لگا تو اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔

نن نہیں آج میں یہی سونے والی ہوں آپ تو ناراض ہیں ناں۔۔

وہ منہ بنا کر بولی۔

تو تم منا لو ناں۔۔ وہ اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے کھڑا کر چکا تھا۔ زارا درد برداشت کرتی لب بھینچ کر اس کی گردن میں بازو حائل کرنے لگی۔

اس نے پاؤں تک فراک پہنا ہوا تھا۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو۔ اس کا سرخ چہرا دیکھ کر وہ سیریس ہوا۔

ہمم آپ آ گئے تو میں بالکل ٹھیک ہوگئی ہوں۔ وہ اس کا گال چھو کر بولی تو اس کی بے باک نازک جان حرکت پر کاشان کا دل شدت سے دھڑک کر رہ گیا۔

اس نے زارا کو بانہوں میں بھرا تھا اور کمرے کی طرف بڑھنے لگا۔

زارا نے سینے پر سر رکھ کر آنکھیں بند کر لی۔

وہ اسے بیڈ پر بٹھائے اس کے قدموں میں بیٹھا تو زارا نے جھک کر پاؤں سمیٹ لیے۔

کاشان نے سخت نظروں سے اسے گھورا اور اس کا فراک اوپر کیا۔

پاؤں کی ایڑھی پر پٹی بندھی تھی۔ اور کچھ خون کی بوندیں تھی جو پٹی پر تھی۔

کاشان زخم دیکھتا چپ رہا تو زارا نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اوپر اٹھایا۔

آپ کے لیے کیک ریڈی کر رہی تھی گلاس ٹوٹ کر پاؤں میں لگ گیا۔ اب پلیز ناراض مت ہونا یہ میری کوئی ستمگری نہیں ہے۔

تمہیں میں ستمگر اسی وجہ سے کہتا ہوں۔

گلاس لگ گیا تھا تو ریسٹ کرتی مجھے فوراً فون کرتی لیکن تمہیں بس کام کی پڑی ہو گی۔

میں تمہیں وہاں ایک جگہ کھڑے دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا تمہیں کچھ ہوا ہے۔

میرے ایول کنگ کی برتھ ڈے تھی۔ تو میں کیسے زرا سے زخم پر بیٹھ جاتی میں ایول کنگ کی کوئین ہوں۔

اور کنگ کوئین کو کبھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔

اس نے نرمی سے پاؤں کو چھوا تو زارا دم سادھ گئی۔

وہ بادشاہوں جیسا شخص اس کا پاؤں چھو رہا تھا۔

زارا نے اسے فوراً تھام لیا تھا۔

کاشان۔۔ پلیز۔۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی تو کاشان اٹھ کر اس کے برابر بیٹھا۔

ایول کنگ کو تم سے بہت محبت ہے۔ لیکن جب تم ستمگری ڈھاتی ہو تو ایول کنگ کا دل تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اور پھر میرا دل کرتا ہے تمہیں شدتیں دکھا کر سزا دوں۔

اس کے گال کو سہلا کر وہ گھمبیر سا بولا تو زارا کے ماتھے پر پسینہ آنے لگا۔

مم میں چینج کر لوں۔۔ وہ اٹھنے لگی تو کاشان نے اسے بانہوں میں بھر لیا۔۔ میں نے ابھی تمہاری تعریف نہیں کی تو تم کیسے چینج کر سکتی ہو۔۔

اس نے اپنے پاس کھینچ کر گال سے گال جوڑا تو اس کی داڑھی کی چبھن سے اس کے گال سرخ ہونے لگے۔

وہ۔۔ میں نے آپ کو ایک گفٹ دینا تھا۔

وہ جلدی سے بولی تو کاشان مسکرانے لگا۔

اچھا یہی بیٹھ کر دو۔۔ کاشان نے گرفت مضبوط کر لی تھی۔

اس نے کانپتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل کا ڈرار کھولا۔

جہاں ایک باکس میں رنگ تھی۔

کاشان حیران ہوا تھا۔

یہ کب منگوایا۔

آرڈر کیا تھا۔ کیونکہ مسٹر ایول کنگ مجھے اکیلے تو کہیں جانے نہیں دیتے۔ وہ منہ بنا کر بولی تو کاشان نے شدت سے اس کا گال چوم لیا۔

کیونکہ ایول کنگ کی پاگل کوئین باہر جا کر الٹے کام بہت کرتی ہے کبھی جوس لے کر پی لیتی ہے تو کبھی بیچ پر ڈوبنے کے لیے چلی جاتی ہے اور کبھی گولی کھانے کے لیے باہر آجاتی ہے

زارا نے منہ بنا کر اسے دیکھا جو مسکرا رہا تھا۔

"جائیں میں آپ کو اب گفٹ نہیں دوں گی۔

وہ گفٹ چھپانے لگی تو کاشان نے اس کا ہاتھ تھام کر جلدی سے باکس کھولا تو اندر ایک لکھا تھا۔ اور چھلے پر زارا لو کاشان K ایگل والی رنگ تھی۔ جس پر بڑا سا اوپر گول دائرے میں لکھا ہوا تھا۔

کاشان اس کی چوائس پر حیران ہوا اور شدت سے اس کا ماتھا چوما۔

آپ نے کہا تھا ناں میں آپ کو پرپوز کروں تو یہ لیں میں آپ کو پرپوز کرتی ہوں۔۔ کیا آپ میرے کنگ بنیں گے۔

زارا نے رنگ اس کے سامنے کر کے پوچھا تو کاشان نے سر جلدی سے ہلایا اور اس کے ہاتھ سے رنگ پہن کر اسے سینے سے لگایا۔

میں شاید اتنی محبت کے قابل نہیں تھا۔ لیکن تم نے مجھے محبت کے قابل بنا دیا۔

ایول کنگ دنیا کے لیے ہوگا۔ ۔ تمہارے لیے میں صرف تمہارا کاشان ہوں۔ جسے اپنا نام صرف تمہارے منہ سے اچھا لگتا ہے۔

اس کے لب انگوٹھے چھو کر وہ پیار سے بولا تو زارا شرمانے لگی تھی۔

کل میں تمہیں بیچ پر سرپرائز دینا چاہتا ہوں کیا تم میرے ساتھ ڈیٹ پر چلو گی۔ ۔ کاشان شرارت سے بولا تھا۔

مجھے نہیں جانا اس گندے بیچ پر ہمیشہ وہاں آپ مجھے ڈانٹ دیتے ہیں۔ وہ منہ بنا کر بولی۔

نہیں اب وہاں جا کر پیار کروں گا۔ ۔ چلو گی کیا؟

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر گھمبیر انداز میں بولا تھا۔

سوچوں گی۔ سوچ کر بتاؤں گی۔

زارا نے گردن اکڑائی۔

ایسی کی تیسی تمہارے سوچنے کی میں اٹھا کر لے جاؤں گا۔

اس کے گال سے گال رگڑ کر وہ گردن کے گرد ہاتھ رکھ کر چڑ کر بولا تو زارا کا قہقہ گونجا تھا۔

خوشیوں نے ان کی زندگی میں دستک دے دی تھی۔

ایول کنگ کی زندگی میں اب کوئی غم نہیں رہا تھا۔

اجیہ بیگم کا لیٹر پڑھ کر اس کے ہاتھ کانپنے لگے تو کاشان نے زارا کو سینے سے لگایا۔ انہوں نے اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیا تھا۔ اور زارا کے لیے ڈھیروں دعائیں لکھی تھیں۔

سارا بھی پاس آ کر زارا کے گلے لگ گئی۔

اجیہ بیگم سزا کی حقدار تھیں جو انہیں ضرور ملنی تھی۔

ختم شد